عمران سریز

ماکازونگا

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

عمران سیریز

ماکازونگا

مظہر کلیم ایم۔اے

سردی اپنے پورے شباب پر تھی۔ عموماً زندگی کی جوانیاں شام ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہیں لیکن امراء طبقہ کی اصل زندگی شام سے ہی شروع ہوتی ہے۔اس لیے شہر کے تمام بڑے بڑے ہوٹلوں، رقص گاہوں، جوئے خانوں اور عیاشی کے خفیہ اڈوں میں شام ہوتے ہی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے اور پھر صبح تک رنگ و نور کا ایک سیلاب ہر طرف رواں دواں نظر آتا۔رین بو ہوٹل دارالحکومت کا انتہائی شاندار اور وسیع و عریض ہوٹل تھا جہاں صرف اعلیٰ امراء طبقہ ہی داخل ہونے کی جرات کر سکتا تھا۔ویسے تو چہل پہل یہاں ہر رات ہوتی تھی لیکن آج تو یہ چہل پہل اپنے پورے شباب پر تھی۔ہول میں کرسیاں انتہائی قرینے سے سجائی گئی تھیں ہر خالی ٹیبل پر ریزرویشن کارڈ لگا ہوا تھا۔ہال کو اتنے خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا کہ انسان دیکھتے کا دیکھتا ہی رہ جاتا۔وہ ایسا محسوس کرتا جیسے الف لیلیٰ دنیا میں آ پہنچا ہو۔پورا ہال بھرا ہوا تھا۔صرف چند میزیں خالی تھیں۔یہ سجاوٹ اور رونق رقاصہ میری کے دم سے تھی جس کی شہرت کا ستارہ آج کل بام عروج پر پہنچا ہوا تھا۔پوری دنیا میں اس کے رقص اور حسن کی شہرت تھی، ہوٹل رین بو میں یہ اس کا دوسرا رقص تھا۔کل رقص ہی اتنا جذبات خیز اور نشہ آور ثابت ہوا کہ لوگ اس کے فن حسن اور شباب پر مر مٹے تھے۔اس لیے آج کل سے بھی زیادہ رونق تھی۔ابھی پروگرام شروع ہونے میں کافی دیر تھی۔اس لیے تمام لوگ کافی اور شراب وغیرہ سے شغل کر رہے تھے۔ہال میں ہلکے ہلکے مترنم قہقہے گونج رہے تھے جن کی شیرینی کے سامنے ہال میں بجنے والا آرکسٹرا بھی کبھی کبھی ماند پڑ جاتا۔

اچانک ہال کے دروازے پر عمران نمودار ہوا وہ زور سے کھنکھارا تو ایک دم تمام لوگوں کی نظریں اس طرف اٹھ گئیں اور پپر ہال میں ایک دم قہقہے گونج اٹھے اس کی حالت ہی اتنی مضحکہ خیز تھی کہ سنجیدہ سے سنجیدہ انسان

بھی ہنسنے پر مجبور ہو جاتا۔ ایک تو ٹیکنی کلر لباس پھر چہرے پر حماقت کی دبیز تہیں وہ ہال کو اتنی حیرانگی سے دیکھ رہا تھا جیسے پتھر کے زمانے کا انسان ہو۔ اور یہ سب کچھ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ دیکھنے کا انداز ہی اتنا مضحکہ خیز تھا کہ لوگوں کو بے تحاشہ ہنسنے پر مجبور کر دیتا۔ وہ غور سے ہر چیز کو دیکھتا پہلے ایک آنکھ بند کر کے پھر دوسری اور پھر دونوں آنکھیں جب دونوں آنکھوں سے کچھ نہ نظر آتا تو چہرے پر جھنجلاہٹ طاری ہو جاتی اسے وہاں اس طرح دیکھ دیکھ کر ایک ویٹر ادب سے اس کی طرف بڑھا اور اس سے ریزرویشن کارڈ کے متعلق پوچھنے لگا پہلے تو عمران نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جب ویٹر زور سے بولا تو وہ ایسے اچھلا جیسے کسی سانپ نے اسے ڈس لیا ہو وہ سنبھلتے سنبھلتے ویٹر کو اپنے ساتھ زمین پر لے آیا ویٹر کے چہرے پر شدید غصے کے آثار تھے آئے۔ لیکن وہ کچھ نہ بولا اور عمران کھڑے ہو کر ایسے کپڑے صاف کر رہا تھا جیسے گرنا اس کا معمول ہو پھر وہ وہاں سے آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک میز پر جا بیٹھا میز پر اس کے نام کا کارڈ لگا ہوا تھا۔ جو اس کے بیٹھتے ہی پاس کھڑے ہوئے ویٹر نے اٹھا کر میز کے نیچے رکھ دیا اس میز پر چار کرسیاں تھیں۔ عمران نے ساتھ والی کرسی پر ٹانگیں رکھ دیں اور اطمینان سے جیب میں ہاتھ ڈال کر چیونگم کا پیکٹ نکالا اُسے پھاڑا اور پھر چیونگم کا ایک پیس منہ میں ڈال لیا۔ لوگ اسے انتہائی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے اور پھر اس کے بیٹھنے کا انداز اب بھی ہنسی لوگوں کی برداشت سے باہر تھی۔ ایک سمارٹ نوجوان پاس والی میز سے اُٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا عمران کے انہماک میں کوئی فرق نہ آیا۔ نوجوان بولا۔

کیا آپ پہلی بار کسی ہوٹل میں آئے ہیں؟ عمران چونکا اور نوجوان کی طرف دیکھ کر فوراً کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سینے سے لگایا اور زور سے بولا ہائے میری جان تیری تلاش میں میں نے تو سمندر چھان مارے ہیں، روسی راکٹ میں بیٹھ کر خلا میں ہو آیا ہوں مگر تم کہیں نہ ملے نوجوان گھبرا گیا اور غصے سے بولا کیا تم پاگل ہو۔ میری جان ہر عاشق کو پاگل ہی کہا جاتا ہے اور پھر تمھاری جیسی حسینہ کا عاشق نوجوان جھینپ گیا اور پھر اس نے

کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس کا حالت دیکھ کر ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ ہنستے ہنستے بے حال ہو گئے مگر پھر اسی طرح بیٹھ گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ اتنے میں صفدر جولیا اور چوہان ہال میں داخل ہوئے وہ تینوں اعلیٰ لباس میں ملبوس تھے خاص طور پر جولیا تو آج خوب بن سنور کر آئی تھی آج کی دعوت بھی انھیں عمران نے دی تھی۔ وہ عمران کی طرف تیر کی طرح بڑھے اور ہیلو کا نعرہ لگاتے ہوئے کرسیوں پر بیٹھ گئے مگر جولیا کی کرسی پر تو عمران پیر پھیلائے بیٹھا تھا اس لیے وہ کھڑی رہی اور عمران کی یہ حالت دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

یہ کوئی بیٹھنے کا انداز ہے۔ ہٹاؤ میری کرسی پر سے پیر۔ لیکن عمران بھلا ایسی کچی عرض کہاں سنتا ہے؟ اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی وہ اس طرح پیر پھیلائے چیونگم چباتا رہا اب تو جولیا کا پارہ ایک دم ایک سو دس ڈگری پر پہنچ گیا وہ اور تو کچھ نہ کر سکی۔ اس نے میز پر سے ایش ٹرے اُٹھایا اور عمران کے سر پر دے مارا مگر مقابل بھی عمران تھا۔ اس صدی کا چالاک ترین انسان۔ ایش ٹرے لگنے سے پہلے وہ کرسی چھوڑ چکا تھا جولیا جھنجلا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران پھر اپنی کرسی پر ایسے بیٹھ گیا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ تمام ہال کی نظریں ان کی طرف تھیں ان میں سے چند کی نظروں میں ملامت کے آثار تھے اور باقی مسکرا رہے تھے۔ صفدر عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ عمران صاحب آج کی دعوت آخر کس مقصد کے لیے ہے؟

آج میں اور جولیا اپنے عشق کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ دعوت دی ہے ورنہ مجھے کسی حکیم نے بتایا تھا کہ میں اتنے پیسے خرچ کروں صفدر اور چوہان ہنسنے لگے اور جولیا بھنا کر رہ گئی۔ مگر کچھ نہ بولی۔ اس کے بعد باتوں کا سلسلہ چل نکلا عمران نے کافی منگائی تھی آہستہ آہستہ جولیا بھی باتوں میں دلچسپی لینے لگی۔ اور اس کا غصہ اتر گیا مگر عمران باتوں کے ساتھ ساتھ ہال پر بھی نظر دوڑا لیتا۔ اچانک وہ بری طرح چونکا اور کچھ سنبھل کر بیٹھ گیا۔ لیکن یہ صرف چند سیکنڈ کے لیے ہوا۔ اس کے بعد وہ اسی طرح لاپرواہ ہو گیا لیکن صفدر

خاص تور پر تشویش میں پڑ گیا کیوں کہ عمران کا اس طرح چونکنا اس کے لیے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کرتا تھا اس کی نظریں فوراً داخلی دروازے کی طرف اٹھیں وہاں سے ایک غیر ملکی نوجوان انتہائی اعلیٰ گرم سوٹ میں ملبوس آہستہ آہستہ ایک میز کی طرف بڑھ رہا تھا صفدر نے سمجھ لیا کہ عمران اسے ہی دیکھ کر چونکا ہے اس نے عمران سے پوچھا یہ کون ہے؟

میری ہونے والی بیوی کے داماد کا سسر۔

"کیا بات ہوئی چوہان نے حیرت سے منہ پھاڑ کر پوچھا۔ کمال ہے اتنی بڑی بات ہو گئی۔ اور تم کہتے ہو کوئی بات ہی نہیں۔

عمران منہ بنا کر بولا۔

آخر ہوا کیا؟ جولیا نے پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا۔ عمران نے ان کی طرف منہ کر کے آہستہ سے کہا۔

یہ نوجوان جرمنی کی سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا نام ملڈن ہے "جرمنی" مگر یہ یہاں کہاں۔ صفدر اپنی حیرت نہ چھپا سکا۔

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔"

مگر تم اسے کس طرح جانتے ہو؟

میں کس کو نہیں جانتا کہو تو اس کی سات پشتوں کا حال بیان کر دوں خیر ہو گا ہمیں کیا چوہان بولا۔ لیکن اس کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

صفدر کیا تمھارے پاس ریوالور ہے؟ عمران اچانک صفدر سے مخاطب ہوا۔ "نہیں کیوں ہم یہاں دعوت کھانے آئے ہیں نشانہ بازی کرنے نہیں۔ "ہوں لیکن مجھے یہاں ہنگامہ ہوتا نظر آتا ہے خیر دیکھا جائے گا۔

اتنے میں رقص شروع ہو گیا، رقص واقعی ہیجان خیز تھا سب لوگ رقص دیکھنے میں مصروف ہو گئے لیکن

عمران برے برے منہ بنا رہا تھا جولیا سے رہا نہ گیا۔ اس نے عمران سے پوچھا۔ تم یہ کونین کیوں چبا رہے ہو؟

میں سوچ رہا ہوں کہ لوگ اس بے معنی اچھل کود پر عاشق ہو گئے ہیں اس سے زیادہ اچھی اچھل کود تو کلو کی اماں کلو کے ابا سے لڑائی کے وقت کر لیتی ہو گی۔

رقص اپنے پورے عروج پر تھا اور میری کا جسم آہستہ آہستہ لباس سے بے نیاز ہوتا جا رہا تھا۔ لوگوں کے منہ سے سسکاریاں سی نکل رہی تھیں۔

اچانک عمران تیر کی طرح سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کو گئے تھوڑی دیر ہوئی تھی۔ کہ ایک زوردار چیخ بلند ہوئی۔ رقص رک گیا۔ تمام لوگ اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان تینوں نے دیکھا کہ وہی نوجوان سینے پر ہاتھ رکھے فرش پر لوٹ پوٹ ہو رہا ہے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ قتل قتل کا شور مچ گیا لوگ جلدی سے کھسکنے لگے لیکن منتظمین نے دروازے بند کر دیئے جس پر چند لوگوں نے احتجاج کیا لیکن منیجر نے معزرت کی کہ جب تک پولیس نہ آ جائے وہ دروازہ نہیں کھول سکتے اتنے میں عمران واپس آتا ہوا نظر آیا اس کے بال کچھ بکھرے تھے اور چہرے پر بھی دو تین خراشیں تھیں وہ آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے کہا کہاں گئے تھے؟ اپنی بیوی کے داماد کے سسر کے قاتل کو پکڑنے۔

مگر تم نے اسے دیکھ کیسے لیا۔

مجھے گیلری کے پردے کے پیچھے پستول کی نالی کی جھلک نظر آ گئی تھی۔ لیکن پہنچنے سے پہلے ہی وہ گولی چلا چکا تھا۔ اور پھر بھاگ گیا خیر میں نے اسے دیکھ لیا ہے اتنے میں پولیس آ پہنچی اور تھوڑی سی تفتیش کے بعد دروازے کھول دیئے گئے۔ اور حسبِ توقع قاتل کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

☆☆☆

ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بجی جولیا نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔

ہیلو جولیا اسپیکنگ اس نے کہا۔
ایکسٹو ایک غراہٹ سی بلند ہوئی اور جولیا سنبھل گئی۔
گڈ مارننگ سر۔
مارننگ۔
جولیا تمام ممبروں سے کہ دو کہ ایک گھنٹہ بعد دانش منزل میں جمع ہو جائیں آج ہماری ٹیم میں ایک نئے ممبر کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا تعارف تم سب سے کرایا جائے گا۔
جولیا نے تمام ممبروں کو فون کر کے یہ خبر سنا دی۔
ایک گھنٹہ بعد سیکرٹ سروس کے تمام ممبران دانش منزل کے ایک ہال میں بیٹھے تھے۔ وہ آپس میں اس نئے ممبر کے متعلق بات چیت کر رہے تھے۔
آخر اتنے سارے ممبر بھرتی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہم لوگ کم ہیں؟ تنویر نے ناک سکوڑ کر کہا۔ ایکسٹو تم سے بہتر سمجھتا ہے جولیا نے تنگ آکر جواب دیا۔
ایکسٹو کوئی خدا نہیں۔ آخر وہ بھی ہماری طرح انسان ہے۔ خیر یہ تو نہ کہو۔ ایکسٹو جیسا دماغ تو ہم سب مل کر بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔ چوہان نے کہا اتنے میں عمران دروازے میں داخل ہوا۔
یہ تم سب مل کر کسے پیدا کر رہے ہو کیا اس کے لیے جولیا اکیلی کافی نہیں۔ سب قہقہ مار کر ہنسنے لگے لیکن جولیا اور تنویر کا منہ بن گیا۔
ابھی وہ جواب دینے ہی والے تھے کہ یکایک ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا اور وہ سب ایکسٹو سننے کے لئیے سنبھل گئے۔ لیکن عمران اسی طرح لاپرواہی سے بیٹھا رہا۔ کیا تمام ممبر آ گئے ہیں؟ ایکسٹو کی آواز آئی۔
جی ہاں! جولیا نے جواب دیا۔

خوب! تو سنو آج میں آپ کا ایک نئے ممبر سے تعارف کرا رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم سب بھی اس سے مل کر ضرور خوش ہوں گے اور وہ ہماری ٹیم میں ایک شاندار اضافہ ہو گا اس کا نام کیپٹن شکیل ہے میں نے اسے ملٹری انٹیلیجنس سے لیا ہے اور اس کا سابقہ ریکارڈ انتہائی شاندار ہے باقی رہی پرسنالٹی والی بات تو وہ آپ سب خود دیکھ لو گے۔ ایکسٹو کی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور ایک دراز قد سید ھے بالوں والا نوجوان جس نے انتہائی خوبصورت چاکلیٹی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اس کا قد تقریباً چھ فٹ چار انچ کے قریب تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا جسم بھرا ہوا اور فولاد کی طرح سخت معلوم ہوتا تھا۔ چہرہ بالکل سپاٹ تھا صرف کشادہ پیشانی پر دو لکیریں ابھری ہوئی تھیں جو اس کی وجاہت میں اور بھی اضافہ کر رہی تھیں۔ سب اس کی وجاہت اور خوبصورت شخصیت سے متاثر نظر آنے لگے۔ کیپٹن شکیل نے اندر داخل ہو کر سب کو سلام کیا اور پھر ایک ایک سے ہاتھ ملانے لگا۔ صفدر نے تعارف کی رسم ادا کی اور پھر وہاں چائے کا دور چلنے لگا۔ اور اس دوران باتوں کا سلسلہ چھڑ گیا جس کا تعلق کیپٹن شکیل کی ذات ہی سے تھا۔
کیپٹن شکیل نے اپنا تعارف تفصیل کرایا کہ وہ ایک اعلیٰ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملٹری میں چلا آیا وہاں سے ملٹری انٹیلیجنس میں لیا گیا اور اب اسے یہاں بھیج دیا گیا۔ اس کی باتیں کرنے کا انداز بھی انتہائی دلکش تھا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ باتیں کرنے کے دوران اس کا چہرہ انتہائی سپاٹ رہتا تھا جیسے وہ میک اپ میں ہو۔ اس چیز کو جولیا اور صفدر نے محسوس کیا لیکن وہ چپ رہے
ایکسٹو کی آواز ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ابھری۔
"کیپٹن شکیل"
یس سر کیپٹن شکیل فوراً بولا۔
باقی سب لوگ قہقہ مار کر ہنس پڑے۔

صفدر بولا۔

آپ حیران نہ ہوں کیپٹن صاحب یہ ہیں ہی ایسے ابھی تو آگے آگے آپ پر ان کے جوہر کھلیں گے۔

میں کوئی مس جوہر کلکتے والی ہوں جو میرے جوہر کھلیں گے۔ صفدر تم نے میری توہین کر دی ہے اب میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ عمران برا ماننے والے انداز میں بولا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے جن میں کیپٹن شکیل بھی شامل تھا پھر یہ دلچسپ مجلس برخاست ہو گئی۔

☆☆☆

شہر میں گہما گہمی پورے زوروں پر تھی ہر شخص اپنے اپنے حال میں مست تھا ریڈیو پر دوپہر کی خبریں نشر ہو رہی تھیں۔ کہ اچانک ریڈیو کی نشریات میں گڑبڑ ہونے لگ گئی اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اناؤنسر کی آواز مدھم ہوتی چلی گئی وہ کہہ رہی تھی کہ اے کرہِ عرض کے لوگو سنبھل جاؤ۔ اب بھی وقت ہے کہ تم لوگ اپنے ظالم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کر دو جنہوں نے تمھارے حقوق ضبط کر رکھے ہیں جو تمہیں غربت کی چکیوں میں پیس رہے ہیں یہ سب غدار ہیں ان کو ان کی غداری کی بھیانک سزا دو یہ پہلا الٹی میٹم ہے اگر دو روز کے اندر اندر تم لوگوں نے اپنے موجودہ حاکموں کے خلاف بغاوت نہ کی تو "ماکازونگا" کی نظروں میں تم بھی غدار ہو جاؤ گے۔ اور پھر تمھاری بھی وہی سزا ہو گی جو ان کی ہے۔ سنو اب بھی سنبھل جاؤ "ماکازونگا" تمہیں وقت دے رہا ہے دو دن صرف 48 گھنٹے اس کے بعد تم سب پر ایک آفت ٹوٹ پڑے گی جس سے نہ جوان بچ سکیں گے نہ بوڑھے نہ عورتوں کو پناہ دی جائے گی اور نہ بچوں کو ہر امیر و غریب کو یکساں سزا دی جائے گی اگر دو روز کے اندر اندر تم نے موجودہ حکومت کا تختہ الٹ دیا تو عوام اس سزا سے بچ جائیں گے اور "ماکازونگا" کی نگرانی میں یہ دنیا جنت بن جائے گی۔ "ماکازونگا" زندہ باد۔ تقریر ختم ہوتے ہی اناؤنسر کی آواز دوبارہ آنے لگی۔

اس آواز کو سنتے ہی حکومت کی تمام مشینری پریشان ہو گئی ٹیلی فون پر ٹیلی فون ہونے لگے اس کی آواز کا مخرج معلوم کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔ صرف اتنا معلوم ہوا کہ اسی وقت تمام دنیا کی نشریات جام ہو گئیں اور یہی آواز تقریباً ہر ملک کے اس علاقہ کی قومی زبان میں نشر ہوئی تمام دنیا اس اعلان سے بوکھلا اٹھی عوام میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں۔ چند لوگ اس کی حمائیت میں تھے اور چند اس کے خلاف۔ شر پسند عناصر نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ لیکن ہر ملک کی حکومت نے سختی سے اس تقریر کی تردید کی۔ لوگوں کو ہوشیار کیا کہ اس کالے پروپیگنڈے سے بچیں دارالحکومت میں فوری طور پر حکام کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا جس میں کافی بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا گیا کہ نظم و نسق کو ہر حالت میں برقرار رکھا جائے اور غنڈہ عناصر پر کڑی نظر رکھی جائے۔

شام کی خبروں میں ایک بار پھر یہ اعلان دہرایا گیا جس سے ہلچل میں اضافہ ہو گیا پھر تو خبروں کے ہر بلٹن کے دوران یہ اعلان اہرایا گیا اور مہلت کی مدت باقاعدہ گھنٹوں میں بتائی جاتی پوری دنیا کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا ساری دنیا میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا جیسے جیسے مدت ختم ہوتی جاتی خوف و ہراس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔

دارالحکومت کا نظم و نسق فوج نے سنبھال لیا لیکن حکام اور عوام دونوں پریشان تھے کہ یہ مصیبت کہاں سے نازل ہو گئی اور کس طرح ہو گی۔ اور کس قسم کی ہو گی سب کے ذہنوں میں ایک بہت بڑا سوالیہ نشان تھا جس کا کوئی مناسب جواب نہ مل سکا تھا۔ آخر اس مہلت کے ختم ہونے میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا پھر آہستہ آہستہ وہ گھنٹہ بھی گزر گیا لوگ پریشانی کے عالم میں گھروں میں گھس گئے اچانک فضا میں وہی آواز گونجنے لگی کرہ ارض کے لوگو تمھاری سزا کا وقت آ پہنچا "ماکازونگا" تمھیں بھیانک سزا دینا چاہتا ہے لیکن چونکہ یہ پہلی وارننگ تھی اس لیے سزا انتہائی کم دی جائے گی اس کے بعد جو سزا ہو گی وہ انتہائی بھیانک ہو گی لوگو تیار ہو جاؤ

اب سے ٹھیک پانچ منٹ کے بعد تمہاری زمینوں میں پانی کی سطح اونچی ہو جائے گی اور پھر۔۔۔۔۔۔۔۔زمین کے چپے چپے میں سے پانی نکلنے لگا۔ تمام عمارتیں چاہے وہ کچی تھیں یا پکی ایسے گرنے لگیں جیسے ریت کی دیواریں لوگ ڈوبنے لگے تمام انتظامی مشینیری فیل ہو کر رہ گئی سڑکوں پر پانی ہی پانی بہنے لگا۔ لوگ دھڑا دھڑ اونچی اونچی جگھوں پر پہنچنے لگے لیکن اس دھکم پیل میں سینکڑوں لوگ مر گئے لوگ حکومت کے خلاف ہو گئے یہ سب کچھ آدھے گھنٹے کے لیے ہوا اس کے بعد زمین سے پانی نکلنا بند ہو گیا اب ہر طرف قیامت کا سماں تھا طوفانِ نوح کی تو صرف حکائتیں سنی ہوئی تھیں اب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے طوفانِ نوح کا منظر دیکھ لیا تھا ہر طرف پانی ہی پانی تھا اب پانی نکلنا تو بند ہو گیا تھا لیکن عمارتیں دھڑا دھڑ گر رہی تھیں لوگ عمارتوں سے سامان نکالنے لگے لیکن ہر طرف پانی ہی پانی تھا سینکڑوں لاشیں اس پانی میں تیر رہی تھیں۔ ان میں بچے بھی تھے بوڑھے بھی اور عورتیں بھی مختلف سامان بھی پانی میں تیر رہا تھا ہر طرف موت کی سی ویرانی چھائی ہوئی تھی لیکن یہ اچھا ہوا کہ ہر لمحہ پانی کی سطح نیچے گر رہی تھی۔ آخر جب پانی کی سطح بالکل نیچے ہو گئی تو بچے کھچے بدحال لوگ بلڈنگوں کی آخری منزلوں سے نکل آئے اب شہر میں ہر طرف ماتم ہو رہا تھا لاکھوں کی تعداد میں لوگ مر چکے تھے کراڑوں کا نقصان ہو چکا تھا۔ دارالحکومت کو فوج کے حوالے کر دیا گیا تھا اور فوجی گاڑیاں اور ٹینک شہر میں گشت کر رہے تھے۔ ہر طرف اداسی ہی اداسی چھائی ہوئی تھی ویرانی ہی ویرانی موت کی ویرانی۔

☆☆☆

صفدر آرام سے بیٹھا چائے پی رہا تھا کہ ایک دم اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کا نام لیا ہو وہ چونک اٹھا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ لیکن ہوٹل کے سب لوگ اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے وہ بڑا حیران ہوا پھر سوچا شائد کسی کے ساتھی کا نام ہو چنانچہ وہ پھر چائے کی پیالی کی طرف متوجہ ہو گیا کہ اچانک اسے ایک چھوٹا سا کنکر لگا بے ساختہ اس کی نظر اوپر اٹھ گئی تو گیلری میں اسے کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا نظر آیا۔ کیپٹن شکیل نے اسے آنکھ

سے اشارہ کیا وہ خود اٹھ کر باتھ روم کی طرف چلا گیا۔

صفدر نے اطمینان سے چائے کا آخری گھونٹ لیا اور اٹھ کر باتھ روم کی قطار کی جانب بڑھ گیا ایک طرف اسے کیپٹن شکیل سگریٹ پیتا نظر آیا اس کی آنکھوں میں بے تعلقی تھی اور چہرہ ہمیشہ کی طرح ہر قسم کے جزبات سے عاری۔ صفدر جیسے ہی اس کے پاس سے گزرا ایک کاغذ کا پرزہ اس کے ہاتھ میں منتقل ہو گیا صفدر فوراً ایک خالی باتھ روم میں گھس گیا اس نے پرزہ پڑھا تو لکھا تھا صفدر اپنی سامنے والی میز پر گرے سوٹ والے کا خیال رکھنا وہ تمہارا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا ہے۔

صفدر نے کاغذ کو مروڑ کر بیسن میں بہا دیا اور خود دروازہ کھول دیا۔ باہر آ گیا تو اسے وہی گرے سوٹ والا اپنی طرف آتا ہوا نظر آیا صفدر کو دیکھتے ہی اس کے چہرے ہر اطمینان کی جھلک نمایاں ہوئی صفدر بغیر توجہ دیئے اس کے پاس سے گزرتا چلا گیا صفدر سیدھا کاؤنٹر پر گیا اور کاؤنٹر گرل سے فون کی اجازت چاہی۔ صفدر نے ایکسٹو کے نمبر گھمائے فوراً ادھر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

ایکسٹو۔

میں صفدر بول رہا ہوں جناب۔

کہو کیا بات ہے ؟آواز میں سختی نمایاں تھی۔

جناب میں آپ کے حکم کے مطابق ہوٹل شیزان میں ٹھیک چھ بجے پہنچ گیا تھا وہاں مجھے کیپٹن شکیل نے ایک گرے رنگ والے سوٹ کے متعلق بتایا کہ وہ میرا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہے۔

صفدر۔۔۔۔۔ایکسٹو غرایا۔

یس سر صفدر نے فوراً کہا۔

تم فوراً ہوٹل سے چلے جاؤ گرے سوٹ والا تمہارا پیچھا کرے گا اسے ہر حالت میں لے کر دانش منزل میں پہنچ

جاؤ۔ میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔

اوکے سر۔ صفدر نے جواب دیا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس نے فون رکھ کر کاؤنٹر گرل کی طرف دیکھا لیکن وہ اس طرف متوجہ نہ تھی۔ صفدر نے آہستہ سے جیب سے پیسے نکالے اور کاؤنٹر پر رکھ کر باہر نکلتا چلا گیا۔ باہر آ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور ایک ٹیکسی کو بلا کر اس میں بیٹھ گیا۔ ڈرائیور کو نیوہائی سٹریٹ کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ ٹیکسی چل پڑی صفدر نے تھوڑی دیر بعد پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک سرخ رنگ کی کار بڑی تیزی سے ان کے آگے نکل گئی اسے وہی گرے سوٹ والا ڈرائیو کر رہا تھا۔ صفدر مسکرایا اور اس نے ڈرائیور کو کہا کہ اس کا پیچھا کرو۔

ڈرائیور نے کہا مگر جناب۔

صفدر نے کہا کہ یہ پولیس کا کام ہے گھبراؤ مت اور ڈرائیور بڑی مستعدی سے اس کا پیچھا کرنے لگا۔ اچانک سرخ رنگ کی کار جھرنا جھیل کی طرف مڑ گئی۔ یہ ایک سنسان سڑک تھی صفدر سنبھل گیا اب تمام راستہ سنسان شروع ہو گیا تھا اچانک سرخ رنگ کی کار سڑک پر ٹیڑھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے بریک ماری ٹیکسی رک گئی ایک کار پیچھے بھی آ رکی اس میں سے چار آدمی پستول لئے نیچے اتر آئے صفدر بری طرح گھر چکا تھا لیکن وہ اطمینان سے بیٹھا رہا وہ چاروں اس کی کار کے گرد کھڑے ہو گئے ان میں سے ایک نے صفدر کو نیچے اترنے کو کہا جیسے ہی صفدر نیچے اترا وہ سرخ رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی اور صفدر اپنی قسمت کو کوسنے لگا وہ چاروں اسے پستول کی زد میں لئیے اپنی کار کی طرف بڑھنے لگے صفدر نے سوچا اس طرح تو وہ خود کسی حقیر چوہے کی طرح چوہے دان میں پھنس جائے گا۔ اسے کچھ کرنا چاہئیے۔ یہ سوچتے ہی وہ چلتے چلتے ایک دم بیٹھ گیا۔ اس سے بالکل پیچھے آنے والا اِس کے اوپر سے گرتا ہوا آگے جا پڑا صفدر کو اتنا موقع کافی تھا۔ وہ باقی تینوں سے الجھ پڑا اور اتنی تیزی سے لاتیں اور گھونسے مارنے لگا کہ ان کے ہاتھ سے پستول

چھوٹ گئے اور وہ صفدر سے گتھ گئے صفدر بھلا تین آدمیوں کے بس میں کہاں آتا تھا۔ اس نے دو منٹ سے بھی کم عرصے میں تینوں کو لٹا دیا اچانک اس کے پیچھے سے ایک چیخ ابھری اور وہ اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اس نے اپنے پیچھے ایک آدمی جس کو اس نے نیچے بیٹھ کر گرایا تھا گرتا ہوا نظر آیا۔ یہ کارنامہ ٹیکسی ڈرائیور کا تھا جس نے ایک پتھر سے اسے مار گرایا تھا۔ صفدر نے ان چاروں کی تلاشی لی تو سب کی جیبوں سے ایک عجیب وغریب کارڈ نکلا جس پر سرخ روشنائی سے ماکازونگا لکھا ہوا تھا۔ نیچے موت کی تصویر یعنی کھوپڑی اور اس کے نیچے دو ہڈیاں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں وہ ٹیکسی ڈرائیور بھی قریب آ گیا صفدر نے اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھا اور اس کی مدد سے ان چاروں کو اٹھا کر ان کی کار میں ٹھونس دیا اور خود ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس شہر کی طرف چل پڑا کیس کہ اسے یقین تھا کہ وہ اس سرخ رنگ کی کار کو نہیں پا سکتا وہ ایکسٹو سے سخت شرمندہ تھا اب نہ جانے اس کی اس ناکامی پر ایکسٹو کا ردِ عمل کیا ہو گا لیکن شاید ان کارڈوں کی وجہ سے جان بچ جائے۔ شہر آنے پر اس نے ٹیکسی فون بوتھ کے قریب رکوا دی۔

☆☆☆

جیسے ہی گرے سوٹ والا ہوٹل سے اٹھا کیپٹن شکیل نے اپنی جگہ چھوڑ دی بل وہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا وہ تیر کی طرح گرے سوٹ والے کے پیچھے گیا۔ گرے سوٹ والا ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں بیٹھ رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ڈگی کو آہستہ سے اٹھا کر پھرتی سے اندر گھس گیا۔ اتنے میں کار آہستہ آہستہ چل پڑی پھر وہ تیزی سے بھاگنے لگی کیپٹن شکیل ایک جھری سے پیچھے کا نظارہ دیکھ رہا تھا اچانک کار نے ایک ٹیکسی کو کراس کیا اس میں اسے صفدر کی قمیض کے کف میں لگے ہوئے مخصوص بٹن کی جھلک نظر آئی۔ پھر وہ سرخ ٹیکسی تیزی سے کار کے پیچھے بھاگتی ہوئی نظر آئی۔ اچانک کار رک گئی۔ کیپٹن شکیل نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا نہیں تو اس کا سر ڈگی کے ڈھکنے سے جا ٹکراتا۔ ٹیکسی کے

بریک بھی بڑی تیزی سے لگے تھے۔ کیپٹن شکیل کو ڈر تھا کہ کہیں کار میں موجود گرے سوٹ والا اتر کر پیچھے نہ چلا آئے لیکن کوئی نہ آیا۔اس نے دیکھا کہ صفدر کی کار کے پیچھے ایک اور کار آ کر رکی اور صفدر چار پستولوں کی زد میں نیچے اتر رہا ہے ابھی وہ کچھ کرنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ کار تیزی سے چل پڑی۔اب ساری سکیم اس کی سمجھ میں آ گئی تعاقب کو روکنے کا بہترین طریقہ استعمال کیا گیا تھا۔

کار تیزی سے چل رہی تھی اچانک وہ کچے میں اتر گئی۔اب کیپٹن شکیل سخت مشکل میں پھنس گیا۔کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں ڈگی کے اچھلنے یا خود اس کے اچھلنے سے گرے سوٹ والا ہوشیار نہ ہو جائے۔لیکن کچے میں تھوڑی دیر ہی چل کر کار رک گئی اور وہ گرے سوٹ والا اتر کر ایک طرف چل پڑا۔کیپٹن شکیل بھی پھرتی سے ڈگی میں سے اترا اور ایک درخت کے پیچھے چُھپ گیا۔سامنے ہی ایک کچی سی عمارت نظر آ رہی تھی وہ کار سے اترنے والا شخص اس میں داخل ہو گیا۔کیپٹن شکیل نے بھی اس عمارت میں داخل ہو کر عمارت کے دروازے کے بعد ایک راہداری بنی ہوئی تھی جس کے دونوں طرف کمرے تھے۔ایک دروازے کی درز میں سے روشنی کی پتلی سی باہر لکیر آ رہی تھی۔کیپٹن شکیل بلی کی سی چال چلتے ہوئے اس دروازے تک پہنچا اس کے ہاتھ میں ریوالور مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔اور وہ انتہائی چوکنا نظر آ رہا تھا۔اس نے درز سے آنکھ لگا کر دیکھا تو اندر چار آدمی نقاب پہنے صوفوں پر بیٹھے تھے۔ گرے سوٹ والا ایک طرف کھڑا تھا۔

کیا رہا۔ایک نقاب پوش نے پوچھا

سب ٹھیک ہے۔

گرے سوٹ والے نے جواب دیا۔

کسی نے تعاقب تو نہیں کیا؟

تعاقب کیا تھا مگر ترکیب نمبر چار سے روک دیا۔

اچانک کیپٹن کو پیچھے سے ایک لات لگی۔اور کیپٹن بے خیالی میں کمرے کے اندر جا گرا لیکن فوراً اٹھ کھڑا ہوا دروازے پر ایک قوی ہیکل حبشی ہاتھ میں پستول تھامے کھڑا تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔کمرے میں بیٹھے ہوئے چار نقاب پوش ہڑ بڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔کیپٹن کا پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرے سوٹ والے کے قدموں میں جا گرا تھا۔جسے اس نے اٹھا لیا تھا اب کیپٹن شکیل خالی ہاتھ تھا۔

صاحب یہ کتا باہر سے باتیں سن رہا تھا حبشی غرایا۔

ہوں۔ایک نقاب پوش کی پھنکارتی ہوئی آواز آئی۔

کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے اس نے کیپٹن شکیل کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔سوال کے پہلے حصے کا جواب میں نہیں دے سکتا۔البتہ دوسرے کا بتا سکتا ہوں کہ میں (گرے سوٹ والے کی طرف اشارہ کر کے) ان کی کار کی ڈگی میں آیا ہوں۔ تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو نقاب پوش کی غراہٹ بھیانک ہو گئی۔لیکن کیپٹن شکیل نے کوئی جواب نہ دیا۔نقاب پوش نے حبشی کی طرف دیکھ کر کہا اس کے دماغ ٹھکانے لگاؤ اس گرانڈیل حبشی نے اپنا پستول ایک نقاب پوش کے حوالے کر دیا اور خود آہستہ آہستہ کیپٹن شکیل کی طرف برھا۔اس کا انداز انتہائی مرعوب کن تھا لیکن کیپٹن شکیل ایک ٹھوس چٹان کی طرح کھڑا تھا۔اس کے چہرے پر کوئی شکن نہ تھی۔وہ انتہائی اطمینان سے اس حبشی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حبشی اس کا یہ اطمینان دیکھ کر ایک لمحے کے لیے جھجکا لیکن پھر اچانک اچھل کر کیپٹن شکیل کی طرف آیا۔کیپٹن شکیل انتہائی پھرتی ایک طرف ہٹ گیا۔ حبشی اتنی تیزی میں ہی آگے کی طرف بڑھا پیچھے سے کیپٹن شکیل نے اس کی پشت سے ایک بھرپور لات ماری اور حبشی اچھل کر سامنے والی دیوار ٹکڑا گیا پھر اچانک وہ تیزی سے پلٹا اس کا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا اور انتہائی بھیانک لگ رہا تھا آنکھوں میں شعلے سے بھڑک اٹھے تھے اس نے اپنا دایاں ہاتھ تیزی سے ہلایا کیپٹن شکیل نے فوراً پہلو بدلا لیکن حبشی اسے ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔اس نے فوراً انتہائی

پھرتی سے اور زور سے اپنے بائیں ہاتھ سے کیپٹن شکیل کے منہ پر بھرپور گھونسہ مار دیا اور کیپٹن شکیل لڑکھڑاتا ہوا تین قدم پیچھے چلا گیا۔ اب کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں سرخی آگئی لیکن چہرے پر وہی اطمینان تھا اچانک کیپٹن شکیل اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر تیزی سے حبشی کے سینے سے ٹکرائے حبشی کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر پڑا اس کے منہ اور ناک سے خون کے فوارے ابل پڑے کیپٹن شکیل کی زوردار فلائنگ کک سے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں وہ چند سیکنڈ کے لیے تڑپا اور ٹھنڈا ہو گیا چاروں نقاب پوش ایک لمحے کے لیے حیران رہ گئے کیپٹن شکیل انتہائی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے گرے سوٹ والا اس کے ہاتھوں میں تھا وہ دروازے کی طرف بھاگا گرے سوٹ والا اس کے ہاتھوں میں ایک بے بس پرندے کی طرح مچل رہا تھا۔ اچانک نقاب پوشوں کو ہوش آیا ایک نے گولی چلا دی لیکن بے سود گولی دروازے کے سامنے والی دیوار سے ٹکرائی تھی کیپٹن شکیل راہداری کے آخری سرے تک دوڑتا گیا پھر اچانک پلٹا اور ایک ساتھ کے کمرے میں گھس گیا۔ گرے سوٹ والا اب بھی اس کے ہاتھوں میں مچل رہا تھا لیکن کیپٹن شکیل نے اس کا منہ سختی دبا دیا۔ نقاب پوش ڈرتے ہوئے راہداری میں آئے لیکن کیپٹن شکیل انہیں نظر نہ آیا وہ راہداری سے باہر نکل گئے وہاں بھی کیپٹن شکیل کا کوئی پتہ نہ تھا۔

اتنی جلدی بھلا کہاں جا سکتا ہے ایک نقاب پوش نے کہا۔

پتہ نہیں ایک غراہٹ بلند ہوئی۔

کہیں پچھلے دروازے سے تو نہیں بھاگ گیا پہلے نے کہا اور چاروں پچھلے دروازے کی طرف بھاگے لیکن وہاں بھی نہ تھا۔ ایک نقاب پوش نے جوان کا سردار تھا تینوں کو عمارت کے مختلف کونوں میں دیکھنے کے لیے بھگا دیا اور خود بلڈنگ دیکھنے کے لیے گیا۔ اتنا وقفہ کیپٹن شکیل کے لیے کافی تھا اس نے گرے سوٹ والے کو ہاتھوں پر اٹھایا اس کے منہ پر ہاتھ رکھنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا وہ گیٹ کے سامنے کھڑی ہوئی سرخ کار میں

پھرتی سے بیٹھ گیا۔ گرے سوٹ والے کو اس نے پچھلی سیٹ پر پھینکا اور پھر انتہائی تیزی سے کار بیک کی۔ اور سڑک پر سے ہوتا ہوا تیزی ایک طرف چل پڑا اس کی کار کی پچھلی طرف سے گولیاں ٹکرائیں لیکن جلد ہی اس کی کار پستول کی رینج سے نکل گئی چند ہی لمحوں میں وہ جام نگر والی سڑک پر تھا۔ اس کی کار انتہائی تیزی سے بھاگ رہی تھی۔ اور اس کا رخ دانش منزل کی طرف تھا۔

☆☆☆

عمران کی سرخ رنگ کی کار سر سلطان کی وسیع و عریض کوٹھی کے پورچ میں جا کر رک گئی۔ عمران دروازہ کھولتے ہی تیزی سے نیچے اترا۔ اس بار اس کے جسم پر سلیقے کے کپڑے تھے اور چہرے پر حماقت کی تہیں بالکل غائب تھیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ عمران کی بجائے کوئی اور ہے۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا سر سلطان کے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا۔ سر سلطان اپنے ڈرائنگ روم میں بڑی پریشانی سے ٹہل رہے تھے ان کی پریشانی پر غور و فکر کی گہری لکیریں نمایاں تھیں۔ عمران کو دیکھتے ہی ان کے چلتے قدم رک گئے عمران نے سلام کیا۔ سر سلطان نے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ سر سلطان عمران کو اس روپ میں دیکھ کر اور بھی سنجیدہ ہو گئے۔ دو منٹ تک تو کوئی بھی نہ بولا پھر سر سلطان نے سکوت توڑا۔

عمران بیٹے حالات کا تو تمہیں علم ہے۔

جی ہاں بخوبی۔ عمران نے جواب دیا۔

میں تو سوچتے سوچتے تھک گیا ہوں کچھ بھی سمجھ نہیں آتا اُدھر عوام حکومت کے خلاف بغاوت پر تلے کھڑے ہیں اور اِدھر حکومت بے بس نظر آتی ہے کہ وہ کس طرح اس مصیبت کا مقابلہ کرے۔ سر سلطان نے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

جی کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ بیٹا اب سب کی نظریں تمہاری طرف ہی لگی ہوئی ہیں اور ہاں ملڈن کا پتہ چلا کہ وہ یہاں کس لیے آیا تھا۔

بلیک زیرو نے اس کے متعلق تحقیق کی ہے اس رپورٹ کے مطابق وہ بھی اسی "ماکازونگا" کے چکر میں یہاں آیا تھا لیکن کسی سے رابطہ قائم کرنے سے پہلے ہی ہوٹل میں قتل کر دیا گیا۔ "ہوں" سر سلطان نے سوچتے ہوئے کہا۔

کیا جرمن حکومت کو اس کی ہلاکت کی خبر پہنچا دی ہے؟

ہاں۔ ہماری حکومت نے اسے مطلع کر دیا ہے۔ اچھا مجھے اجازت دیجئیے میں نے بہت سے کام کرنے ہیں۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اچھا اللہ تمہیں کامیاب کرے سر سلطان نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس نے بڑی تیزی سے کار کوٹھی سے باہر نکالی۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی اور دراصل بات ہی کچھ ایسی تھی دارالحکومت میں اس دفعہ ایسی تباہی آئی تھی کہ اس سے پہلے اس کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور دارالحکومت غیر ملکی جاسوسوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ ان حالات میں عمران اور اس کی ٹیم کے سر پر ہی تمام ذمہ داریاں آ گئی تھیں۔ عمران کی کار بڑی تیزی سے جھرنا جھیل کی طرف جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں وہ بے انتہا چوکنا تھا جھرنا جھیل کے قریب جا کر اس نے کار روک دی اور پھر وہ آہستہ سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کا دایاں ہاتھ اس کے کوٹ کی جیب میں تھا آہستہ آہستہ وہ ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اس میں کارڈ تھا جس پر "ماکازونگا" لکھا ہوا تھا اس نے وہ کارڈ نکال کر غور سے دیکھا اور پھر اسے جیب سے لائٹر نکال کر جلایا اور اس کارڈ کو اس کی لو پر رکھ دیا آہستہ آہستہ اس کارڈ پر ایک عمارت ابھرتی ہوئی نظر آئی اس نے غور سے اس عمارت کی طرف دیکھا اور پھر کارڈ کو جیب میں ڈال دیا اب وہ آہستہ آہستہ

درختوں کی قطاروں کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دور چل کر اسے یہ عمارت نظر آ گئی جس کی تصویر اس پراسرار کارڈ پر تھی۔ عمارت انتہائی خستہ اور پرانی تھی۔ کسی زمانے میں یہ عمارت واقعی فنِ تعمیر کا شاندار نمونہ تھی لیکن اب بے رحم زمانے کے ہاتھوں اس کی تمام دلکشی اور خوبصورتی مٹ چکی اب تو وہ شکستہ اینٹوں اور گرد و غبار کا ایک ڈھیر تھی لیکن اس کے باوجود کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت عظیم تھی۔ عمران نے ایک نظر اس پر ڈالی کچھ دیر سوچتا رہا پھر واپس اپنی کار کی طرف چل پڑا اب اس کے قدم تیز تیز بڑھ رہے تھے اس نے کار کا سٹیرنگ سنبھالا اور اسے سڑک کے ایک طرف لمبی لمبی گھاس میں اگی ہوئی خودرو جھاڑیوں کے گھنے جھنڈ میں اس طرح چھپا دیا کہ وہ بالکل نظر نہ آتی تھی اور خود وہ دوبارہ اس عمارت کی طرف چل پڑا جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں سے وہ واپس مڑا تھا۔ تو اس نے ایک بار پھر غور سے عمارت کو دیکھا لیکن عمارت کا ارد گرد کا ماحول بالکل خاموش تھا ایک بار اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ اس عمارت کو رات کی تاریکی میں چیک کرے لیکن پھر وہ آہستہ آہستہ اس عمارت کی طرف چل پڑا اسے یہ تو یقین تھا کہ کسی نہ کسی واسطے سے یہ عمارت "ماکازونگا" سے تعلق رکھتی ہے اس لیئے وہ انتہائی محتاط تھا وہ لمبی لمبی گھاس کی آڑ لے کر آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ جب وہ عمارت کے نزدیک پہنچا تو کچھ دیر اس گھاس میں دبک کر بیٹھا رہا پھر وہ آہستہ سے اٹھا اور عمارت میں داخل ہو گیا۔ عمارت تمام تر سنسان تھی کوئی بھی ایسا کمرہ نہ تھا جو شکستہ نہ ہو۔ ہر طرف مکڑی کے جالے تنے ہوئے تھے۔ وہ سخت پریشان ہو گیا۔ کہ اس ویران عمارت کا ماکازونگا سے کس طرح تعلق ہو سکتا ہے۔ اس عمارت کو دیکھ کر تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں کوئی نہیں آیا ہر چیز گرد و غبار سے اٹی ہوئی تھی۔ اس کی باریک بین نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں اچانک وہ چونکا اسے ایک چھوٹا سا بیج پڑا ہوا نظر آیا جو عموماً کوٹ کے کالر پر لگایا جاتا ہے اس پر ایم زیڈ کے الفاظ کندہ تھے اور اس پر ایک بل کھاتا ہوا اژدہا ابھرا ہوا تھا جس کی سرخ زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی اس نے وہ بیج اٹھا کر جیب میں ڈال دیا۔ اب وہ انتہائی احتیاط

سے اِدھر اُدھر نظریں ڈال رہا تھا۔ ایک جگہ اسے گرد و غبار ذرا کم نظر آیا۔ اس نے بغور دیکھا تو کسی کے جوتوں کے ہلکے ہلکے نشان نظر آنے لگے وہ کچھ سوچ کر مسکرایا اب اس کا ازلی احمق پن اس کے چہرے پر دوبارہ نظر آنے لگا اس نے ایک بار پھر چاروں طرف دیکھا پھر منہ لٹکا لیا اور مایوسی سے گردن جھٹک کر واپس مڑ گیا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا باہر آیا اور پھر تھوڑی دور چل کر ایک اونچے درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا ابھی اسے بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اس عمارت سے دو آدمی نکلے ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ انہوں نے۔۔۔۔۔ چاروں طرف دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر واپس چلے گئے عمران کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا اور وہ وہاں سے اتر کر واپس کار کی طرف آیا اور تھوڑی ہی دیر بعد اس کی کار شہر کی طرف دوڑنے لگی اب اس کے ہاتھ سراغ کی ایک کڑی آ گئی تھی۔ اسے معلوم ہو گیا کہ کم از کم یہ ان کا کوئی اہم اڈہ ہے جس میں یقیناً تہہ خانوں کا ایک جال بچھا ہوا ہو گا۔

☆☆☆

جولیا جھلائی ہوئی ایک بس اسٹینڈ پر کھڑی تھی۔ نجانے آج کیا بات تھی کہ اس کے اشارے پر کوئی ٹیکسی بھی نہیں رکتی تھی۔ وہ اپنے فلیٹ میں آرام سے لیٹی ہوئی تھی کہ ایکسٹو کا فون آیا کہ فوراً دانش منزل پہنچو اور وہ اس وقت سے ٹیکسی کے انتظار میں کھڑی سوکھ رہی تھی۔ آخر تنگ آ کر وہ بس سٹاپ پر آ گئی لیکن بس تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی کہ اچانک ایک کار اس کے پاس آ کر رکی اس میں سے عمران اپنی تمام حماقت مآبیوں سمیت تشریف فرما تھے۔ جوزف کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ عمران نے اسے دیکھتے ہی آنکھیں جھپکنی شروع کر دیں۔

میں نے کہا کہ محترمہ اندر تشریف لایئے دھوپ میں رنگ کالا ہو جائے گا۔

نہیں مجھے دانش منزل جانا ہے جولیا نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

تو میں تمہیں کون سا تمہارے میکے لے جا رہا ہوں۔ عمران نے آنکھیں جھپکا کر کہا۔

میں بھی تمہارے سسرال ہی جا رہا ہوں۔ عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

بکواس مت کرو میں ٹیکسی میں آ جاؤں گی۔ جولیا نے بپھرتے ہوئے لہجے میں کہا مگر عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچنے لگا۔

کیا یہ بد تمیزی ہے؟ جولیا نے بازو چھڑواتے ہوئے کہا۔ اسے اغوا بالجبر کہتے ہیں۔ اور پھر جوزف کو مخاطب ہو کر کہا چلو۔

جوزف نے کار چلا دی۔

جوزف انتہائی تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا کار کا سٹیرنگ اس کے ہاتھوں میں کھلونے کی طرح معلوم ہو رہا تھا جسے وہ انتہائی تیزی سے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گھما رہا تھا۔ کار اب بھری سڑکوں سے گزر کر ویران سڑکوں پر چلنے لگی۔ جولیا نے عمران سے پوچھا یہ کہاں چلے دانش منزل چلو۔

کیوں کیا میرا گھر تمہیں پسند نہیں۔ عمران نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ میں کہتی ہوں بکواس بند کرو۔ جوزف کار روکو۔ میں نیچے اتروں گی لیکن جوزف کے کان پر جوں بھی نہ رینگی بلکہ اس نے کار کی رفتار تیز کر دی جولیا نے جھنجلا کر کار کے دروازے پر ہاتھ رکھا تو ایک سرد سی آواز آئی پاگل نہ بنو۔ جولیا ہمارا تعاقب ہو رہا ہے یہ عمران تھا جولیا نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو کافی دور اسے ایک نیلے رنگ کی شیورلیٹ آتی ہوئی نظر آئی۔ عمران نے جوزف کو مخاطب ہو کر کہا جوزف گاڑی کی رفتار آہستہ کرو تاکہ میں پیچھے آنے والوں کا آملیٹ بنا کر سرکنڈوں پر منڈلانے والی روح کو ڈنر کھلا سکوں۔

جوزف نے فوراً گاڑی کی رفتار آہستہ کر دی اور بولا۔ باس جمعرات کے دن سرکنڈوں کی روح کا نام مت لیا کرو ورنہ ہمیشہ شکست کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

ابے تیرا دماغ خراب ہے۔ آج کوئی دن ہے آج تو جمعرات ہے یعنی جمعہ کی رات کیوں جولیا۔

مجھے معلوم نہیں مجھے بور مت کرو۔ جولیا آہستہ سے بولی۔

اتنے میں نیلے رنگ کی شیورلیٹ بالکل نزدیک آگئی اور پھر وہ آہستہ سے پاس سے گزرنے لگی تو عمران کی آواز آئی۔ ہوشیار اور سب نے اپنا سر نیچے کر لیا اسی لمحے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی لیکن کچھ نہ ہوا۔ اب نیلے رنگ کی شیورلیٹ آگے نکل گئی۔ جوزف نے اپنی بساط سے بڑھ کر عقل مندی کا مظاہرہ کیا کہ کار کی رفتار نہ صرف بالکل آہستہ کر لی بلکہ اچانک سڑک سے نیچے کھیتوں میں اتاری جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹامی گن سے آنے والی گولیوں کی بوچھاڑ کار کی دائیں طرف گئی ورنہ سامنے سے پڑنے والی گولیاں یقیناً ان میں سے ایک آدھ کو ضرور چاٹ جاتی۔ اب نیلے رنگ کی شیورلیٹ کار کا فاصلہ عمران کی کار سے اتنا زیادہ ہو گیا تھا کہ عمران کی کار گولی کی رینج سے باہر تھی۔ جوزف کار کو پھرتی سے واپس موڑ لو عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور جوزف ڈرائیونگ کا انتہائی حیرت انگیز کمال دکھاتے ہوئے تقریباً پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جاتی ہوئی کار کا ایک دم سٹیرنگ موڑ لیا اور کار صرف دو پہیوں کے بل ایک چکر کھاتی ہوئی بیک ہو گئی جولیا کی تو چیخ نکل گئی لیکن عمران کے چہرے پر تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد کار کی رفتار خود بخود آہستہ ہونے لگی۔

کیا ہوا جوزف! عمران نے چونک کر پوچھا۔

باس شاید پٹرول ختم ہو گیا ہے۔

پٹرول ختم ہو گیا گدھے جب چلا تھا تو پٹرول چیک نہیں کیا تھا۔ باس غلطی ہو گئی۔ اب پھر غلطی کا خمیازہ بھگت چل باہر نکل اور پانچ سو ڈنڈ نکال۔

باس مر جاؤں گا۔

مر جاؤ فاتحہ میں دلوا دوں گا اور وعدہ کرتا ہوں تیرا مزار بھی بناؤں گا اور ان پر جنگل کے جنگل اگواؤں گا۔ کیا

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے جولیا عمران پر برس پڑی۔

جوزف میں نے کیا کہا ہے۔ عمران نے جولیا کا کوئی نوٹس نہ لیتے ہوئے کہا اور پھر جوزف کو نیچے اترنا پڑا اور پھر وہ کار کے پیچھے ڈنڈ نکالنے کے لیے گیا لیکن عمران نے اسے بیچ سڑک میں جانے کا حکم دیا جولیا کو اس وقت شدید غصہ آگیا بھلا یہ بھی کوئی مزاق کا وقت ہے اس نے عمران کو جھنجوڑ ڈالا لیکن عمران مزے سے چیونگم چباتا رہا اور جوزف غریب سڑک کے درمیان کھڑا ڈنڈ نکالتا رہا اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا۔

اچانک وہ کھڑا ہو گیا۔

باس اس بار معاف کر دو آئندہ غلطی نہیں ہو گی۔

تم کھڑے کیوں ہو گئے ہو میرے حکم کی عدم تعمیل پر سو ڈنڈ اور جرمانہ جلادی کرو ورنہ سو اور۔

اور جوزف جلدی سے دوبارہ ڈنڈ نکالنے لگا۔

جولیا کا غصے سے برا حال تھا اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اچانک اس نے عمران کے بالوں میں ہاتھ ڈال دیا اور اس کے بال مٹھی میں پکڑ کر جھنجوڑنے لگی اور عمران ارے ارے کرتا ہوا اپنے بال چھڑانے لگا۔

میں کہتی ہوں بند کرو یہ ناٹک نہیں تو میں تمہارا سر توڑ دوں گی اور عمران کو مجبوراً جوزف کو منع کرنا پڑا مگر جوزف نے ڈنڈ پیلنے بند کرنے سے انکار کر دیا۔

اس نے رک کر صرف یہ کہا۔

باس میں عورت کا حکم نہیں مان سکتا۔

ارے گدھے کیا میں عورت ہوں۔

بہر حال حکم دلانے والی تو عورت ہی ہے جوزف نے بدستور ڈنڈ نکالتے ہوئے کہا اور جولیا کا دل چاہا کہ وہ خودکشی کر لے۔ اس نے جھنجلاہٹ میں کار کا دروازہ اور باہر نکل کر ایک طرف تیزی سے چل دی۔

اتنے میں ایک کار سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی وہ جوزف کے نزدیک آکر رک گئی مگر جوزف اپنی دھن میں ڈنڈ پیلتا رہا۔

اس کار میں دو مرد تھے وہ نیچے اتر آئے اور اتنی حیرانی سے جوزف کو دیکھنے لگے جیسے وہ کسی چڑیا گھر میں پہنچ گئے ہوں۔

جوزف اب بند کرو۔ اور جازف یک لخت رک گیا۔ جیسے کسی مشین کو بریک لگا دیا گیا ہو اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور تھا وہ دونوں اب عمران کے پاس آئے اور پوچھنے لگے۔

جناب یہ کیا قصہ ہے؟

ہیرا من طوطے کا ہے میں نے نانی اماں سے سنا تھا۔

کیا مطلب حیرت سے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

مطلب تو مجھے بھی نہیں آتا بہر حال کیا آپ کے پاس کچھ فالتو پٹرول ہو گا؟

"پٹرول"

جی ہاں پٹرول۔ جسے انگلش میں پٹرول کہتے ہیں اور اردو میں بھی پٹرول کہتے ہیں۔ یار یہ اردو بھی کیسی زبان ہے کوئی لفظ بھی تو اس کا اپنا نہیں اب بتاؤ بھلا بول اردو رہے ہیں اور لفظ انگریزی یہ کیا دھاندلی ہے۔ پٹرول کا اردو ترجمہ ہونا چاہیئے۔ میرے خیال میں اس کا اردو ترجمہ مشمک تیل ہونا چاہیئے عمران پوری روانی سے بول رہا تھا۔

مشمک تیل کیا؟ ان میں سے ایک نے دلچسپی سے پوچھا۔

شائد انہوں نے عمران کو پاگل سمجھ لیا تھا۔

ارے مشمک تیل نہیں جانتے یعنی صاف شدہ مٹی کا تیل ان کے پہلے کے لیے ان کے پہلے کے لئے یعنی صاف

سے ص شدہ سے ش مٹی سے م اور کار سے ک یہ بن گیا مشمک اور تیل ساتھ ملا لیا یہ بن گیا مشمک تیل۔

لیکن تیل کو پورا کہنے کی کیا ضرورت ہے تیل کاٹ بھی ساتھ ملا لو ایک نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

نہیں تیل دراصل بنیادی چیز ہے تیل چاہے مٹی کا ہو یا سرسوں کا ہو تیل ہی ہوتا ہے۔

باس پٹرول جوزف نے دخل اندازی کرتے ہوئے کہا۔ اب اس کا سانس ٹھیک ہو گیا تھا۔

ہاں جناب کیا آپ کے پاس پٹرول ہے؟ عمران نے پھر پوچھا۔

جی ہاں۔ ان میں سے ایک نے اپنی کار کی ڈگی کھول کر پٹرول کا ایک کین اسے لا دیا غنیمت تھا کہ یہ سڑک اکثر سنسان رہتی تھی ورنہ اب تک تو یہاں ٹریفک کا اژدہام ہو جاتا جوزف نے وہ پٹرول اپنی کار میں ڈالا اور عمران ان سے کچھ کہے بغیر کار میں بیٹھ گیا جولیا ایک درخت کے نیچے کھڑی اپنے ہونٹ چبا رہی تھی وہ بھی کار میں آ کر بیٹھ گئی اور جوزف نے کار سٹارٹ کر دی۔ اب اس کا رخ دانش منزل کی طرف تھا۔

☆☆☆

دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں عمران بلیک زیرو اور گرے سوٹ والا جسے کیپٹن شکیل لے آیا تھا موجود تھا۔ وہ گرے سوٹ والا انتہائی خوفزدہ معلوم ہوتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر اس قسم کے تاثرات تھے جیسے وہ اپنی رہائی کے بارے میں ناامید نہ ہو۔

دیکھو اگر تم نے میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دیئے تو تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ عمران نے اسے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

مجھے کچھ نہیں معلوم گرے سوٹ والے نے جواب دیا اب اس کا چہرہ قدرے پرسکون ہو گیا تھا۔

میں کہتا ہوں مجھے تشدد پر مجبور نہ کرو ورنہ تم تو تم تمہارے فرشتے بھی سب کچھ بتا دیں گے۔

تم سے جو کچھ ہو سکتا ہے کر لو اگر تم میری زبان کھلوا سکو تو تم سے زیادہ مجھے خوشی ہو گی۔

ہوں تو یہ بات ہے اچھا اپنا نام تو بتاؤ۔

ہاں نام بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے میرا نام جیکل ہے۔

جیکل کیا تم امریکی ہو؟

لیکن جیکل نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ چپکے سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ عمران نے طویل سانس لی اور پھر بلیک زیرو کی طرف مخاطب ہو کر بولا میرے خیال میں ترکیب نمبر 13 مناسب رہے گی۔

بلیک زیرو یہ سن کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

جب واپس تو اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جو اس نے عمران کو دے دی عمران نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا اور اس نے جلدی سے جیکل کو دونوں ہاتھوں کی طرف سے کس لیا۔ جیکل تلملانے لگا لیکن عمران نے ایک بھورے رنگ کا سفوف نکال کر جیکل کی نتھنوں میں ڈال دیا اور پھر ایک ہاتھ سے اس کا منہ سختی سے بند کر دیا۔ جیکل تلملا کر زور سے سانس لی اور بلیک زیرو اور عمران دونوں اسے چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گئے اچانک جیکل ایک زوردار چھینک آئی اور پھر تو چھینکوں کا ایک تانتا بندھ گیا جیکل سارے کمرے میں ناچتا پھر رہا تھا۔ اس کے ناک منہ اور آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں سارے جسم کا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا اور وہ پاگلوں کی طرح کمرے میں ہر طرف چھینکتا پھر رہا تھا۔

دیکھو میں کہتا ہوں اب بھی سب کچھ بتا دو ورنہ چھینکتے چھینکتے دم نکل جائے گا۔

اب جیکل کی بری حالت تھی چھینکیں تھیں کہ رکنے کا نام ہی نہ لیتی تھیں شائد اسے انتہائی طاقتور قسم کی نسوار دی گئی تھی۔ یہ مجرموں کا منہ کھولنے کا ایک نرالا طریقہ تھا جو یقیناً عمران ہی نے ایجاد کیا تھا۔

اب جیکل اور چھینکنے کی تاب نہ رہی اس کی حالت غیر ہو رہی تھی اس نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اشارہ کیا کہ وہ سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہے۔ عمران نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا اس آگے بڑھ کے الماری

سے ہلول نکالا اور جیکل کی نتھنوں میں دو دو قطرے ٹپکا دیئے اور جیکل کی چھینکیں بند ہو گئیں۔ مگر اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور وہ بے دم ہو کر فرش پر پڑا ہانپ رہا تھا کچھ دیر بعد اس کی حالت اعتدال پر آئی اور وہ کچھ بتانے کے قابل ہوا۔ بلیک زیرو نے اسے برانڈی کا ایک گلاس دیا جس کے بعد اس کے اعصاب معمول پر آ گئے۔

تمہارا صحیح نام کیا ہے؟

اب عمران نے اس سے دوبارہ پوچھا۔

صحیح نام۔ میں نے بتایا تو ہے میرا نام جیکل ہے اس نے جواب دیا۔

کیا اب تک تمہارا دماغ ٹھکانے نہیں آیا۔ کیا ایک ڈوز کی ابھی ضرورت ہے عمران غرایا۔

بلیک زیرو نے پھر شیشی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

نہیں نہیں میں سب کچھ بتاتا ہوں مجھے کچھ نہ کہو۔

عمران نے اشارے سے بلیک زیرو کو منع کر دیا۔ اور اس سے کہا بتاؤ۔

آپ سوالات پوچھتے جائیں میں جوابات دیتا جاؤں گا۔

لیکن دیکھو اب میں غلط جواب ہرگز نہیں سنوں گا۔ عمران نے کہا اور پھر پوچھا۔

تمہارا نام؟

کارل برگر۔

قومیت۔

نیدرلینڈ۔

پاسپورٹ کس ملک کا ہے؟

غیر قانونی طریقے سے آیا ہوں۔

آنے کی وجہ؟

تخریب پسندانہ حربے استعمال کر کے آپ کے ملک کو نقصان پہنچانا۔

یہاں کس پارٹی کے تحت کام کر رہے ہو؟

ماکازونگا کے تحت۔

اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟

مجھے نہیں معلوم گروپ میں مجھے ابھی اتنی اہمیت نہیں ہے کہ مجھے ہیڈ کوارٹر کے متعلق پتہ چل سکے۔

تمہاری پوزیشن کیا ہے؟

میرا کام پیغام پہنچانا ہے۔

کیا مطلب؟

کبھی کبھی ایک شخص سے دوسرے شخص تک پیغام پہنچانا۔

پیغام کون دیتا ہے؟

پیغام مجھے ہمیشہ فون پر ملتا ہے۔اور جس شخص کو پہنچانا ہوتا ہے اس کا پتہ بھی۔

پھر تم اسے پہنچاتے کیسے ہو؟

اس کے دستانوں سے۔

دستانوں سے۔

جس شخص کو پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔وہ ہمیشہ سفید رنگ کے دستانے پہنے ہوتا ہے۔

احکامات کیا ہوتے ہیں۔عمران نے پوچھا۔

بالکل مختصر مثلاً پانی چڑھ گیا بارش ہو گئی ہے اس قسم کے فقرے۔

لیکن صرف پیغام پہنچانے کے لیے تمہیں دوسرے ملک سے بلایا گیا ہے۔

کیا اس کے لیے کوئی مقامی شخص نہیں مل سکتا تھا۔مجھے معلوم نہیں۔

تمہارے سر پر سینگ کیوں نہیں ہیں؟عمران یک لخت پوچھا۔

جی۔اور کارل آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

میں کہتا ہوں تمہارے سر پر سینگ کیوں نہیں ہیں۔عمران غرایا۔

سینگ اور پھر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

گدھے۔اِس سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم نے یہ سب کچھ اتنی تفصیل سے کیوں بتایا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم گدھے ہو لیکن تمہارے سر پر سینگ نہیں ہیں اس لیئے تم گدھے نہیں بیل ہو۔

اور کارل بے تحاشہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

جناب یہ سب کچھ میں نے اس لیئے بتادیا ہے کہ اب مجھ میں مزید چھپنکنے کی طاقت نہیں تھی۔اور سچ اس لیئے بتادیا ہے کہ یہ سب کچھ بتا کر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ تنظیم مجھے ہر حالت مجھے مار ڈالے گی اس لیئے کیا فائدہ مرنے سے پہلے جھوٹ بولوں۔

عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور بلیک زیرو کو لے کر اس ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر نکل آیا۔

☆☆☆

ابھی رات کے صرف دس بجے تھے لیکن جولیا بے حد بور ہو چکی تھی۔اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب وقت کیسے گزارے۔ایکسٹو نے آج صبح ہی اسے کہا تھا کہ وہ اس کی طرف سے جب تک دوبارہ اطلاع نہ ملے سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر اپنے فلیٹ سے باہر نہ نکلے۔ صبح دس بجے یہ اطلاع ملی اور اب رات کے دس بج چکے

تھے۔ بارہ گھنٹے سے ایکسٹو نے کوئی اطلاع نہ دی تھی۔ اب انہیں کمروں میں بند ہوئے بارہ گھنٹے گزر چکے تھے
کئی بار صفدر، تنویر، چوہان، اور نعمانی جولیا کو فون پر بوریت کی شکائیت کر چکے تھے لیکن جولیا کیا کر سکتی تھی
جولیا حیران تھی کہ کیپٹن شکیل نے اسے اب تک فون نہیں کیا تھا پھر جولیا کا ذہن کیپٹن شکیل کے متعلق
سوچنے لگا۔ جب سے کیپٹن سروس میں آیا تھا صفدر اور جولیا کے درمیان کئی بار اس سلسلے میں بحث ہو چکی تھی
کہ آیا کیپٹن شکیل ہی ایکسٹو ہے شک کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ کیپٹن شکیل کا چہرہ ہر وقت سپاٹ رہتا تھا
نہ خوشی نہ غمی نہ فکر نہ غصہ کے تاثرات غرضیکہ کسی چیز کا بھی تاثر اس کے چہرے پر نہیں ابھرتا تھا اس سے
جولیا یہ نتیجہ نکالتی تھی کہ وہ پلاسٹک میک اپ میں ہے اور سوائے ایکسٹو کے اور کس کو ضرورت ہے کہ وہ
سروس میں میک اپ میں آئے۔ لیکن صفدر کا دوسرا خیال تھا اس کا کہنا تھا کہ اگر ایکسٹو نے
ضرور میک اپ کر کے ہمارے ساتھ شامل ہونا تھا تو پھر اتنا بھونڈا میک اپ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ جسے
ہم لوگ بھی پہچان جائیں۔ بھونڈا تو خیر تم یہ نہیں کہہ سکتے ہم نے کتنی بار بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا لیکن کسی
صورت میں بھی میک اپ معلوم نہیں ہوتا صرف اس کے چہرے کا سپاٹ پن دیکھ کر شک ہوتا ہے کہ ضرور
میک اپ ہوگا لیکن پھر کیپٹن شکیل کی موجودگی میں ایکسٹو کی آواز کا کیا بنے گا اسے کس خانے میں فٹ کیا
جائے گا لیکن صفدر اسے کوئی اہمیت نہ دیتا تھا کیوں کہ اس کا خیال تھا ہو سکتا ہے کہ ایکسٹو نے ایک آدمی ایسا
رکھا ہوا ہے جو اس کی آواز کی نقل کر کے اس کے لکھے ہوئے الفاظ اس کے سامنے بول دے معاملہ شک وشبہ
ہی میں تھا آخر کار صفدر اور جولیا نے یہ طے کیا تھا کہ کسی طرح کیپٹن شکیل کا منہ امونیا سے دھویا جائے تا کہ
معلوم ہو کہ میک اپ ہے یا نہیں۔ لیکن اس کا موقع کب آئے گا اچانک جولیا کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی
مانند کوندا کہ کیپٹن شکیل کو فون کر کے دیکھا جائے کہ آیا وہ فلیٹ میں ہے یا نہیں۔ اس نے تیزی سے نمبر
گھمائے اور بے تابی سے ریسیور کو کانوں سے لگالیا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ریسور اٹھانے کی

آواز آئی اور جولیا کے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے۔ اوپر سے ایک غیر مانوس آواز آئی کون بول رہا ہے۔
آپ کیپٹن شکیل بول رہے ہیں۔ جولیا نے پوچھا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ کیپٹن شکیل کی آواز
نہیں۔
نہیں جناب میں ان کا ملازم جمیل بول رہا ہوں فرمایئے۔
شکیل صاحب کہاں ہیں؟
وہ دوسرے کمرے میں کتاب پڑھ رہے ہیں۔
انہیں بلواؤ انہیں کہو جولیا کا فون ہے۔
چند ہی لمحوں بعد جولیا کے کانوں میں ایک بھاری مگر مانوس آواز آئی۔
ہیلو جولیا ہاؤ آر یو۔
او کے۔
کس سلسلے میں فون کیا۔
کچھ نہیں ویسے سارا دن کمرے میں بند پڑے پڑے بور ہو گئی تھی تقریباً سب کے فون میرے پاس
آئے۔ سب ہی بوریت کی شکائیت کر رہے تھے۔ ایک تمہارا فون نہیں آیا تھا میں نے سوچا خود ہی فون کر کے
حال معلوم کروں۔
جولیا دراصل میری طبیعت کچھ عجیب وغریب واقع ہوئی ہے۔ آج سارا دن میں کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا
ہوں۔ مجھے مطالعہ کا بے حد شوق ہے میرے پاس دس ہزار نایاب کتابوں کا ذخیرہ ہے مجھے جب بھی ذرا سی
فرصت ملتی ہے میں کتابوں میں گم ہو جاتا ہوں اس لیئے بوریت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔
ہوں اچھا شغل ہے کبھی مجھے بھی کوئی کتاب دینا۔

اچھا کبھی میرے پاس آجانا جو کتاب اچھی لگی لے جانا۔

اوکے پھر اجازت دو خدا حافظ۔

خدا حافظ اور جولیا کو رسیور رکھنے کی آواز آئی۔

جولیا نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا ابھی رسیور رکھے ہوئے ایک ہی منٹ ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی زور سے بجی اس نے سوچا شائد ایکسٹو کا فون ہو اس لئے بڑی پھرتی سے اس نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگایا اور بولی ہیلو جولیا سپیکنگ۔

جولیا نہیں۔ جولیا تے فٹزواٹر بولو عمران کی آواز آئی۔

عمران تم ہو۔ جولیا ذرا سی مسکرائی۔

جی ہاں میں ہی ہوں وہ حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان بسمی علی عمران نوکر جس کا سلمان کھا رہا ہوں آپ کے کان۔

جولیا ہنسنے لگی خوب تو آج شاعری کا دورہ پڑا ہے۔

شاعری کون چغد کر رہا ہے میں تو اپنی شان میں مرثیہ پڑھ رہا ہوں۔

کیوں کیا ہوا؟

ہائے ظالم دل کو جلا کر راکھ کر دیا جگر میرا خاک کر دیا۔

اور اب پوچھتی ہو کیوں کیا ہوا۔

یہ کیا بکواس لگا رکھی ہے کیا میں رسیور رکھ دوں۔ جولیا نے جھنجلا کر جواب دیا۔

نہیں جولیا خدا کے لیے رسیور نہ رکھنا ورنہ میں مارے بوریت کے آج خودکشی کر لوں گا۔ غضب خدا کا اب تمہارا یہ چوہا مجھ پر بھی رعب ڈالنے لگا آج صبح فون کیا کہ جب تک میں نہ کہوں فلیٹ نہ چھوڑنا بھلا بتاؤ یہ بھی

کوئی تک ہے بھلا میں اس کے باپ کا نوکر ہوں کہ اس کے حکم کی پابندی کروں۔

پھر تم نے فلیٹ کیوں چھوڑا جولیا نے پوچھا۔

کیسے چھوڑتا اب اس نے کہہ تو دیا تھا۔

اور پھر جولیا کے حلق سے ایک طویل قہقہہ نکلا اور پھر وہ لگاتار ہنستی ہی چلی گئی۔

ہائیں ہائیں یہ تمہیں کیا ہوا خدا کے لیے چپ ہو جاؤ ورنہ میرے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔

ارے تمہیں کیا ہو گیا؟

آخر جھنجلا کر عمران نے رسیور رکھ دیا جولیا کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا تھا اسے ہنسی اس خوشی میں آرہی تھی کہ ایکسٹو نے عمران پر اپنی برتری منوالی۔ عمران اسے کچھ نہیں سمجھتا تھا اور اکثر ممبران کے سامنے ڈینگیں مارتا تھا کہ وہ ایکسٹو سے نہیں دبتا۔ آج وہی عمران ایکسٹو کی پابندی کے احکام کے سامنے بے بس ہو گیا ہے حالانکہ اگر غریب جولیا کو یہ معلوم ہو جاتا کہ عمران ہی ایکسٹو ہے تو معلوم نہیں اس کا کیا حشر ہوتا ابھی تک جولیا اپنی ہنسی پر پوری طرح قابو نہ پا چکی تھی کہ فون کی گھنٹی پھر بجنے لگی۔ اس نے فوراً رسیور اٹھایا اور پھر غراہٹ آمیز آواز جو یقیناً ایکسٹو کی تھی سن کر اسے ہنسی کا گلا گھونٹنا پڑا۔

یس سر ہنسی کو دبانے کی وجہ سے اس کی آواز عجیب ہو گئی۔ کیا ہو رہا ہے۔ تم شائد فون اٹھانے سے پہلے ہنس رہی تھی۔

آواز حد درجہ سرد تھی۔

یس سر عمران نے فون کیا تھا اس کی باتوں پر ہنس رہی تھی۔

جولیا نے خوشگوار موڈ میں جواب دیا تھا۔

جولیا۔ ایکسٹو کی غراہٹ تیز ہو گئی اور سردی کی ایک شدید لہر جولیا کے جسم میں سرائیت کر گئی۔

یس سر جولیانے پژمردہ ساجواب دیا۔

میں نے تمہیں ہزار بار کہاہے کہ فون کو زیادہ انگیج نہ کیا کرو۔

ہو سکتاہے کسی انتہائی ضروری کال کے لئیے تم کو فوراًاحکام دینے ہوں۔

ایکسٹو کالہجہ انتہائی سرد تھا۔

معافی چاہتی ہوں باس۔ شدت جزبات سے جولیا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

سنو کیپٹن شکیل کو فوراًاطلاع دو کہ وہ جھرنا جھیل کے پاس والی قدیم عمارت کے پاس عمران کو ملے۔

اوکے سر اور جولیانے رسیور رکھنے کی آوازسُن کر رسیور رکھ دیا۔اسے ایکسٹو پر بُری طرح سے غصہ آرہا تھااس کابس نہیں چلتا تھاکہ کیا کرے اور وہ بیچاری کر بھی کیا سکتی تھی۔ایکسٹو تو ایک پتھر تھا جزبات کا شیشہ تو اس سے جتنی بار بھی ٹکراتا ٹوٹ جاتا۔ بہر حال اس نے کیپٹن شکیل کو ایکسٹو کے احکام پہنچادیئے اور خود نڈھال ہو کر پلنگ پر گر گئی۔

☆☆☆

پورے ماحول میں ایک پر اسرار خاموشی چھائی تھی اور گھور تاریکی کی وجہ سے اس پُر اسراریت میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا جھاڑیوں اور درختوں میں چھپی ہوئی وہ شکستہ سی عمارت تاریکی میں ایک ہیولہ محسوس ہورہی تھی اس پر اسراریت میں اس عمارت کی شکستگی بھی کر دار ادا کر رہی تھی عمران ایک شکستہ سے کھنڈر میں دبکا ہوا تھا اس نے چست سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اور منہ پر نقاب پہنی ہوئی تھی۔وہ اس سیاہ لباس میں تاریکی ہی کا ایک حصہ معلوم ہو رہا تھا۔

اچانک اس تاریکی کو ایک کار کی مدھم سی روشنی نے چیر ڈالا۔یہ روشنی صرف چند سیکنڈ کے لئیے چمکی تھی اور پھر تاریکی میں مدغم ہو گئی وہ کار ایک سیاہ کشتی کی طرح آہستہ آہستہ اس عمارت کی طرف بڑھ رہی تھی اس کی

تمام لائیٹیں بند تھیں اندر کی لائیٹیں بھی بند تھیں اس لئیے کچھ محسوس تک نہیں ہوتا تھا کہ کار میں کتنے آدمی ہیں اور کون کون ہیں۔کار آہستہ آہستہ عمارت کے بالکل قریب پہنچ گئی اچانک عمارت میں سے ایک روشنی کا سگنل ہوا دور سے بالکل ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی جگنو چمکا ہو اس روشنی کے ہوتے ہی کار کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور پھر اس میں سے دو آدمی نکلے اور عمارت کی طرف بڑھے اور پھر وہ تاریکی میں جذب ہو گئے۔ایک بار پھر اس پر اسرار تاریکی نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھوڑی دیر بعد اسی طرح ایک کار اور آئی اور اس میں سے تین آدمی نکل کر اندر چلے گئے۔آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا اور کاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا اب عمران بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔

اچانک فضا میں اُلو کی کرخت آواز گونجی یہ کیپٹن شکیل کا سگنل تھا کہ میدان صاف ہے چنانچہ ادھر سے عمران نے بھی اسی آواز میں سگنل دیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ اس کھنڈر سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا یہ کیپٹن شکیل تھا۔ عمارت کے نزدیک آکر وہ دونوں مل گئے اور پھر رینگتے رینگتے اس عمارت کی طرف بڑھنے لگے اب وہ ایک شکستہ کمرے میں موجود تھے وہ وہاں دم سادھے پڑے تھے کہ اچانک اس کمرے کی دیوار ایک طرف سرکتی چلی گئی اور ایک شخص اس میں سے باہر نکلا اور پھر وہ کمرے میں سے ہوتا ہوا باہر چلا گیا دیوار پھر سے مل رہی تھی اچانک عمران نے چھلانگ لگائی اور اس ملتی ہوئی دیوار سے اندر چلا گیا بس چند سیکنڈ کا فرق تھا اگر ایک سیکنڈ وہ دیر سے چھلانگ لگاتا تو آج اس کی ہڈیاں دیواروں کے درمیان پھنسی ہوئی ہوتی کیپٹن شکیل ابھی تک باہر پڑا تھا عمران کی یہ چھلانگ اتنی خطرناک تھی کہ کیپٹن شکیل جیسے آدمی کے اعصاب جھنجلا اٹھے اور وہ عمران کی بے جگری کا دل سے قائل ہو گیا۔اب مسئلہ تھا کہ وہ اندر کیسے داخل ہو اس کے لئے انتظار کرنا پڑا کہ وہ شخص جو ابھی اندر سے باہر آیا ہے جب وہ دوبارہ اندر جائے گا تو اس وقت کوشش کی جائے گی چنانچہ دم سادھے ایک کونے میں کھڑا رہا اب وہ تاریکی میں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔وہ سوچ رہا تھا کہ عمران نے اندر جا کر

کیا کیا ہو گا؟ قدموں کی مدھم چاپ دور سے ابھری اور کیپٹن شکیل مستعد ہو گیا وہی شخص اندر آ رہا تھا وہ تیزی سے کمرے میں آیا اس نے شکستہ دیوار میں ایک سوراخ میں انگلی گھمائی اور دیوار ایک بار پھر سے سرکنے لگی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ دیوار ایک بار پھر تیزی سے مل گئی چند لمحے ٹھہر کر کیپٹن شکیل اس سوراخ کی طرف بڑھا اس نے اس سوراخ میں انگلی ڈالی تو اسے ایک جگہ ابھری ہوئی محسوس ہوئی اس نے اسے دبایا اور دیوار ایک بار پھر کھل گئی اور وہ تیزی سے اندر داخل ہو گیا اندر بھی ایک کمرہ سا تھا جیسے ہی اس نے قدم اندر رکھا دیوار ایک بار پھر تیزی سے مل گئی وہ چند لمحے کمرے کے ایک کونے میں کھڑا رہا پھر وہ کونے میں بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا اس نے دروازے سے سر باہر نکال کر دیکھا اسے لمبی سی ایک گیلری نظر آئی جس کے دونوں طرف کمرے بنے ہوئے تھے اور گیلری میں ایک طاقتور بلب لگا ہوا تھا جس سے گیلری روز روشن کی طرح چمک رہی تھی کیپٹن شکیل اس گیلری میں داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ چپک کر آگے بڑھنے لگا۔ جب پہلے کمرے کا دروازہ آیا تو اس نے اپنے کان دروازے کے ساتھ لگا دیئے لیکن کوئی آواز نہ آئی۔ شکر یہ ہے کہ گیلری بالکل سنسان تھی وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا ایک دروازے میں اسے کچھ روشنی نظر آئی اس نے کی ہول میں سے نظر اندر ڈالی اسے ایک شخص عجیب سی مشین کے سامنے بیٹھا نظر آیا ابھی وہ اسے اچھی طرح دیکھ بھی نہ سکا تھا کہ گیلری میں بھاری قدموں کی آواز ابھری وہ فوراً ایک طرف جھکا مگر وہاں چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس نے دیوار کے ساتھ چپکنے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش بے سود تھی سامنے سے آنے والے دو اشخاص تھے جن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں۔ جیسے ہی انھوں نے کیپٹن شکیل کو دیکھا وہ ایک لمحے کو ٹھٹکے مگر دوسرے لمحے ان کی ٹامی گنیں اس کی طرف تن گئیں۔ کیپٹن شکیل کے ہاتھوں کو جنبش ہوئی اور گیلری میں جلنے والا بلب ایک دھماکے سے بجھ گیا۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور دوسری طرف زمین پر لیٹ گیا دونوں ٹامی گنوں سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور اب وہ اندھا دھند گولیاں چلا رہے

تھے کیپٹن شکیل انتہائی تیز رفتاری سے زمین پر رینگ رہا تھا اس کی جان سخت خطرے میں تھی گولیاں اس کے ارد گرد پڑ رہی تھیں اچانک اس نے ☆☆ دبایا اور ایک بھیانک چیخ ابھری اور ایک ٹامی گن خاموش ہو گئی پھر دوسری چیخ ابھری اور دوسری ٹامی گن بھی خاموش ہو گئی۔ اچانک کمروں کے دروازے دھڑا دھڑ کھلنے لگے پھر پوری گیلری فلش لائٹ سے چمک اٹھی اب کیپٹن شکیل کو سوائے ہاتھ اٹھانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے ارد گرد ٹامی گنوں سے لیس نقاب پوش کھڑے تھے انہاں نے کیپٹن شکیل کو ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل ہاتھ اٹھائے ہوئے ان نقاب پوشوں کی رہنمائی میں چلنے لگا وہ گیلری کی سیدھی سمت جا رہے ہیں لیکن کیپٹن شکیل سوچ رہا تھا کہ عمران کہاں ہو گا ابھی تک عمران کہیں نظر نہیں پڑا تھا اور نہ ہی اس سے پہلے اسے کوئی گڑبڑ ہوتی نظر آئی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمران کسی مخصوص جگہ بحفاظت پہنچنے میں کامیاب ہو چکا ہے پھر وہ یہاں آنے کے مقصد پر غور کرنے لگا آج صبح جولیا نے اس عمارت کے پاس پہنچنے کے لیے ایکسٹو کا حکم سنایا تھا پھر یہاں اسے عمران ملا اور اس نے اسے بتایا کہ اس عمارت میں شائد ماکازونگا کی مقامی برانچ کا ہیڈ کوارٹر موجود ہے اس لئے آج رات تم اور میں اس عمارت میں گھسیں گے شائد کوئی سراغ مل جائے چنانچہ اس کے نتیجے میں وہ اس وقت یہاں موجود تھا اچانک اس کی سوچ میں خلل پڑ گیا کیوں کہ اسے دائیں طرف مڑنے کا حکم دیا گیا وہ دائیں طرف مڑ گیا یہاں گیلری کا اختتام تھا اور سامنے ایک بڑا دروازہ نظر آ رہا تھا جو بند تھا اور جس پر پیتل کی دو تلواریں جڑی ہوئی تھیں اس دروازے کے سامنے ایک نقاب پوش ٹامی گن ہاتھ میں لیے ٹہل رہا تھا انہیں دیکھتے ہی وہ رک گیا اس نے شکلیل کی طرف گن سیدھی کر لی شکیل ایک لمحے کے لیے رک گیا لیکن پیچھے سے ٹھوکا ملتے پھر آگے بڑھنے لگا جب وہ اس محافظ کے پاس پہنچا تو پیچھے آنے والے نقاب پوشوں میں سے ایک نے دروازے کے محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ماکا عظیم ہے۔

دروازے پر ٹہلنے والے محافظ نے جواب دیا۔

زونگا عظیم ترین ہے۔

اس کے بعد دروازے والے محافظ نے اپنی ٹامی گن نیچے کرلی۔اس نے شکیل کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کون ہے اوراس جگہ کیسے آئے۔

معلوم نہیں کیسے آیا ہے ویسے مجھے تو کوئی مقامی جاسوس معلوم ہوتا ہے پیچھے سے آواز آئی کیپٹن شکیل ہاتھ اٹھائے خاموشی یہ مکالمے سنتا رہا۔

۰دروازے پر ٹہلنے والے محافظ نے ایک تلوار کے دستے پر بنے ہوئے کسی بٹن کو دبایا پھر دوسری تلوار کے دستے پر زور دیا پھران دونوں کی نوکوں کو کھینچا اور پھران تلواروں کے نیچے بنے ہوئے ہینڈل کو گھمایا۔اب دروازہ ایک زوردار چڑچڑاہٹ سے کھل گیا اندر ایک بہت بڑا ہال نظر آیا جس میں چاروں طرف قسم قسم کی مشینیں چل رہی تھیں۔ان میں سے ہر ایک مشین کے سامنے ایک ایک شخص بیٹھا ہوا تھا چند مشینوں میں اسکرین بھی تھے۔جن پر مختلف نظارے نظر آرہے تھے ہر شخص اپنے اپنے کام میں لگا ہوا تھا چند نقاب پوش یہاں بھی ٹامی گنیں لئے ٹہل رہے تھے کیپٹن غور سے مشینوں کو دیکھتا ہوا درمیان میں سے گزرتا چلا گیا ہال کے ایک طرف پہلے دروازے کی طرح بڑا دروازہ تھا جس کے پار ایک اور گیلری نظر آرہی تھی۔کیپٹن شکیل اس ٹوٹی پھوٹی عمارت کے نیچے اس قدر عظیم الشان اور پُراسرار انتظامات دیکھ کر حیران رہ گیا اب وہ گیلری میں گزر رہے تھے ایک دروازہ پر جاکر وہ رک گئے اس کے باہر ایک سرخ بلب جل رہا تھا۔ایک نقاب پوش نے کونے میں لگا ہوا بٹن دبایا اور پھر دروازے کی طرف منہ کرکے اٹنشن کھڑا ہو گیا دوسرے نقاب پوش بھی مستعد کھڑے تھے۔اچانک دروازے کے سامنے لگا ہوا بلب سرخ سے سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا نقاب پوشوں نے کیپٹن شکیل کو اندر چلنے کا اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل آہستہ آہستہ

اندر داخل ہو گیا نقاب پوش بھی اندر داخل ہو گئے اندر ایک تاریک سا کمرہ تھا سامنے ایک بڑی مشین نظر آرہی تھی جس پر مختلف قسم کے بٹن نظر آرہے تھے سینکڑوں کی تعداد میں ڈائل تھے اس مشین کے ایک کونے میں اسکرین بھی تھا رنگ رنگ کے بلب بڑی تیزی سے اسپارک کر رہے تھے جس پر سرخ رنگ کی بہتات تھی اس پورے کمرے میں کوئی بھی شخص نہ تھا شکیل حیران تھا کہ اب کیا ہو گا کہ اچانک بلب تیزی سے اسپارک کرنے لگا اور پھر سکرین روشن ہو گئی جس میں ایک سایہ سا کرسی پر بیٹھا نظر آرہا تھا اس سایہ کو دیکھتے ہی تمام نقاب پوشوں نے بیک وقت بلند آواز میں کہا۔

"ماکا عظیم ہے"

"زونگا عظیم ترین ہے"

ہم ماکا زونگا کو سلام کرتے ہیں۔

اچانک اس سائے کے ہونٹ ملے اور پھر مشین پر لگی ہوئی ایک جالی میں سے آواز آئی۔

ماکا زونگا کے غلاموں میں یہ کون ہے؟

یہ شخص گیلری نمبر ایک میں پھر رہا تھا۔

کیا آواز اتنی غضب ناک تھی کہ مشین کی جالی بھی تھرتھرا اٹھی۔

اور کیپٹن شکیل کے کانوں میں جیسے لوہے کی گرم سلاخ اترتی چلی گئی اور وہ نقاب پوش جھک گئے۔

کیا کسی نے غداری کی ہے جو اس شخص نے یہاں داخل ہونے کا راستہ پالیا ہے۔

نقاب پوش

اچھا اسے چھوڑ کر باہر چلے جاؤ۔

اور گیلری نمبر ایک کے آپریٹر کو فوراً حاضر کرو۔

آواز میں غراہٹ بدستور موجود تھی۔

چاروں نقاب پوش باہر نکل گئے اور دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا اب کیپٹن شکیل اس مشین کے سامنے اکیلا کھڑا تھا تم کون ہو؟ منہ سے نقاب اتارو جالی سے آواز آئی لیکن کیپٹن شکیل چپکے سے کھڑا رہا۔

کیا تم نے سنا نہیں۔اس بار آواز میں شدید غراہٹ تھی۔ لیکن کیپٹن شکیل گم صم کھڑا تھا۔اس نے کوئی حرکت نہ کی۔

اچانک بلب انتہائی تیزی سے سپارک کرنے لگے اور پھر ایک باریک شعاع تیزی سے کیپٹن شکیل پر پڑی اس شعاع کا پڑنا تھا کیپٹن شکیل کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں آندھیاں چل رہی ہوں اور کوئی شخص اسے منہ پر سے نقاب اتارنے کا حکم دے رہا ہو۔اچانک کیپٹن شکیل کا ہاتھ اٹھا اور اس نے اپنے منہ پر سے نقاب اتار لی۔دماغ میں سکون ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین میں بلبوں کی سپارکنگ بھی کم ہو گئی۔ کیپٹن شکیل حیران رہ گیا جالی میں سے ایک قہقہ بلند ہوا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور وہ چاروں نقاب پوش ایک آدمی کو لے کر آ گئے جس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

وہ مشین کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

گیلری نمبر ایک پر تم تھے۔آواز آئی۔

یس سر۔اس نوجوان نے بدستور سر جھکائے جواب دیا۔

پھر یہ نوجوان کیسے پہنچ گیا۔آواز انتہائی غضب ناک ہو گئی۔

لیکن نوجوان بدستور سے جھکائے کھڑا رہا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہوں تم اپنی غلطی تسلیم کرتے ہو۔اتنا کہتے ہی ایک سبز کی شعاع اس مشین سے نکلی اور اس نوجوان پر پڑی اور نوجوان کی ایک بھیانک چیخ نکلی اور ایک لمحے کے بعد اس کی لاش وہاں پڑی تھی۔ بالکل جلی ہوئی لاش ایسا

معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے اسے روسٹ کر دیا ہو۔

نقاب پوش فوراً جھکے اور ماکازونگا زندہ باد کا نعرہ لگانے لگے۔اس کے بعد جالی سے پھر آواز آئی۔

اب تم بتاؤ تم کون ہو۔دیکھو سچ سچ بتاؤ ورنہ تمہارا حشر بھی یہی ہو سکتا ہے۔

میں سی آئی ڈی انسپکٹر ہوں۔

ہوں تم غلط بیانی کر رہے ہو۔

میں سچ بول رہا ہوں کیپٹن شکیل نے زور دے کر کہا۔

اچھا تم یہاں کیسے آئے؟

میں راہ بھٹک کر ادھر آ گیا لیکن یہاں سے اچانک دیوار کھلی دیکھ کر نیچے اتر آیا۔بکواس تم جھوٹ بول رہے ہو۔دیکھو اپنی جان کے گاہک نہ بنو سب کچھ بتا دو ورنہ یہاں لوگ موت کو ترستے ہیں اور موت نہیں آتی۔

میں نے سب کچھ بتا دیا ہے کیپٹن شکیل نے کہا۔

ماکازونگا کے غلاموں تم باہر جاؤ اور چند منٹ کے بعد اس کی لاش لے جانا۔

اور نقب پوش دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

ابھی دروازہ پوری طرح بند نہیں ہوا تھا کہ کیپٹن شکیل نے پھرتی سے ریوالور نکال لیا اور پھر اس نے مشین پر لگاتار فائر کرنے شروع کر دیئے پہلا فائر ہوا اور ایک بہت بڑا بلب جو مسلسل سپارک کر رہا تھا ٹوٹ گیا۔اس کے بعد دوسرا فائر ہوا اور سکرین تاریک ہو گئی اس کے ساتھ ہی مشین سے ایک عجیب سی شعاع نکلی اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھی لیکن کیپٹن شکیل پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا شعاع سیدھی سامنے کے دروازے پر پڑی اور دروازہ پگھل گیا جیسے موم پگھلتا ہے کیپٹن شکیل نے ایک اور فائر کیا ایک اور ڈائل ٹوٹا مگر اس کے بعد کیپٹن شکیل کے دماغ پر دھندسی چھا گئی اور اس کے تمام احساسات یکدم سو گئے اسے اتنا یاد تھا کہ وہ بری طرح

ہاتھ پیر مارتا ہوا نیچے گر رہا ہے اس کے بعد مکمل تاریکی تھی۔

☆☆☆

عمران جیسے ہی چھلانگ مار کر اندر آیا وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھا۔ عمران چند لمحے اس کمرے میں کھڑا رہا پھر ہاتھ میں پستول لے کر دروازے سے باہر نکل آیا سامنے ایک لمبی سی گیلری تھی جس میں ایک بہت بڑا تیز بلب جل رہا تھا اور گیلری کے دونوں طرف کمروں کے دروازے تھے اور سامنے سے دو ٹامی گنوں والے راؤنڈ لگا کر واپس جا رہے تھے۔ عمران آہستی آہستہ ان کے پیچھے چل دیا اچانک وہ آخری سرے پر جا کر مڑنے لگے اب عمران کے پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی عمران ایک لمحہ کے لیے ٹھٹکا لیکن پھر بجلی کی تیزی سے ساتھ والے دروازے کی طرف بڑھا اس نے دروازے پر زور دیا اور اتفاق سے وہ دروازہ کھلا تھا۔ عمران پلک جھپکتے ہی اندر داخل ہو گیا اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا راؤنڈ لگانے والوں کی قدموں کی آواز ویسے ہی نپی تلی اور پر سکون تھی اس لئیے عمران کو اطمینان ہو گیا کہ انہوں نے اسے نہیں دیکھا اب عمران کمرے کے اندر کی طرف متوجہ ہوا کمرہ خالی تھا لیکن اس میں ایک میز اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔ ایک طرف ایک بہت بڑی الماری رکھی ہوئی تھی۔ اس کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا اس میں قسم قسم کے کپڑے دکھائی دے رہے تھے میز پر ایک گلاس رکھا جس میں ابھی تک شراب تھی۔ عمران گلاس کے پاس آیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا اسے محسوس ہوا جیسے گلاس میں شراب کی سطح تھرتھرا رہی تھی۔

وہ فوراً وارڈ روب کے پیچھے چھپ گیا ایک لمحے کے بعد سامنے کی دیوار میں ایک شگاف ہوا اور ایک لمبا تڑنگا شخص نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اور وہ جیسے ہی اس شگاف سے باہر آیا شگاف دوبارہ بند ہو گیا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کرسی پر آ بیٹھا اور گلاس میں رکھی ہوئی باقی ماندہ شراب اٹھا کر حلق میں انڈیل لی۔ فائل کھول کر اسے پڑھنے لگا۔ عمران کی طرف اس کی پشت تھی عمران آہستہ سے الماری کے پیچھے سے نکلا اور قدم پر

قدم رکھتا ہوا اس کی طرف بڑھا ویسے بھی قالین پر ربڑ سول جوتے آواز نہیں دیتے تھے اس نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور عمران نے ایک ہاتھ اس شخص کے گلے میں ڈالا اور رومال اس کی ناک پر رکھا ایک لمحے کے لیے وہ تڑپا لیکن شائد رومال میں کلوروفارم کی مقدار کافی سے زیادہ تھی کیوں کہ دوسرے لمحے وہ عمران کے ہاتھوں جھول گیا عمران نے اسے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور اس کی نبض دیکھ کر اندازہ لگایا پھر مطمئن ہو کر فائل کی طرف متوجہ ہو گیا فائل پر نظر ڈالتے ہی وہ بری طرح چونکا اس نے جھپٹ کر وہ فائل اٹھائی اور پھر جیسے جیسے وہ اسے پڑھتا گیا اس کی حالت متغیر ہوتی گئی پھر اس نے وہ فائل موڑ توڑ کر اپنے کوٹ کی اندر والی جیب میں رکھ دی۔ اب وہ الماری دیکھ رہا تھا جس میں کپڑے ٹنگے ہوئے تھے اس نے کپڑوں کے پیچھے ہاتھ بڑھا کر دیکھا تو اسے ایک اور خانہ محسوس ہوا اس نے اسے کھولا اس میں مختلف کاغذات تھے جو تمام کے تمام کوڈ ورڈز میں لکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے عمران نے یہ سب نکال کر اپنی جیبوں میں ٹھونس لیے یکدم وہ اچھل پڑا کیونکہ گیلری میں ٹامی گنیں چلنے لی آوازیں آنے لگیں ایک فائر ہوا اور پھر ایک چیخ نکلی۔ عمران نے جلدی سے اس شخص کے کپڑے اتارے خود پہنے اپنے کپڑے اسے پہنائے کاغذات نکال کر اپنی جیبوں میں رکھے اور الماری میں رکھا ہوا ایک نقاب جس پر ایم زیڈ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اپنے منہ پر چڑھا لیا اب گیلری میں شور مچ گیا تھا۔ وہ دروازے کے پاس آیا اس نے زرا سا دروازہ کھول کر دیکھا تو کیپٹن شکیل ٹامی گنوں کے درمیان کھڑا تھا اس نے طویل سانس لی اور دروازہ بند کر دیا۔ اب وہ اس خفیہ دروازے کو کھولنے کا طریقہ معلوم کرنا چاہتا تھا اس نے تمام دیواروں کو ہلکا ہلکا ٹھونکا مگر بے سود آخر اس نے آتشدان پر رکھی ہوئی تصویر کو ہلایا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی اچانک اسے تصویر کے کونے سے ایک سرخ رنگ کا نقطہ نظر آیا اس نے اس پر انگلی رکھ کر اسے دبایا لیکن پھر بھی کچھ نہ ہوا اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا اس نے کوٹ کے کالر سے پن نکالا اور اس کے سرے سے اس رخ نقطہ کو دبایا تو دیوار کھٹ سے کھل گئی عمران کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی وہ جلدی سے اس شگاف

کی طرف بڑھا نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں وہ ایک ایک کر کے نیچے اترتا گیا دوسری سیڑھی پر اس کا قدم پڑتے ہی دیوار پھر برابر ہو گئی اب وہ انتہائی چوکنا ہو کر نیچے اتر رہا تھا دسویں سیڑھی کے بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا جس میں ایک بہت بڑی میز تھی۔ میز پر ایک بہت بڑی مشین تھی جو اس وقت بند پڑی تھی عمران نے اسے غور سے دیکھا لیکن وہ کچھ نہ سمجھ سکا اس نے کمرے میں اِدھر اُدھر نظریں گھمائیں تو اسے ایک کونے میں ایک دروازہ نظر آیا اس نے وہ دروازہ ذرا سا کھولا اور دوسری طرف دیکھنے لگا ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں بہت سی مشینیں چل رہی تھیں آپریٹر ان کے سامنے بیٹھے انہیں کنٹرول کر رہے تھے وہ اندر داخل ہو گیا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا تمام ٹامی گن والے جو وہاں ٹہل رہے تھے اٹینشن ہو گئے وہ سر ہلاتا ہوا ایک سرے سے دوسرے سرے کی طرف بڑھا وہ سمجھ گیا کہ جس کا اس نے لباس پہنا ہوا ہے وہ شائد یہاں کا انچارج ہو یا کوئی اچھی پوزیشن رکھتا ہو۔ وہ باری باری ایک ایک مشین کے پاس رکتا اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا ایک مشین کے سکرین پر اسے صدر مملکت اپنے آفس میں کام کرتے دکھائی دیئے پھر صدرِ مملکت نے میز کی دراز میں سے ایک فائل نکالی اور اس کا مطالعہ کرنے لگا آپریٹر نے اب وہ فائل ایک زاویہ سے دکھائی دینے لگی پھر آپریٹر نے ایک اور بٹن دبایا اب مشین نے اس فائل کے فوٹو اتارنے شروع کر دیئے عمران یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اسی طرح ہر مشین کسی نہ کسی اہم شخصیت کی نگرانی کر رہی تھی نگرانی کا یہ طریقہ دیکھ کر عقل جواب دے گئی اتنی ترقی یافتہ اور بڑی تنظیم کے متعلق تو اس نے سوچا ہی نہ تھا اور نہ ہی اس عمارت میں گھستے وقت اسے خیال آیا تھا کہ وہ اتنی بڑی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر میں جا رہا ہے خیر وہ آہستہ سے ہال کے سامنے کے دروازے میں چلا گیا سامنے ایک گیلری نظر آ رہی تھی اس کے دونوں طرف بھی دروازے تھے اس نے ایک دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا عمران اندر گھسا دروازہ پیچھے سے بند ہو گیا کمرے میں ایک میز کرسی پر ایک نوجوان جس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک معلوم ہو رہی تھی بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ اس نے عمران کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ

کیا اور پھر بولا آج ایک مقامی جاسوس پکڑا گیا ہے اس نے مشین گن نمبر ایک پر فائرنگ کر دی ہے اب وہ مشین ٹھیک ہو رہی ہے میں نے اسے ہلاک اس لیئے نہیں کیا کہ اتنی جرات کرنے والا یقیناً کوئی معمولی شخص نہ ہو گا اب میں اس سے تمام راز اگلواؤں گا مگر تم بولتے کیوں نہیں ہو اچانک عمران نے اچھل کر اس کے ناک پر ٹکر دے ماری اور وہ ڈکراتا ہوا کرسی سے نیچے جا گرا لیکن پھر سنبھل کر کھڑا ہو گیا عمران کی کوٹ کی جیب میں سے فائر ہوا اور گولی اس شخص کی کھوپڑی میں سوراخ کرتی ہوئی نکل گئی کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف معلوم ہوتا تھا اس لئے آواز باہر جانے کا خطرہ نہ تھا ایسا کرنا عمران کے لئے ضروری ہو گیا تھا کیوں کہ عمران بول نہیں سکتا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی حرکت کر سکتا تھا اس نے جس کا لباس پہنا ہوا تھا اس کی آواز ہی نہیں سنی تھی اور وہ کوڈ ورڈ بھی نہیں جانتا تھا اس نے دوبارہ اپنے کپڑے اتارے اور دوسرے کے کپڑے اتار کر خود پہنے اس کا نقاب منہ پر لگایا اور اسے اٹھا کر الماری میں ٹھونس دیا اور خود کمرے کا معائنہ کرنے لگا پھر بغلی دروازے سے وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا سامنے ایک کمرہ نما مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس پر مختلف بٹن لگے ہوئے تھے ایک کونے میں سکرین تھی اس نے میز پر بیٹھ کر ایک سبز رنگ کا بٹن دبایا تو اچانک ساری مشین کے ڈائل جلنے لگے بلب سپارک کرنے لگے اور پھر سکرین پر ایک کمرے کا عکس ابھرنے لگا جس کا دروازہ بند تھا اور کمرہ خالی تھا۔ وہ پریشان ہو گیا اچانک کمرے کے دروازے کے اندر لگا ہوا سرخ بلب جلنے بجھنے لگا عمران نے کچھ سوچتے ہوئے مشین کے پیلے رنگ کا بٹن دبایا یہ ٹھیک کہ وہ اس طرح ایک بہت بڑا خطرہ مول لے رہا ہے کیوں کہ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ ان بٹنوں کے دبانے سے کیا ہو گا کہیں ان کا ردِ عمل خطرناک نہ ہو لیکن وہ عمران تھا اس کے دل میں جو خیال آ جاتا پھر دنیا کا کوئی خوف اس کو اس خیال پر عمل کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا تھا بہر حال زرد رنگ کے بٹن دبانے سے کوئی خاص ردِ عمل نہ ہوا بلکہ دروازے کے اندر کا بلب بند ہو گیا اور عمران نے دیکھا کہ دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا ہے پھر دروازے سے ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا

جس نے ٹامی گن اٹھائی ہوئی تھی اس نے اندر داخل ہو کر سر جھکایا اور پھر عمران کے سامنے کی مشین سے آواز سنائی دی وہ نقاب پوش سر جھکائے ماکا عظیم ہے زونگا عظیم ہے کے نعرے لگا رہا تھا عمران نے بغیر سوچے سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اب مشین کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اچانک عمران نے دیکھا کہ مشین میں سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور اس نقاب پوش پر پڑی جو سر جھکائے کھڑا تھا نقاب پوش کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور ایک منٹ کے بعد اس نقاب پوش کی جلی ہوئی لاش وہاں پڑی ہوئی تھی۔ عمران یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اب صرف ایک بٹن تھا جو نیلے رنگ کا تھا اس نے وہ دبا دیا تھوڑی دیر بعد اسے سکرین پر وہ ہال نظر آیا جس میں تمام آپریٹر کام کر رہے تھے۔ سکرین کے نیچے ایک چھوٹا سا ہینڈل لگا ہوا تھا اس نے اسے گھمایا اس کے ساتھ ساتھ منظر بھی تبدیل ہونے لگا اسے سکرین پر ہر کمرہ باری باری نظر آنے لگا کہیں پر جدید اسلحہ کے ڈھیر لگے ہوئے تھے کسی کمرہ میں شراب کی بوتلوں کے انبار تھے ایک چھوٹے سے کمرے میں کرنسی نوٹ بنانے کی مشین تھی اس طرح وہ باری باری ہر کمرہ دیکھتا گیا اس کی آنکھ میں شدید حیرت تھی اتنی بڑی اور مکمل تنظیم اس کی آنکھوں کے سامنے تھی وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا اتنے انتظامات ہوئے اسے آج تک خبر نہ تھی۔ بہر حال ایک کمرے کو دیکھ کر وہ چونک پڑا کیوں کہ اس میں کیپٹن شکیل ایک کرسی پر بندھا ہوا تھا اب اس کے سامنے دو مسئلے تھے ایک تو کیپٹن شکیل کو آزاد کرنا اور دوسرا ان تمام مشینوں پر یا تو حکومت کا قبضہ کرانا یا انہیں تباہ کرنا اسے اطمینان تھا کہ اس نے ہیڈ کوارٹر کے انچارج کو ختم کر دیا ہے یہ بھی ایک اتفاق تھا ورنہ نجانے انچارج تک پہنچنے کے لیے عمران کو کتنے ہاتھ پیر مارنے پڑتے لیکن اس کے باوجود جو لمحہ بھی گزر رہا تھا اس کے لیے خطرہ بڑھ رہا تھا آخر کار اس نے ایک فیصلہ کن قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا اور پھر کچھ سوچ کر انچارج کا لباس پہنے وہ کمرے سے باہر نکل کر گیلری میں آ گیا یہ ایک انتہائی خطرناک اقدام تھا کیوں کہ عمران کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ آیا انچارج کبھی راؤنڈ بھی لگاتا تھا یا نہیں اگر لگاتا تھا تو باقی لوگوں سے اس کا رویہ کیسا

تھا بہر حال جو ہو سو ہو کے مصداق اس نے فیصلہ کن قدم اٹھایا اب وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بھی تو نہیں بیٹھ سکتا تھا بہر حال جیسے ہی اس نے گیلری میں قدم رکھا ایسا معلوم ہوا جیسے پورے ماحول میں ایک عجیب قسم کی بے چینی سنسنی اور پُراسراریت سی پھیل گئی جسے عمران نے بھی بخوبی محسوس کر لیا۔ اس سے اسے معلوم ہوا کہ انچارج اول تو کبھی باہر نہیں نکلا دوسرا اس کا رویہ دیگر لوگوں سے انتہائی سخت رہا ہو گا۔ ورنہ اسے دیکھتے ہی پورے ماحول میں ایک بے چینی اور عدم اطمینان کی لہر نہ دوڑ جاتی جیسے ہی عمران آہستہ آہستہ گیلری میں نکلا سامنے پہرہ دینے والے نقاب پوشوں کے گروہوں سے ماکا عظیم ہے زونگا عظیم ترین ہے کے نعروں سے اس کا استقبال کیا لیکن عمران آہستہ آہستہ سے ان کے پاس سے گزر گیا اس نے صرف ایک ہاتھ جس پر سیاہ رنگ کے دستانے پہنے ہوئے تھے اٹھانے پر اکتفا کیا۔ وہ ہال میں داخل ہو گیا اسے دیکھتے ہی تمام آپریٹر اپنے کاموں میں اور بھی زیادہ تندہی سے مصروف ہو گئے کسی نے ایک نظر بھی اٹھا کر اوپر نہ دیکھا عمران ان کے درمیان میں سے گزرتا ہوا دوسری گیلری میں نکل آیا وہ نقاب ہوش ٹامی گن اس کے پیچھے پیچھے بطور باڈی گارڈ آ رہے تھے عمران ایک دروازہ کھول کر ایک کمرے میں داخل ہو گیا پھر اس کے عقبی دروازے سے داخل ہو کر وہ بڑے ہال میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک بہت بڑا پلانٹ کسی بہت بڑے مقصد کے لیے نصب تھا عجیب و غریب مشینیں تھیں عمران سمجھ گیا کہ یہ پلانٹ کسی بہت بڑے مقصد کے لیے یہاں نصب ہے بہر حال وہ اس کے آپریٹر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اس نے اس پلانٹ کا مقصد سمجھنے کے لیے اسے غور سے دیکھنے لگا اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر ہواؤں میں اچھال دیا ہو لیکن یہ صرف اس کہ ذہنی کیفیت تھی کیوں کہ اب اس پلانٹ کا مقصد وہ کسی حد تک سمجھ گیا تھا یہ پلانٹ زمین سے پانی باہر نکالنے لے لیے نصب تھا جس کا مظاہرہ پچھلے دنوں ماکا زونگا بطور سزا کر چکا تھا اب عمران کے لیے یہ لازمی ہو گیا کہ وہ ہر قیمت پر اس پلانٹ کو تباہ کر دے وہ فوراً مڑا اور اس کمرے کی طرف چل دیا جس میں کیپٹن شکیل بند تھا کمرہ کا

نمبر سکرینگ مشین سے وہ دیکھ چکا تھا وہ کمرے کے سامنے رکا اس کے باہر تالا لگا ہوا تھا اور ایک نقاب پوش ٹامی گن اٹھائے باہر پہرہ دے رہا تھا عمران نے اسے تالا کھولنے کا اشارہ کیا اس نے جھٹ تالا کھول دیا اور دروازہ کھول کر عمران اور اس کے ساتھ دو باڈی گارڈ اندر داخل ہوئے کیپٹن شکیل کُرسی پر بندھا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ انتہائی سپاٹ تھا عمران اسے دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرایا پھر اس نے انچارج کے لہجے میں پکارا۔

تمہارا دماغ ٹھکانے لگا یا نہیں۔

لیکن کیپٹن شکیل نے کوئی جواب نہ دیا۔

عمران نے دوسرے نقاب پوشوں کو اس کے کھولنے کا حکم دیا اور اسے اپنے کمرے میں پہنچانے کے لیے کہا انہوں نے جھٹ کیپٹن شکیل کو کھول دیا اور پھر اسے لے کر انچارج کے کمرے کی طرف بڑھے عمران ان سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا وہ لوگ کیپٹن شکیل کو چھوڑ کر خود باہر چلے گئے کیپٹن شکیل کے ہاتھ ابھی تک بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے ہر طرف سے اطمینان کر کے اپنا نقاب اتار دیا اور کیپٹن شکیل اسے دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن حیرت صرف اس کی آنکھوں ٹپک رہی تھی چہرے سے نہیں عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ کھول دیئے اور آہستہ سے اسے تمام حالات بتادیئے اب دونوں نے مل کر اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا تھا عمران نے اس کے لیے ڈائنامیٹ تجویز کیا لیکن سوال یہ تھا کہ ڈائنامیٹ لایا کہاں سے جائے اسے آپریٹ کہاں سے کیا جائے کیپٹن شکیل نے ٹائم بم کا مشورہ دیا لیکن یہاں مسئلہ ان کی فوری فراہمی کا تھا اچانک عمران کو ایک تجویز سوجھی اس نے نقاب چہرے پر ڈالا اور خود اٹھ کر اس مشین پر جا بیٹھا اس نے سبز رنگ کا بٹن دبایا اور مشین کو سٹارٹ کر دیا سکرین پر کمرے کا عکس ابھرا تو اس نے فوراً نیلے رنگ کا بٹن دبا دیا اب کسی حد تک وہ اس مشین کو سمجھ چکا تھا اس لیے آسانی سے اسے آپریٹ کر چکا تھا سکرین پر ہال کا عکس ابھرا لیکن وہ ہینڈل گھماتا رہا اور ایک کمرہ میں ایک نقاب پوش کرسی پر بیٹھا شراب پیتا نظر آیا اس کے سینے پر نمبر 3 لکھا ہوا

تھا عمران نے ہینڈل کو وہیں روک دیا اور پھر اس نے زرد رنگ کا بٹن دبایا اور پھر اس نے سکرین پر اس شخص کو چونکتے دیکھا اور پھر وہ شخص تیزی سے اٹھا اور چہرے پر نقاب ٹھیک کرتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اب عمران نے ہینڈل کو دوبارہ گھمایا اور جب اس کمرے کا عکس نظر آیا جو پہلے نظر آتا تھا تو اس نے ہینڈل کو چھوڑ دیا۔ اچانک اسے کمرے کے اندر لگا ہوا بلب جلتا بجھتا نظر آیا اس نے زرد رنگ کے بٹن کو ایک بار پھر دبایا بلب بجھنے سے رک گیا اور دروازہ آہستہ سے کھلا اور وہی نقاب پوش نمبر 3 اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہو کر مخصوص نعرہ لگایا اور پھر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا عمران نے مائیک کا بٹن دبایا اور پھر سرسراتی ہوئی آواز میں بولا۔

نمبر 3۔

یس سر، نمبر 3 نے سر اٹھا کر کہا۔

ہماری سٹاک میں کتنے ٹائم بم موجود ہیں۔

عمران انچارج کی آواز آئی۔

جناب ہمارے سٹاک میں دس ہزار ٹائم بم موجود ہیں۔

نمبر 3 ادب سے جواب دیا۔

ہوں۔ اچھا ابھی جاؤ ان میں سے پانچ سو میگا پاور کے دس ٹائم بم لے آؤ۔

بہت بہتر اس نے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا عمران نے پھر ہینڈل کو گھمایا تو سکرین پر وہ نقاب پوش ایک گیلری میں تیزی سے جاتا نظر آیا عمران سکرین پر اسے فالو کر رہا تھا نقاب پوش چلتا ہوا ایک دروازے پر رک گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص دستک دی دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا اندر ایک بہت بڑا اسلحہ خانہ تھا عمران اس اسلحہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اسے اس اسلحہ خانہ کا علم نہیں تھا اس نے دیکھا نقاب پوش وہاں بیٹھے ایک نقاب پوش سے دس ٹائم بم لے رہا تھا عمران اب شکیل کی طرف متوجہ ہوا اس نے

اسے ساری سکیم بتائی کہ جیسے ہی نمبر تین بم لے کر اندر داخل ہو میں اس کی جگہ لے لوں گا تم اس مشین پر بیٹھ جانا عمران نے اسے آپریٹ کرنے کا طریقہ بتلا دیا اس نے اسے بتایا کہ میں یہ بم مختلف کمروں میں رکھوں گا تم اس مشین کے ذریعے مجھے فالو کرنا جہاں کچھ خطرہ معلوم ہو یہ سرخ رنگ کا بٹن دبا دینا فوکس میں جتنے لوگ ہوں گے وہ جل جائیں گے۔ لیکن یہ اس وقت کرنا جب اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو یہ کہہ کر اس نے اپنا انچارج والا لبادہ اتار کر شکیل کو پہنا دیا اور شکیل وہ مخصوص نقاب لگا مشین پر بیٹھ گیا اتنے میں نمبر تین بموں کا ڈبہ لے کر مخصوص کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا کیپٹن شکیل نے اسے اندر آنے اجازت دی اور پھر اسے ہدایت کی کہ وہ اسے کمرہ ایک میں پہنچا دو کمرہ نمبر ایک انچارج کا ذاتی کمرہ تھا نمبر تین وہ ڈبہ لے کر کمرہ ایک کی طرف بڑھ گیا جہاں عمران اس کی تاک میں تھا جیسے ہی نمبر تین اندر داخل ہوا عمران نے اسے چھاپ لیا چوں کہ یہ افتاد اس کے لیے اچانک پڑی تھی اس لیئے وہ بے خبری میں مار کھا گیا چنانچہ چند ہی لمحوں بعد وہ عمران کے ہاتھوں میں جھول رہا تھا۔ عمران نے پھرتی سے اس کے کپڑے اتارے اور اپنے کپڑوں پر پہن لیے پھر اس نے بموں کو نکال کر اپنے لبادے میں مختلف جگہوں پر چھپانا شروع کر دیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

☆☆☆

عمران کمرے سے باہر تیزی سے گیلری میں چلنے لگا اس نے تمام بم نکالے اور پندرہ منٹ کا ٹائم سیٹ کیا اور پھر ایک بم گیلری میں لگی ہوئی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ عمران کے خیال میں یہ اس ٹوکری کا بہترین مصرف تھا بہر حال وہ آگے بڑھا۔ اور ہال میں داخل ہو گیا وہ آہستہ سے چلتا ہوا ایک کونے میں گیا اور ایک مشین کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپریٹر نے اسے دیکھا اور پھر اپنے کام میں لگ گیا۔ عمران نے ہاتھ میں وہ چھوٹا سا مگر انتہائی طاقتور بم لیا اور پھر آہستہ سے اس کی مشین اور پچھلی دیوار کے درمیان ڈال دیا پھر وہ خاموشی سے

باہر نکلا اسلحہ خانے کا انچارج اس کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اس نے اس سے رجسٹر مانگا اور پھر اس رجسٹر کو دیکھنے لگا پھر اچانک وہ زور سے چونکا اور غور سے دوسرے کمرے کی طرف دھیان کر کے سننے لگا۔ اسلحہ خانے کا انچارج بھی نقاب لگائے ہوئے پریشان ہو گیا اس نے نمبر تین کی طرف حیرانگی سے دیکھا عمران نے اس کے کان میں یہ کہا کہ دوسرے کمرے سے کوئی آواز آرہی ہے جا کر دیکھو کون ہے۔ وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا اور عمران نے پھرتی سے اسلحہ کے ڈھیر کے درمیان وہ بم چھپا کر رکھ دیا وہ انچارج واپس آیا تو اس نے بتایا کہ وہاں کوئی نہیں ہے عمران نے اپنا وہم جان کر مطمئن کر دیا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ اب اس نے گیلری میں بنے ہوئے مختلف خالی کمروں میں بم چھپا دیئے اب وہ اس پلانٹ کی طرف جا رہا تھا جس نے پچھلے دنوں پورے دارالحکومت میں بھیانک تباہی پھیلا دی وہ اس کمرے میں داخل ہوا وہاں صرف ایک آپریٹر ڈیوٹی پر موجود تھا۔ پلانٹ مکمل طور پر بند تھا آپریٹر نے اسے دیکھتے ہی سلوٹ کیا اس نے سلوٹ کا جواب دیا اور پھر اسے اشارے سے اپنی طرف بلایا وہ اس کی طرف بڑھا عمران نے اس کی گردن پکڑ لی وہ بھی خاصہ طاقتور تھا لیکن عمران کے سامنے اس کی کچھ پیش نہ چلی اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں اور وہ دم توڑ چکا تھا۔ عمران نے اس کی لاش گھسیٹ کر ایک طرف ڈالی اور خود سکریو ڈرائیور لے کر اس پلانٹ کی ایک سائڈ کھولی اس میں سے اس نے بم رکھ کر اسے دوبارہ کس دیا اب اسے اطمینان ہو گیا کہ اگر کسی نے آپریٹر کی لاش دیکھ لی تو وہ پلانٹ کو نہ بچا سکیں گے۔ یہاں سے فارغ ہو کر وہ اطمینان سے باہر نکلا لیکن باہر نکلتے ہی وہ ٹھٹھک گیا کیوں کہ سارے ہال میں ہلچل مچ رہی تھی اس کی سمجھ میں اس سب کہ وجہ نہ آسکی۔ لیکن اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں کیپٹن شکیل کا راز تو نہیں کھل گیا کیوں کہ اس نے بہت سے نقاب پوش ٹامی گن اٹھائے کمرہ نمبر ایک کی طرف بھاگتے دیکھے ٹائم بم پھٹنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے اب ان دس منٹوں میں اسے بھی اور کیپٹن شکیل کو بھی اس عمارت سے باہر نکل جانا تھا لیکن یہ اچانک افتاد اور آپڑی تھی لیکن بھاگتے

بھاگتے ایک نقاب پوش سے ٹامی گن لینا نہ بھولا اس پہرے دار نے اسے اپنا آفیسر سمجھتے ہوئے اپنی ٹامی گن اسے پکڑا دی وہ تیزی سے کمرہ نمبر ایک کی طرف بڑھا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بیس پچیس نقاب پوش اندر ٹامی گنیں اٹھائے کھڑے تھے وہ نمبر تین کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے لیکن وہ اسے پہچان نہ سکے کیوں کہ یہاں تمام لوگ منہ پر نقاب ڈالے پھرتے تھے اس لیے وہ کچھ نہ سمجھ سکے عمران نے دیکھا کہ کیپٹن شکیل ایک شیشے کے بہت بڑے جار میں بند ہے عمران کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیپٹن شکیل یکدم یہاں کیسے بند ہو گیا لیکن اب وقت سوچنے کا نہ تھا مکمل تباہی میں اب صرف سات منٹ باقی رہ گئے تھے عمران نے ٹامی گن سیدھی کی اور پھر کمرہ ٹامی گن کی ریٹ سے گونج اٹھا ایک ہی وار میں تمام نقاب پوش فرش پر تڑپ رہے تھے عمران نے ٹریگر پر بدستور دباؤ ڈالے رکھا سینکڑوں گولیاں ان کے جسموں سے پار ہو گئیں اور چند لمحوں بعد وہاں فرش پر خون ہی خون تھا اور لاشیں پڑی ہوئی تھیں عمران بھاگ کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا اس نے چاروں طرف دیکھا کہ اس جار میں کہیں بھی دروازہ نہ تھا اس نے کیپٹن شکیل کو آواز دی لیکن بے سود اور کیپٹن شکیل کے ہونٹ ہلے لیکن عمران کو کوئی لفظ نہ سنائی دیا اب عمران نے کیپٹن شکیل کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا اور گولیوں کی باڑ اس شیشے پر ڈالی لیکن اس پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اب عمران گھبرا گیا کیوں کہ بم پھٹنے میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے اور انہی پانچ منٹوں میں اسے سب کچھ کرنا تھا بہر حال اس نے ہمت نہ ہاری فوری طور پر اسے ایک ہی خیال آیا اس نے جیب سے آخری ٹائم بم نکالا اور کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا کہ وہ فرش پر لیٹ جائے اب جو کچھ ہوتا سو ہوتا اگر رہائی کی صورت نکل آئی تو خیر ورنہ موت تو سامنے ہی تھی کیپٹن شکیل اشارہ پاتے ہی فوراً زمین پر لیٹ گیا عمران نے بم پر دو سیکنڈ کا ٹائم لگایا اور بم شیشے کی دیوار کے پاس رکھ کر خود بھی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا پلک جھپکتے ہی دو سیکنڈ گزر گئے اور پھر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس شیشے کے جار کے پرزے اڑ گئے اس کے ساتھ ہی وہ کمرہ بھی تباہ ہو گیا ایک بھاری شہتیر عمران کے بالکل پاس آ گرا اس شہتیر کی

وجہ سے کیپٹن شکیل اور عمران بچ گئے کیوں کہ تمام ملبہ اس شہتیر نے روک لیا اب دونوں وہاں سے اٹھے اور باہر کی طرف بھاگنے لگے بم پھٹنے میں صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے وہ تیزی سے ایک گیلری میں بھاگے اس دھماکے کی وجہ سے تمام اڈوں میں دوڑ مچی ہوئی تھی گھنٹیاں بج رہی تھیں سرخ اور سبز بلب جل رہے تھے وہ دونوں تیزی سے ایک طرف بھاگے اس گیلری کی طرف ایک ٹنل سی بنی ہوئی تھی وہ دونوں تیزی سے اس میں دوڑنے لگے یہ پانی کا بہت بڑا پائپ تھا وہ بے تحاشہ بھاگ رہے تھے اچانک عمران کا پاؤں پھسلا اور وہ تیزی سے اس ٹنل میں پھسلتا چلا گیا دوسرے لمحے وہ ٹنل کے دوسرے سرے سے باہر ہوا میں اڑتا چلا جا رہا تھا ٹنل زمین سے کافی اونچائی پر بنی ہوئی تھی۔ اس لئیے وہ تقریباً ہوا میں اڑتا ہوا زمین پر جا گرا کیپٹن شکیل اس سے پہلے زمین پر پڑا تھا۔

چند لمحوں تک اسے کچھ محسوس نہ ہوا لیکن پھر اچانک کان پھاڑ کر دھماکہ ہوا اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی آتش فشاں پہاڑ گرج رہا ہو پے در پے دھماکے ہو رہے تھے عمران اور شکیل کے نیچے کی زمین ہل رہی تھی پھر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور ایسا محسوس ہوا جیسے عمران اور شکیل کے اعصاب جواب دے گئے ہیں اور ان کی قوتِ سماعت ختم ہو گئی ہو۔

☆☆☆

صفدر نے اپنی موٹر سائیکل ریستوران کے پارکنگ شیڈ کی طرف گھما دی وہ نیچے اترا اور جیبوں میں ہاتھ ڈالے ریستوران کے ہال میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ دونوں غیر ملکی ایک کونے والی میز پر بیٹھ رہے ہیں۔ صفدر آہستہ سے چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا اور ان کے قریب کی میز پر جا کر بیٹھ گیا وہ اسے دیکھ کر قطعاً نہ چونکے جس سے صفدر نے اندازہ لگایا کہ انہیں تعاقب کا علم نہیں ہوا وہ آج صبح سے ایکسٹو کے حکم سے ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا اس لئے کسی حد تک صفدر بور ہو گیا تھا لیکن حکم بہر حال حکم تھا بوریت کی انتہا ہی

کیوں نہ ہو جائے صفدر نے بیرے کو کافی کا آرڈر دیا اور جیب سے سگریٹ نکال کر منہ سے لگا یا اب اس نے جیب سے لائٹر نکالا جو جسامت میں عام لائٹروں سے قدرے بڑا اور وزن میں قدرے زیادہ تھا اس نے لائٹر سے سگریٹ سلگا یا لیکن اس دوران وہ ان دونوں کے دو دو پوز لے چکا تھا اس لائٹر میں ایک انتہائی چھوٹا مگر انتہائی طاقتور کیمرہ نصب تھا۔ صفدر نے لائٹر جیب میں رکھ لیا اور پھر اطمینان سے کافی پینی شروع کر دی جو بیرہ اس کی میز پر رکھ گیا تھا وہ دونوں بھی چپ چاپ کافی پی رہے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک بولا۔

آج کدھر جانا ہے۔

نمبر تین میں۔

نمبر ایک تباہ ہو گیا ہے۔

ہاں زبردست نقصان پہنچا ہے۔

اور پھر چپ ہو رہے اتنے میں ایک لڑکی ان کی طرف بڑھتی ہوئی نظر آئی وہ کوئی غیر ملکی نظر آ رہی تھی۔ صفدر اکے چہرے سے اس کی قومیت کا اندازہ لگانے میں ناکام رہا وہ۔ اس کے نزدیک آتے ہی وہ دونوں احتراماً کھڑے ہو گئے اور وہ بھی ان کے برابر کرسی پر بیٹھ گئی۔ پھر صفدر کو بھی چونکنا پڑا کیوں کہ جولیا بھی ہال میں داخل ہو رہی تھی اور اس کی نظریں ہال میں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں صفدر سمجھ گیا کہ جولیا اس لڑکی کے تعاقب میں یہاں آئی ہے۔ چنانچہ جیسے ہی جولیا کی نظریں اس لڑکی پر پڑیں اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلک نظر آئی صفدر نے جولیا کو اشارہ کیا اور وہ سیدھی اس کی میز کی طرف چلی گئی۔

کیسے بیٹھے ہو؟ جولیا نے بیٹھتے ہی سوال کیا۔

دو شعروں پر غور کر رہا ہوں۔ صفدر نے جواب دیا۔

شعروں پر ایک لمحے کے لیے جولیا کو حیرت ہوئی لیکن پھر وہ سمجھ گئی کہ صفدر کسی کا تعاقب کرتے ہوئے

یہاں تک آیا ہے اس لئیے اس نے اور سوال نہ کیا۔

صفدر نے اس کے لئیے کافی کا آرڈر دیا اور پھر غور سے ساتھ والی میز کی گفتگو سنتا رہا وہ لوگ اب اطالوی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ صفدر کسی حد تک اطالوی زبان سمجھ رہا تھا لیکن جولیا اس زبان سے نابلد تھی چنانچہ خاموشی سے بیٹھی کافی پیتی رہی صفدر نے سنا کہ وہ آپس میں کسی آپریشن کے سلسلے میں بات کر رہے ہیں لیکن ان کی آواز اتنی مدھم تھی کہ صفدر کافی کوشش اور توجہ کے بعد سوائے چند لفظوں کے اور کچھ نہ سن سکا کافی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد وہ لڑکی اٹھ کر چلی گئی اور اس کے ساتھ جولیا بھی چلی گئی صفدر نے دوبارہ کافی منگائی اور اسے پینے بیٹھ گیا۔ اب دونوں اٹھ کر اوپر بنے ہوئے کمرے میں جا رہے تھے اور صفدر سوچ رہا تھا کہ آیا یہ اسی ریستوران میں رہائش پزیر ہیں یا کسی اور سے ملنے جا رہے ہیں چنانچہ اس نے چیک کرنے کا فیصلہ کیا اور جیسے ہی وہ دونوں اوپر جا کر ایک اور گیلری کی طرف مڑے صفدر نے پھرتی سے اپنی میز چھوڑی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا اس سے پہلے وہ میز پر نوٹ رکھنا نہ بھولا تھا صفدر جب اس گیلری تک پہنچا جس پر وہ دونوں مڑے تھے تو اسے وہ ایک کمرے میں گھستے دکھائی دیئے وہ اس کمرے کی طرف بڑھا اور پھر گیلری میں ادھر اُدھر دیکھا تمام گیلری سنسان تھی صفدر نے اپنی آنکھیں کی ہول پر لگائیں اندر اسے چار آدمی ایک میز کے گرد بیٹھے نظر آئے اچانک قدموں کی چاپ ہوئی اور صفدر پھرتی سے دروازے کے ایک طرف ہٹ گیا اور پھر آہستہ آہستہ آگے جانے لگا یہ ایک ویٹر تھا جو ٹرے ہاتھ میں لئیے اسی کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا اس کی ٹرے میں چار گلاس تھے صفدر آگے بڑھ کر نیچے اتر گیا اور پھر اس نے ایکسٹو کو فون کیا تا کہ اس سے مزید ہدایات لے ایکسٹو نے اسے وہاں سے فوراً کیفے گلستان پہنچنے کو کہا جہاں عمران اس کا انتظار کر رہا تھا اور یہاں صفدر کی بجائے نعمانی کی ڈیوٹی لگا دی تھوڑی دیر بعد نعمانی ہال میں داخل ہوا صفدر نے اسے تمام حالات سے آگاہ کر دیا اور خود باہر نکل کر موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے سڑک پر نکل آیا اب اس کا رخ کیفے گلستان کی طرف

تھا کیفے گلستان اس شہر کا ایک ماڈرن کیفے تھا اس کی سب سے بڑی شہرت اس کا باغ تھا شائد اس شہر کا بہترین باغ تھا اس وجہ سے شام کے وقت لوگ عموماً کیفے گلستان جانا زیادہ پسند کرتے۔ صفدر کی موٹر سائیکل بڑی تیزی سے سڑک پر بھاگ رہی تھی اور صفدر کا ذہن ان دو آدمیوں کی طرف لگا ہوا تھا جنہیں وہ پیچھے نعمانی کی نگرانی میں چھوڑ آیا تھا اس ادھیڑ پن میں اسے تعاقب محسوس نہ ہوا حالانکہ اسی ریستوران ہی سے ایک چھوٹی سفید رنگ کی کار اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ اس میں دو آدمی سوار تھے صفدر کی موٹر سائیکل کیفے گلستان کے کپماؤنڈ میں مڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ موٹر بھی اس کمپاؤنڈ میں آکر رکی صفدر موٹر سائیکل کو لاک کرتے ہوئے ہال کی طرف بڑھا یہاں عمران ایک میز پر بیٹھا اونگھ رہا تھا صفدر اس کی میز کی طرف بڑھا اس نے عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھا لیکن پھر وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑا کیوں کہ عمران اس کے ہاتھ لگاتے ہی کرسی کے نیچے آ گرا تھا لیکن فوراً اٹھ کھڑا ہوا آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے حلق سے بے اختیار قہقے نکل پڑے لیکن عمران صفدر کو اس طرح آنکھیں جھپکا جھپکا کر دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو صفدر ندامت سے سرخ ہو رہا تھا عمران کا یہ مذاق اسے کھل گیا مگر وہ کر بھی کیا سکتا تھا چپکے سے ساتھ بیٹھ گیا عمران دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اونگھنے لگا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو آخر تنگ آکر صفدر نے عمران کو کہا۔

عمران صاحب۔

عمران نے آنکھیں پھاڑ کر صفدر کی طرف دیکھا اور پھر بولا آپ نے مجھے کچھ کہا ہے ؟

نہیں تو تمہارے فرشتوں سے کہہ رہا ہوں۔ صفدر نے جھنجلا کر کہا۔

معاف کیجئیے میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔

صفدر سمجھ گیا کہ عمران کسی وجہ سے اس سے انجان بننا چاہتا تھا اس لئے اب وہ بھی چپ چاپ بیٹھ گیا اور عمران پھر اونگھنے لگا صفدر اتنی شدت سے بور ہو گیا کہ جس کی انتہا نہیں اس کا ذہن لگاتار بوریت بوریت کی گردان

کر رہا تھا اس نے عمران کو دیکھا اور دوسرے لمحے وہ جھٹکے سے اپنی کرسے چھوڑ چکا تھا وہ تیزی سے باہر کو لپکا اس کے اٹھتے ہی وہ دونوں بھی اپنی اپنی میزوں سے اٹھ کر باہر کو لپکے عمران نے کن آنکھوں سے انہیں دیکھا اور پھر وہ بھی کرسی سے اٹھ کر باہر جا رہا تھا لیکن باہر جانے لے لیئے اس نے سامنے والے دروازے کی بجائے عقبی دروازے کا رخ کیا اس طرف سے وہ تیزی سے گھومتا ہوا باہر نکل کر دیکھا تو اسے وہ دونوں ایک کار میں بیٹھے تیزی سے ایک طرف جاتے دکھائی دیئے۔ عمران نے ایک ٹیکسی روکی اور پھر تیزی سے اس کار کا تعاقب کرنے لگا۔ صفدر اپنے تعاقب سے بے خبر انتہائی جھنجلاہٹ میں مبتلا اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب وہ اتنی شدید جھنجلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ ایکسٹو کے حکم کو بھی بھلا بیٹھا تھا اور تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ عمران ٹیکسی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کسی طرح صفدر کو اس کے فلیٹ جانے سے روکا جائے وہ نہیں چاہتا تھا کہ صفدر کی رہائش گاہ دشمنوں کی نظر میں آجائے کیوں کہ عموماً سیکرٹ سروس کے ارکان ایک دوسرے کے ہاں آتے جاتے رہتے ہیں اس طرح تھوڑی سی نگرانی کے بعد تمام سیکرٹ سروس کے ارکان سے واقف ہو جائیں گے وہ دوسروں کو بھی بحیثیت ایکسٹو صفدر کے فلیٹ میں جانے سے روک سکتا ہے لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ صفدر کا فلیٹ ان کی نظروں میں آئے لیکن صفدر کی موٹر سائیکل کچھ اتنی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی کہ وہ کچھ نہ کر سکتا تھا اچانک صفدر کا ذہن پلٹا اور اسے ایکسٹو کا حکم یاد آیا کہ وہ عمران سے ملے اس کا مطلب تھا کہ وہ عمران سے کوئی ہدایت لے یا اس کے ساتھ مل کر کام کرے لیکن عمران نے اسے وہاں نہ پہچانا جس سے بور ہو کر وہ واپس پلٹ پڑا تھا لیکن اب اسے خیال آیا کہ عمران نے یہ سب کچھ کسی وجہ سے کیا ہو گا اور پھر اسے اپنے تعاقب کا خیال آتے ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تمام دھند چھٹ گئی اور اب وہ اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ وہ ایک سیدھی اور صاف بات بھی نہ سمجھ سکا یقینی بات تھی کہ صفدر کا تعاقب کیا جا رہا ہے اس لئے عمران نے اسے نہ پہچانا ابھی عمران کوئی اور راستہ نکالتا کہ

صفدر واپس جانے کی حرکت کر بیٹھا۔اب اسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگااچانک اسے خیال آیا کہ اگر اس وقت اس کا تعاقب ہورہاتھاتو یقیناًاب بھی ہو رہا ہو گا یہ سوچتے ہی وہ ایک اور سڑک مڑ گیا عمران نے جیسے ہی اسے وہ سڑک مڑتے دیکھاوہ سمجھ گیا کہ صفدر کو عقل آ گئی ہے چنانچہ اس نے ایک ٹیلی فون بوتھ کے پاس اپنی ٹیکسی روک لی اور خود اتر کر ٹیلی فون بوتھ میں گھس گیا ٹیلیفون میں سکے ڈالنے کے بعد اس نے ڈائل گھمایا دوسری طرف فون اٹھانے والا بلیک زیرو تھا۔

ہیلو ایکسٹو اسپیکنگ۔بلیک زیرو کی آواز آئی۔

عمران سپیکنگ۔

یس سر۔

ایکسٹو پہلے توکار نمبر 1210 کے جے ڈی کے مالک کا پتہ کراؤ جلدی دوسرے تمام ممبران سے کہہ دو کہ وہ اب صفدر کو مت ملیں وہ ماکازونگا کہ نظروں میں آ گیا ہے۔

اوکے سر میں ابھی ہدایات جاری کر دیتا ہوں۔

نعمانی سے جیسے ہی رپورٹ ملے مجھے مطلع کر دینا۔اِس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

ادھر صفدر نے دو تین موڑ کاٹنے سے ہی محسوس کر لیا کہ واقعی اس کا تعاقب ہو رہا ہے چنانچہ وہ مالا بار ہوٹل کی طرف چلا گیا مالا بار ہوٹل میں وہ تیزی سے داخل ہوا پھر فوراً ریکریشن ہال سے ہوتا ہوا عقبی دروازے سے باہر نکل آیا۔اب وہ گھومتا ہوا دوبارہ ہوٹل کے سامنے ایک چھوٹے سے کیفے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر گھنی مونچھوں کا اضافہ ہو چکا تھا ایک انتہائی سادہ سا میک اپ مگر اس سے اس کا چہرہ بدل گیا تھا اب سوائے غور سے دیکھنے کے اسے پہچانا نہ جا سکتا تھا ابھی اسے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ وہ دونوں اشخاص جو اس کا پیچھا کر رہے تھے سراسیمگی کی حالت میں باہر نکلے انہوں نے صفدر کی موٹر سائیکل دیکھی شند لمحے باتیں

کرتے رہے اور پھر کار میں بیٹھ کر ایک طرف چل دیئے صفدر تیزی سے اٹھا ایک چھوٹا نوٹ میز پر رکھا اور ٹیکسی پکڑ کر ان کے پیچھے چل دیا۔وہ نزدیک ہی ایک کوٹھی میں گھس گئے یہ رانا منزل تھی شہر کے مشہور رئیس رانا شہزاد کی کوٹھی صفدر اس کے بعد نزدیکی بوتھ کی طرف چلا گیا اور ایکسٹو کو تمام حالات بتائے اور پھر اپنے فلیٹ کی طرف چلا گیا اسے کیفے گلستان سے اٹھ آنے پر کافی جھاڑ پڑی تھی۔

☆☆☆

آج کا دن پورے دارالحکومت پر قیامت بن کر گزرا۔آج سارا دن سڑکوں پر فائرنگ ہوتی رہی بے گناہ لوگ گولیوں کی بوچھاڑ میں مرتے رہے پولیس کی پوری مشینری حرکت میں آ گئی لیکن اس قتل وغارت پر قابو نہ پایا جا سکا اور یہ قتل وغارت عجیب طریقے سے ہوتی بھرے بازار میں اچانک ایک خوش پوش آدمی پستول نکالتا اور پھر چھ سات آدمی زمین پر گر کر تڑپنے لگتے۔لیکن اچانک ایک نامعلوم سمت سے گولی آتی اور اس کا سینہ توڑتی نکل جاتی سارا دن شہر میں یہی ہوتا رہا دوپہر تک لوگ گھروں میں بند رہے سارا شہر سنسان ہو گیا صرف پولیس شہر میں گشت کر رہی تھی لیکن پھر یہ وبا پولیس میں بھی پھیل گئی اور پولیس والوں نے اپنے سروس ریوالور نکال لیئے اور پھر پولیس کے سپاہی اور آفیسر سڑکوں پر ڈھیر ہونے لگے اب تو حکام انتہائی پریشان لیکن چار بجے کے بعد یہ قتل وغارت ختم ہو گئی اس کے بعد رات تک کچھ نہ ہوا تو لوگ ڈرتے ڈرتے گھروں سے نکلنے لگے ایک بار پھر بازاروں میں اژدھام ہو گیا ہر طرف اسی قتل وغارت کے چرچے تھے اندازاً دس پندرہ ہزار آدمی مر چکے تھے ساری رات حکام پریشان ہو کر میٹنگ پر میٹنگ بلاتے رہے لیکن کسی کی بھی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ادھر عمران بھی سخت پریشان ہو گیا اس کے خیال میں کسی مخصوص مقناطیسی اثر کے تحت ایسا ہوا تھا اس نے اپنے تمام ممبروں کو حکم دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی بازاروں میں گشت کریں اور جہاں کسی شخص کو پستول نکالتے دیکھیں اسے فوراً گولی مار دیں اگر ہو سکے تو ایسے کسی ایک دو اشخاص کو دانش منزل

پہنچادیں سامران کو اس وبا سے محفوظ رکھنے کے لیئے اینٹی میگنٹ آلات دیئے گئے جو انہوں نے جیبوں میں رکھے ہوئے تھے۔ یہ عجیب وغریب حکم ملتے ہی سارے ممبران سخت پریشان تھے زندگی میں پہلی بار انہیں سرکاری حکم کے تحت کھلے بندوں قتل وغارت کرنی تھی یہ ان کا پہلا بھیانک تجربہ تھا لیکن اس کے باوجود مجبور تھے چنانچہ صبح ہی صبح وہ سارے شہروں میں پھیل گئے ان میں سے ہر ایک کے پاس دو دو ریوالور اور فالتو کارتوسوں کا کافی ذخیرہ تھا۔ عمران کا خیال تھا کہ سورج نکلتے ہی قتل وغارت شروع ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا چھ بجے صبح جیسے ہی سورج طلوع ہوا ایک بار پھر بازاروں میں فائرنگ کی آوازیں اور زخمیوں کی چیخوں اور آہوں کی فریادیں گونجنے لگیں۔ اس بار بالواسطہ تور پر سیکرٹ سروس کے ارکان بھی ملوث تھے۔ وہ جیبوں میں ریوالوروں پر ہاتھ رکھے ہر شخص کو غور سے دیکھتے پھر رہے تھے پھر جیسے اچانک کوئی شخص پستول نکالتا ان کے ریوالور سے ایک گولی نکلتی اور اس شخص کی کھوپڑی سے پار ہو جاتی کہیں کہیں وہ گولی مارتے دیکھے جاتے تو انہیں لوگوں سے جان بچانے کے لیئے بھاگنا پڑتا ابھی تک کیپٹن شکیل اور صفدر ہی ایک ایک شخص کو دانش منزل میں پہنچانے میں کامیاب ہو سکے تھے دن کے بارہ بجے تک ایک بار پھر سینکڑوں لوگ مر چکے تھے اگر سیکرٹ سروس کے ارکان واقعی قتل وغارت نہ کرتے تو شائد تعداد ہزاروں میں تبدیل ہو جاتی۔ دارالحکومت میں کرفیو نافذ کر دیا گیا شہر کا نظام فوج نے سنبھال لیا جو ٹامی گنوں اور مشین گنوں سے مسلح تھے ایک گھنٹے تک امن وامان رہا لیکن پھر اس دن کا بھیانک دور شروع ہوا وہ وبا ملٹری کے سپاہیوں پر اثر انداز ہو گئی اور پھر پستول کی گولیوں کی بجائے ٹامی گن مشین گنیں اور ٹینکوں پر لگی ہوئی توپیں چلنے لگیں اور ملٹری کے نوجوان مکئی کے دانوں کی طرح بھننے لگے حکام چیخ پڑے یہ صورتحال انتہائی بھیانک پریشان کن اور نازک تھی۔ فوراً اعلیٰ حکام کی میٹنگ ہوئی اس میں صدرِ مملکت تک شامل ہوئے۔ عمران بھی بحیثیت ایکسٹو نقاب پہن کر اس میں شامل ہوا اس نازک مسئلے پر بحث شروع ہو گئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اُدھر بُری سے بُری خبریں آرہی تھیں اگر شند

گھنٹے اور اسی طرح قتل وغارت ہوتی تو شائد ساری فوج ختم ہو جاتی اور اس صورتحال کو بند کرنا ضروری تھا انتہائی ضروری تھا مگر اس کا حل کسی کے پاس نہ تھا سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے آنکھوں کی چمک مدھم ہو چکی تھی لیکن ایکسٹو نے صرف ایک لفظ کہہ کر سب کے چہروں پر رونق بڑھادی وہ کہہ رہا تھا۔

حضرات اس وبا کا علاج میں نے ڈھونڈ لیا ہے۔

اور سب کے چہرے اس کی طرف مڑ گئے۔

خدا کے لیئے بتاؤ میرا تو دماغ خراب ہونیوالا ہے۔

صدرِ مملکت چیخ اٹھے۔

بتا تو رہا ہوں جناب۔ دراصل یہ مقناطیسی قوت کا کرشمہ ہے۔

مقناطیسی قوت کا کیا مطلب۔ کمشنر حیران ہو کر بولے۔

میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ کسی مخصوص مقناطیسی اثر سے لوگوں کے دماغوں کا رخ قتل وغارت کی طرف موڑ دیا گیا ہے چنانچہ آج میں نے اپنے آدمیوں کو اینٹی میگنٹ آلات دے کر شہر میں پھرایا ان میں سے کسی پر بھی اس وبا کا اثر نہ ہوا چنانچہ میری رائے میں تمام ملٹری کو یہ آلات فوری طور پر تقسیم کر دیئے جائیں

صدرِ مملکت نے ایک لمحے کے لیئے سوچا اور پھر فوراً کمانڈر انچیف کی طرف مخاطب ہوئے ایکسٹو ٹھیک کہتے ہیں آپ جلد از جلد ایسے آلات تقسیم کرنے کا انتظام کریں۔

یہ کہہ کر صدرِ مملکت اٹھ کھڑے ہوئے اور میٹنگ ختم ہو گئی اور پھر آدھے گھنٹے کے اندر اندر ایسے آلات تمام ملٹری میں تقسیم کر دیئے گئے اور نتیجہ حسبِ توقع رہا کیوں کہ ملٹری کے ذہنوں سے دھند چھٹ گئی اور پھر حالات معمول پر آ گئے لیکن یہ دو دن دارالحکومت کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ اس عبرت ناک تباہی کی یاد دلاتے رہیں گے۔ دس دن تک شہر میں کرفیو رہا فوج گشت کرتی رہی پھر کرفیو ہٹا لیا گیا اور حالات معمول پر آ گئے۔

☆☆☆

عمران پر آج صبح سے ہی شاعری کا دورہ پڑا ہوا تھا چنانچہ اس سلسلے میں سلیمان بیچارے کی کم بختی آگئی تھی وہ صبح سے عمران کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے اوٹ پٹانگ شعروں کی داد دے رہا تھا جان بچانے کا فی الحال کوئی راستہ اسے نظر نہیں آرہا تھا۔

ہاں سلیمان یہ شعر سنو بھئی غضب خدا کا قلم توڑ کر رکھ دیا ہے۔

میں نے شعر تو بہت سے سنے ہیں اب گیدڑ بھی سنا دیں۔

ابے الو کی دم فاختہ میں شعر کہہ رہا ہوں۔ شیر نہیں۔

ابے اگر کبھی لکھنو میں ہوتا تو ایک سیکنڈز زندہ نہ رہ سکتا۔

اچھا جناب آپ چاہے شیر سنائیں یا گیدڑ میں نہیں سن سکتا مجھے چائے بنانی ہے۔

سلیمان میں کہتا ہوں تم کبھی اچھے شاعر نہیں بن سکتے سنو شعر سنو، نہیں تو ساری عمر باورچی ہی رہ جاؤ گے۔

میں باورچی اچھا ہوں جو شعریت دیگچی میں چمچہ چلانے میں ہوتی ہے وہ بھلا آپ کے شعروں میں کہاں۔

میں کہتا ہوں سلیمان شعر سن۔

سناؤ جی سناؤ سلیمان جماہی لیتے ہوئے بولا۔

میں سڑک کے اس پار۔

دیکھتا ہوں کسی مہ جبین کو جس کے سر پر سینگ نہیں۔

جس کے کان ہیں اِتے اِتے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ سے بڑے کا اشارہ کیا۔

جناب شاعری میں ہاتھوں کی اشارہ بازی ایکدم نہیں چلتی۔ سلیمان آخر بول پڑا۔

تم سنتے جاؤ دخل در نا معقولات نہ کرو۔

جس کے کان اِتے اِتے ہیں۔

جس پر لدی ہے مٹی کی بوری۔

مٹی کی بوری ہاہا واہ جناب واہ ایکدم مزہ آگیا۔

مجھے تو اس شاعری میں مسور کی دال کا مزہ آرہا ہے بڑا گرم گرم شعر ہے۔

بالکل گرم مصالحہ کی طرح واہ واہ جناب مہ جبیں پر مٹی کی بوری۔

ابے تو داد دے رہا یا میرا مذاق اڑا رہا ہے۔

نہیں جناب میں بھلا آپ کا مذاق اڑا سکتا ہوں صرف بچپن میں کبوتر اڑاتا تھا۔ اب قسم لے لیجئیے کبھی پتنگ بھی اڑائی ہو۔ مگر واہ واہ مٹی کی بوری مہ جبیں پر۔

ابے الو کی دم فاختہ یہ جدید شاعری ہے کچھ سمجھا بھی کرو یہ مہ جبیں دراصل گدھی ہے گدھی آج کل تمام مہ جبیں گدھیاں ہوتی ہیں گدھیاں جو خواہ مخواہ فیشن اور محبت کا بوجھ اٹھائے پھدکتی پھرتی ہیں۔

عمران نے فلسفہ چھانٹا۔

اچھا اچھا یہ گدھی پر شاعری کر رہے ہیں خوب خوب آخر نسل کا بھی اثر ہوتا ہے سلیمان جان چھڑانے کے لئے کہا۔

کیا کہا کہ میں گدھی کی نسل میں سے ہوں۔ سلیمان تم ہوش میں تو ہو۔

عمران نے آنکھیں نکالیں۔

جناب اسے داد کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ ایک مشاعرے میں یہ فقرہ سنا تھا آج بول دیا اور جناب ذرا سوچیں تو جب ساری مہ جبیں گدھیاں ہیں تو پھر میں نے نسل کا اثر بنا دیا تو کون سا برا کیا۔ سلیمان نے بھی عمران کے مقابلے میں فلسفہ چھیڑا۔

تم فوراً چلے جاؤتم ہو ہی اسی قابل کہ ساری عمر باورچی خانے میں گزار دو تم بھلا علی عمران المتخلص بودم بے دال
اس کو کہاں سمجھ سکتے ہو۔

عمران کی اس کی داد سے گھبرا کر رہا۔

تو جناب صرف ایک بات بتادیجئیے۔ یہ آپ کے تخلص کا کیا مطلب ہے ؟

بودم بے دال یعنی ایسا بودم جس میں "د" نہ ہو اور بودم میں سے "د" نکال دو تو باقی بچ جائے گا بوم۔

اور بوم کے معنی ہیں الو۔

تو آپ الو ہیں۔

ہاں سلیمان آج کل کے سارے شاعر الو ہیں دن کو اونگھتے ہیں رات کو شاعری کرتے ہیں پریشان اور انتہائی
درجے کے نحوستی جس کسی نے ان کی شکل دیکھی گیا کام سے۔

اچھا اب تو جا ذرا چائے بنادے۔

اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی ہے عمران نے رسیور اٹھایا میں بودم بے دال رہا ہوں۔

عمران میں سلطان بول رہا ہوں۔

سلطان بول رہے ہو یا گدھا مجھے کیا اعتراض۔

عمران نے دیوار کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

تم ہوش میں ہو فوراً مجھے ملو انتہائی اہم معاملہ ہے۔ سر سلطان نے یہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران نے رسیور رکھا اور پھر کپڑے تبدیل کرنے گیا اتنے میں سلیمان نے چائے میز پر رکھ دی عمران نے
آدھی پیالی پی اور پھر سلیمان کو منہ چڑاتا ہوا نیچے اتر گیا اور چند منٹوں کے بعد اس کی کار سر سلطان کی کوٹھی
میں تھی سر سلطان اپنے ڈرائنگ روم میں عمران کے منتظر تھے عمران جیبوں میں ہاتھ ڈالے اندر داخل ہوا سر

سلطان نے اسے دیکھتے ہی بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ صوفوں کے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر بیٹھ گیا۔

یہ کیا بے ہودگی ہے صوفوں پر بیٹھو۔

جناب آپ کے ہاتھ کا اشارہ میز کی طرف تھا۔

بکو نہیں تمہاری یہ حرکتیں کبھی کبھی بڑا پریشان کرتی ہیں۔

عمران میز سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا اب وہ لاتعلق سا ڈرائنگ روم میں لگی ہوئی تصویروں کو دیکھ رہا تھا انداز
ایسے تھا جیسے جام جہاں نما میں دنیا کا مشاہدہ کر رہا ہو۔

عمران میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے یہاں بلایا ہے کہ جو کچھ پچھلے دنوں دارالحکومت میں ہوا تھا اور جو
صرف تمہاری ذہانت کی وجہ سے رک گیا وہی سب کچھ بقیہ دنیا کے چودہ ممالک کے دارالحکومتوں میں ہوا
لیکن وہاں کا اتنا جانی نقصان ہوا جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکا۔ اس سے پہلے زمین سے پانی نکلنے کا واقعہ بھی ساری
دنیا کے لیئے تباہ کن ثابت ہوا تھا۔ لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ قتل و غارت "ماکازونگا" کے تحت ہوئی ہے اس
کا مقامی ہیڈ کوارٹر تو میں نے تباہ کر دیا تھا۔ عمران بولا۔

ابھی وہ مکمل طور پر تباہ نہیں ہوئے یہ دیکھو کل ہی صدرِ مملکت کے نام یہ خط آیا ہے اسی سے میں نے اندازہ لگایا
ہے کہ سب کچھ ماکازونگا کے تحت ہوا ہے۔

عمران نے سر سلطان سے وہ خط لیا جو سرخ رنگ کے لفافے میں تھا اور کاغذ کا رنگ بھی انتہائی سرخ تھا۔ اس
میں تحریر تھا کہ ماکازونگا کی نافرمانی کی ہلکی سی سزا دیکھ لی یہ صرف ایک ہلکا سا ٹچ تھا۔ جو آپ لوگوں کو اپنی
طاقت کا ہم نے دکھایا ہے صرف ایک معمولی سا اڈہ تباہ کرنے پر ایک بہت بڑی تنظیم کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ماکا
زونگا عنقریب دنیا پر حکومت کرے گی یہ اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے اب بہتر تو یہ ہے کہ تم اور تمہاری
حکومت رضاکارانہ طور پر دستبردار ہو جائے اور نظم و نسق ماکازونگا کے کارکنوں کے حوالے کر دیا جائے ورنہ

بھیانک ترین سزا کے لیئے تیار رہو ماکازونگا عظیم قوتوں کی مالک ہے اس کی معمولی سی معمولی سزا بھیانک
موت ہے۔
اور بڑی سزا کا تو تم تصور ہی نہیں کر سکتے ماکازونگا زندہ باد۔
ماکازونگا۔
عمران نے خط پڑھ کر زور کا سانس لیا سر سلطان اس دوران عمران کے چہرے کو بغور دیکھ رہے تھے لیکن خط
پڑھنے کے دوران عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی حماکتوں کی تہہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔
اب کیا کیا جائے سر سلطان نے پریشان ہو کر پوچھا۔
ٹوئسٹ ڈانس عمران نے مختصر جواب دیا۔
کیا مطلب ؟ میں کہتا ہوں یہ مذاق کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو سر سلطان جھنجلا گئے۔ دیکھیئے میں کوشش کر
رہا ہوں امید ہے کچھ نہ کچھ ہو جائے گا عمران نے کہا۔ ہاں مجھے یاد آیا دیکھو اس ماکازونگا کے سلسلے میں دنیا کے
چودہ ممالک کے ارکان کا اجلاس نیویورک میں ہو رہا ہے تاکہ اس کی سرکوبی کے لئے کوئی مشترکہ قدم اٹھایا
جائے میں چاہتا ہوں تم اس میں شرکت کرو شائد کوئی راہ نظر آ جائے۔
کب ہو رہی ہے یہ میٹنگ۔ عمران نے پوچھا۔
ایک ہفتے تک۔ سر سلطان نے جاب دیا۔
کتنے ارکان کی اجازت ہے۔
تم اپنے ساتھ تین اور ممبر لے جا سکتے ہو۔
بہتر مجھے تفصیلات بھجوا دیجئیے میں ہو آؤں گا۔
پھر تمہای تمہاری شرکت کے لیئے لکھ دوں۔

ہاں۔ اچھا مجھے اجازت دیجئیے میں نے کچھ کام کرنے ہیں۔
بہتر خدا حافظ سر سلطان نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔
اور عمران کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر چلا گیا۔
☆☆☆
جولیا آج کل باقاعدگی سے اخبار کا مطالعہ کر رہی تھی کیوں کہ ماکازونگا نے شہر میں اودھم مچا رکھا تھا اور روزانہ
اخباروں میں ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لوگ اندازہ لگایا کرتے تھے جولیا نے سوچا تھا شائد ان میں سے کوئی اشارہ
ان کے کام کا نکل آئے لیکن آج جب اس نے پڑھا کہ ماکازونگا در اصل حکومت کا اسسٹنٹ ہے جو اس نے
آئندہ آنے والے انتخابات ملتوی کرنے کے لیئے رچایا ہے تو اس نے جھنجلا کر اخبار پھینک دیا کیوں کہ اسے
لوگوں کی کم عقلی اور نا سمجھی پر غصہ آ گیا تھا لیکن پھر اس کا خیال ان کی عدم واقفیت کی طرح چلا گیا اور اس کے
اعصاب کافی حد تک ڈھیلے ہو گئے کیوں کہ یہ تو ظاہر تھا کہ سیکرٹ سروس میں ہوتے ہوئے جو کچھ اسے
معلوم تھا عام لوگوں کو تو شائد اس کی ہوا بھی کبھی نہیں لگی تھی اور نہ لگ سکتی تھی۔
ابھی جولیا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی کی کرخت آواز اس کے کانوں میں پہنچی وہ فوراً اٹھ کر
سائڈ ٹیبل کی طرف مڑ گئی جہاں فون رکھا ہوا تھا ہیلو جولیا اسپیکنگ جولیا نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔
ایکسٹو۔ بھرائی ہوئی مخصوص آواز بولی۔
مارننگ جولیا تم نے شائد ابھی ناشتہ نہیں کیا۔
مارننگ سر جولیا نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔
ایکسٹو کی آواز میں نرمی تھی۔
نہیں جناب جولیا کی آواز انتہائی شیریں ہو گئی کیونکہ ایکسٹو کا نرم لہجہ ہی اسے جنت کی لطیف فضاؤں میں پہنچا

دیتا ہے جو اسے کبھی کبھی ہی نصیب ہوتا ہے۔
اچھا تم ناشتہ کر کے صفدر کو لے کر دانش منزل پہنچ جاؤ وہاں سے تم صفدر شکیل اور عمران نے نیویارک جانا ہے اس لیئے اپنا روزمرہ کا سامان ساتھ لے آنا۔
تو کیا جناب نیویارک جانا سرکاری کام سے ہو گا۔اس نے نیچی آواز میں پوچھا۔
جولیا۔ایکسٹو غرایا تو کیا میں تمہیں وہاں کسی کی شادی میں شرکت کے لیئے بھیج رہا ہوں۔تم ہوش میں تو ہو۔
معافی چاہتی ہوں جناب دراصل میں غلطی سے پوچھ بیٹھی میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ وہاں ہم ماکازونگا کے سلسلے میں جا رہے ہیں یا کوئی اور سلسلہ ہے۔جولیا نے بڑی مشکل سے اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے جملہ پورا کیا۔ورنہ وہ تو درمیان میں ہی رو پڑتی۔
ہاں یہ ماکازونگا کا ہی سلسلہ ہے وہاں دنیا کے ان چودہ ممالک نے جن میں ماکازونگا نے اپنی سرگرمیاں شروع کی ہوئی ہیں امریکہ کی زیرِ صدارت ایک میٹنگ ہو گی جس میں اجتماعی طور پر ماکازونگا سے نپٹنے کے طریقوں پر غور کیا جائے گا۔تاکہ اس کے سدِباب کے لیئے کوئی مناسب قدم اٹھایا جائے اس لئے میں تمہیں عمران صفدر اور شکیل کو وہاں اپنی حکومت کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں اور وہاں تم سب عمران کی سرکردگی میں کام کرو گے۔
مگر جج جناب جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا کیونکہ یہ فقرہ کہتے ہوئے دل سے بہت ڈر رہی تھی۔عمران اپنی ناشائستہ حرکات سے اپنے ملک کا وقار بھی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔
دیکھو جولیا تم ہزاروں بار دیکھ چکی ہو کہ اس کی کوئی حرکت فائدے سے خالی نہیں ہوئی اس کا طریقہ کار یہی ہے کہ وہ خود کو بے وقوف پوز کر کے دوسروں کو بے وقوف بنا دیتا ہے اور پھر اپنا مطلب صاف نکال لیتا ہے اور تم نے دیکھا ہے کبھی وہ اپنے مشن میں ناکام نہیں رہتا اس کے باوجود تم ہر وقت اس کی شکائیت کرتی رہتی

ہو۔
ایکسٹو کا لہجہ انتہائی بھیانک ہو گیا تھا۔
معافی چاہتی ہوں جناب۔جولیا نے جواب دیا مگر ایکسٹو کی آواز نے اس پر کپکپی طاری کر دی تھی اور جب ادھر سے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی تو اس نے اطمینان سے سانس لیا جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے سر سے اتر گیا ہو اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر آہستگی سے چلتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی پھر کچھ سوچ کر رکی اور پھر فون کی طرف تیزی سے آئی اور صفدر کو ٹیلیفون کیا ادھر صفدر نے فوراً رسیور اٹھایا۔
ہیلو صفدر سپیکنگ صفدر کی آواز جولیا کے کانوں میں گونجی۔
میں جولیا بول رہی ہوں جولیا نے جواب دیا کیا تم ناشتہ نہیں کر چکے تو آج ناشتہ میرے پاس آکر کرو۔
شکریہ ناشتہ سے تو میں ابھی فارغ ہوا ہوں۔پھر کبھی تمہارے ہاں کھاؤں گا۔
صفدر نے جواب دیا۔
اچھا تم ضروری سامان لے کر میرے پاس پہنچو۔ہم عمران اور کیپٹن شکیل کی ہمراہی میں آج نیویارک جا رہے ہیں۔
نیویارک وہ کس خوشی میں۔
اسی ماکازونگا کے چکر میں وہاں چودہ ممالک کی میٹنگ ہو رہی ہے جس میں ماکازونگا کے سدباب کے متعلق تدبیریں سوچی جائیں گی۔
اچھا میں ابھی آتا ہوں اور صفدر نے رسیور رکھ دیا۔
جولیا نے رسیور رکھا اور خود کچن کی طرف بڑھ گئی۔
اور پھر آدھے گھنٹے کے بعد کیپٹن شکیل عمران جولیا دانش منزل کی میٹنگ ہال میں بیٹھے ایکسٹو کی کال کے منتظر

تھے عمران کی چلبلی شخصیت سے جولیا سخت بیزار تھی اور جب سے کیپٹن شکیل اس ٹیم میں داخل ہوا تھا عمران سے بیزاری اور بھی بڑھتی جاتی تھی اس سے جولیا کے کردار پر کوئی حرف نہیں آتا جولیا دراصل ابھی تک اِس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ کیپٹن شکیل دراصل ایکسٹو ہے اور کیپٹن شکیل میک اپ کر کے ہمارے درمیان شامل ہے اس لئے کیپٹن شکیل کی شخصیت میں وہ کبھی کبھی اپنے لئے بے انتہاد لچسپی محسوس کرتی لیکن ادھر کیپٹن شکیل کا کردار ایکسٹو سے دو قدم شائد آگے تھا وہ عورتوں سے رومانی باتیں کرنا اور ان میں دلچسپی لینے کو مردوں کی توہین سمجھتا ہے اس لئے آج تک نہ ہی اس نے شادی کی تھی اور نہ ہی اس کی شخصیت سے کوئی رومان ٹنگا ہوا تھا۔اس کی شخصیت ایک بے داغ شخصیت تھی جولیا سے بھی اس کی دلچسپی صرف اسی حد تک تھی جس حد تک وہ اس کی کرنٹ آفیسر تھی اس کے سوا اور کچھ نہیں آج جب ایکسٹو نے اسے صرف صفدر کو فون پر اطلاع دینے کے لئیے کہا اور کیپٹن شکیل کے متعلق کوئی ہدایت نہ ملی تو اس کے ذہن کے کسی گوشے میں ایک خیال رینگ رہا تھا کہ کیپٹن شکیل ہی دراصل ایکسٹو ہے حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ کیپٹن شکیل عمران کے ساتھ کسی وجہ سے پہلے ہی دانش منزل میں موجود تھا بہر حال اس وقت ان سب میں نیویارک میں ہونے والی میٹنگ کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی صفدر کا کہنا تھا کہ یہ میٹنگ قطعی ناکام رہے گی۔ لیکن عمران اس کے خلاف تھا۔

کیسے ناکام رہے گی۔ عمران نے صفدر کو چیلنج دیتے ہوئے کہا اس لئیے کہ اتنی بڑی تنظیم کی بیخ اس طرح کی میٹنگوں سے نہیں کی جاسکتی۔ جو تنظیم اتنے بڑے پیمانے پر قتل و غارت کر سکتی ہے وہ اس میٹنگ کا سد باب نہیں کر سکتی صفدر نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

صفدر کا خیال ٹھیک ہے کیپٹن شکیل نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

صفدر کا خیال غلط ہے دراصل یہ ماکازونگا سے ذہنی طور پر مرعوب ہو گئے اور پھر یہ اپنے سکول کے امتحانات

میں چونکہ ہمیشہ فیل ہوتے ہیں اس لئے ناکامی کا بھوت ہر وقت اس کے ذہن پر سوار رہتا ہے عمران نے مضحکہ خیز دلیل پیش کی خیر امتحانات میں فیل ہونے کا ریکارڈ تو عمران صاحب ہی توڑتے رہے ہیں میں نے تو ایک دلیل دی تھی صفدر نے ہنستے ہوئے کہا ریکارڈ تو نہیں البتہ ریکارڈ پلئیر ضرور توڑا ہے۔

عمران نے انگلی سے سر کھجاتے ہوئے نیم وا آنکھوں سے جواب دیا اور مس دل موہ لیا کو تو میں نے ایک مدرسے میں کان پکڑے مرغا بنا ہوا بھی دیکھا ہے عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مزید ٹکڑا لگایا شکیل اور صفدر نے دل موہ لیا کے اصطلاح پر دل کھول کر قہقے لگائے اور جولیا پھٹ پڑی۔

دیکھو عمران مجھے مت چھیڑا کرو میں بُری طرح پیش آؤں گی۔

غزل ہم نے چھیڑی کوئی ساز دینا عمران بے نیازی سے گن گنانے لگا اور جولیا کا چہرہ مارے غصے سے سرخ ہو گیا۔

شٹ اپ وہ زور سے چیخی۔

ابھی عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا اور سب سنبھل کر بیٹھ گئے جولیا نے آگے بڑھ کر بٹن دبایا اس کے چہرے پر اب تک سرخی تھی لیکن وہ اپنے جزبات پر قابو پانے کی شدید کوشش کر رہی تھی۔

ہیلو ایکسٹو اسپیکنگ ٹرانسمیٹر سے مخصوص آواز ابھری۔

مین جولیا بول رہی ہوں جناب جولیا نے جواب دیا۔

کیا سب ممبر آ چکے ہیں۔

یس سر۔

تو سنو اب سے آدھے گھنٹے بعد تم سب لوگ اپنے ملک کی نمائندگی کرنے کے لئیے نیویارک جا رہے ہو وہاں

اس بار میٹنگ کو خفیہ رکھنے کے لیئے انتہائی سخت اقدامات کیے جا رہے ہیں تم سب لوگ یہاں سے میک اپ میں جاؤ گے تمہارے پاسپورٹ ابھی تمہیں مل جائیں گے پاسپورٹوں پر سفر کا مقصدِ سیاحت ہو گا اس کے بعد تمہیں عمران کی رہنمائی میں کام کرنا ہو گا باقاعدہ ہدایات اسے دے دی گئی ہیں عمران سے کہو وہ تم سب کے میک اپ کر دے۔

مگر جناب کیپٹن شکیل تو پہلے ہی میک اپ میں ہیں جولیا نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ فقرہ سن کر کیپٹن شکیل سمیت تمام افراد بُری طرح چونک پڑے اور سب کی نظریں کیپٹن شکیل کے چہرے پر پڑنے لگیں۔

کیا کہا ایکسٹو کی بھی حیرت آمیز آواز ابھری۔

میرے خیال میں جناب کیپٹن شکیل صاحب شروع سے ہی ہمارے ساتھ میک اپ میں شامل ہیں۔

اس خیال کہ وجہ۔ایکسٹو کی آواز میں کچھ تلخی ابھر آئی۔

اس کا چہرہ بالکل سپاٹ رہتا ہے جناب کسی قسم کا تاثر ان کے چہرے پر نہیں ابھرتا صرف آنکھیں ہی اس تاثر کی غمازی کرتی ہیں اس لئے مجھے شک ہوا کہ شائد یہ میک اپ کی وجہ سے ہے۔

جولیا کیپٹن شکیل کو سیٹ پر بلاؤ۔

لیکن کیپٹن شکیل اطمینان سے اٹھ کر سیٹ کی طرف بڑھا جولیا سیٹ سے ہٹ گئی۔

کیپٹن شکیل۔

یس سر۔کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ جواب دیا۔

جولیا کیا کہہ رہی ہے کیا واقعی تم میک اپ میں ہو۔

مس جولیا کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب دراصل ان کا شک بھی بجا تھا اور میں ان کی دوربین نظروں کی داد دیتا

ہوں۔میرے چہرے کا یہ سپاٹ پن دراصل قدرتی ہے اس میں میرے کسی ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔

کیا تم جولیا کی تسلی کرا سکتے ہو؟ایکسٹو کی آواز میں پُراسراریت شامل تھی۔

جس طرح وہ چاہیں جناب کیپٹن شکیل نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں جناب مجھے تسلی ہو چکی ہے صرف میرا ایک شک تھا امید ہے کیپٹن شکیل صاحب مجھے معاف کر دیں گے

جولیا نے فوراً دخل اندازی کرتے ہوئے کہا۔

نہیں جب ایک بات چل نکلی ہے تو اسے اختتام تک پہنچانا چاہیئے۔

صفدر تم ایمونیا کی بوتل الماری میں سے نکالو اور کیپٹن شکیل تم اس سے منہ دھوؤ تا کہ جولیا کا شک ہمیشہ کے لیئے دور ہو جائے۔

صفدر جلدی سے الماری کی طرف بڑھا اس نے وہاں سے ایمونیا کی بوتل نکال کر کیپٹن شکیل کو دی کیپٹن شکیل نے اس سے اپنا منہ اچھی طرح دھویا اور پھر خشک تولیئے سے رگڑا لیکن وہاں میک اپ کے کوئی آثار نہ تھے۔

جولیا سخت ندامت محسوس کر رہی تھی اسے افسوس تھا کہ اس نے خواہ مخواہ شک کر کے کیپٹن شکیل کا دل دکھایا۔

کیا رزلٹ رہا۔ایکسٹو کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

جولیا کچھ نہ بولی تو صفدر نے جواب دیا۔

جناب شکیل میک اپ میں نہیں ہیں۔

ہوں جولیا کیا تمہاری تسلی ہو چکی ہے۔

میں معافی چاہتی ہوں جناب میں سخت شرمندہ ہوں۔

جولیا نے ندامت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

اس میں ندامت کی کوئی بات نہیں اور میرا خیال ہے کہ کیپٹن شکیل بھی اسے محسوس نہیں کریں گے کیوں کہ ہمارا کام بھی ایسا ہے کہ ہمیں ہر وقت آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں میں نے کیپٹن شکیل کا منہ اس لیئے دھلوایا تھا کہ جولیا کا شک ہمیشہ کے لیئے دور ہو جائے ورنہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ کیپٹن شکیل کا چہرہ قدرتی طور پر سپاٹ ہے یہ سب کچھ میں نے اس لیئے کیا ہے کہ جب سے کیپٹن شکیل اس ٹیم میں داخل ہوا ہے جولیا اس پر ایکسٹو کا شک کر رہی ہے اور اس شک میں کیپٹن شکیل کے چہرے کا سپاٹ پن بہت معاون ثابت ہوا ہے مجھے جولیا کے خیالات اور اندیشوں کا علم تھا لیکن کوئی توجہ نہ دی۔اب جب جولیا نے خود بات چھیڑ دی تو میں نے مناسب سمجھا کہ بات پوری طرح کھل جائے۔اچھا اب سب لوگ چلنے کی تیاری کریں پاسپورٹ آپ سب کو ائیر پورٹ پر مل جائیں گے اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

میں ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں جولیا نے کیپٹن شکیل سے کہا کوئی بات نہیں کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔اور پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران صاحب آپ میک اپ شروع کریں۔

اور عمران جو اس سارے ہنگامے کے دوران بیٹھا اونگھ رہا تھا اٹھا صفدر کو ساتھ کی الماری سے میک اپ کا سامان لانے کو کہا۔

☆☆☆

طیارے نے اشارہ ملتے ہی ائیر پورٹ پر رینگنا شروع کر دیا اور پھر اس کی رفتار انتہائی تیز ہوتی چلی گئی اور چند ہی لمحوں بعد وہ زمین چھوڑ چکا تھا اور فضا کی بلندیوں میں پرواز کر رہا تھا اے آر سی کمپنی کا طیارہ تھا۔جو صفدر کیپٹن شکیل جولیا اور عمران کے ساتھ تیس اور مسافروں کو لے کر نیو یارک کی جانب جا رہا تھا جولیا اور کیپٹن شکیل آگے بیٹھے تھے اور ان کے پیچھے صفدر اور عمران تھے۔

سارے ہلکے ہلکے میک اپ میں تھے جس سے ان شخصیت کچھ اور نکھر آئی تھی صفدر کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں انتہائی شاندار لگ رہی تھیں۔اور عمران اسے بیٹھا چھیڑ رہا تھا۔

صفدر یار تمہارے چہرے پر گلہری کی دُم میں بڑی شاندار ہیں۔

یہ سب کچھ تمہارا کیا دھرا ہے صفدر نے آہستہ سے جواب دیا۔

خدا کے لیئے صفدر کیا میں مونچھیں اگانے کا کام کرتا ہوں۔

یہ سب تو باتوں میں مشغول تھے مگر ایک اکہرے بدن کا نوجوان جہاز کی تیسری رو میں بیٹھا ان کی طرف بڑی پُراسرار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کبھی وہ ان کی شخصیتوں پر نظر ڈالتا اور کبھی اس کی نظریں عمران کی گود میں پڑے کیمرے کی طرف پڑتیں۔

طیارہ رواں دواں اپنی منزل کی طرف گامزن تھا اچانک نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر وہ آہستہ سے عمران اور صفدر کے نزدیک سے گزرتا ہوا طیارے کی دم میں بنی ہوئی لیوٹری کی طرف جانے لگا جیسے ہی وہ عمران کے پاس سے گزرا اس نے جھپٹ کر عمران کی گود سے کیمرہ اٹھایا اور پھر پوری تیزی سے لیوٹری کی طرف بھاگ نکلا عمران نے بھی اس کے پیچھے جست لگائی مگر وہ لیوٹری میں داخل ہو کر دروازہ بند کر چکا تھا تمام مسافر اس حرکت سے بری طرح بوکھلا اٹھے عمران لیوٹری کے دروازے پر مکے برسا رہا تھا صفدر شکیل اور جولیا بھی اپنی جگہوں سے کھڑے تھے ائیر ہوسٹس تیزی سے عمران کی طرف بڑھی عمران نے اسے کسی طرح بھی لیوٹری کا دروازہ کھولنے کے لیئے کہا مگر ہوسٹس بے بس تھی یہ واقعہ ہی اتنا اچانک ہوا تھا کہ سب چکرا کر رہ گئے تھے اچانک عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور دروازے پر بنے ہوئے لاک پر گولی چلا دی گولی پڑتے ہی لاک ٹوٹ گیا اور عمران نے تیزی سے دروازے کو دھکا دیا لیکن خالی لیوٹری اس کا منہ چڑا رہی تھی لیوٹری کی پشت کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی عمران نے تیزی سے کھڑکی کی طرف دیکھا اور اسے فضاؤں میں ایک پیرا شوٹ نظر آیا

اور عمران زندگی میں پہلی بار بے بسی سے ہاتھ ملتا ہوا رہ گیا۔ لیکن شائد یہ کیمرہ اتنا قیمتی تھا کہ عمران نے بے بسی کی بجائے کچھ کرنے کا ارادہ کیا اس نے پیچھے مڑ کر کیپٹن شکیل کو کہا کہ تم نیویارک ائیر پورٹ پر میرا انتظار کرنا اور پھر وہ تیزی سے اپنی سیٹ کیطرف بڑھا اور اس نے جہاز کی طرف سے ملنے والے پیراشوٹ کو اپنی کمر کے گرد باندھا اور پھر اس نے صفدر کے کان میں تیزی سے سرگوشی کی اور صفدر پستول نکالتا ہوا کاک پٹ کی طرف بھاگا جہاں پائلٹ بیٹھا جہاز کو کنٹرول کر رہا تھا ائیر ہوسٹس مجبور نظروں سے یہ ہنگامہ دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ یہ سب کیا ہے ؟ ادھر صفدر نے پائلٹ کی پشت پر پستول لگایا اور اسے مجبور کیا کہ وہ جہاز کو پیچھے کی طرف لوٹا دے دیکھو پائلٹ اپنا جہاز فوراً بیک کر دو وہ آدمی ہماری ایک ایسی چیز لے کر جہاز سے کود گیا ہے جس کے لیئے ہم سارے جہاز کو تباہ کر سکتے ہیں اس لئے اچھا تو یہ ہے کہ تم فوراً جہاز موڑ کر اس کے پیچھے چلو اور اس کے پاس سے گزرتے ہوئے جہاز کی رفتار تیز کر دو ہمارا ایک آدمی جہاز سے کود جائے گا اس کے بعد تم اپنی منزل کی طرف چلے جانا ورنہ تم جانتے ہو سب کچھ کر گزریں گے۔ پائلٹ نے بے بسی سے پستول کی طرف دیکھا اور پھر جہاز کا رُخ موڑ دیا جہاز ایک بار پھر واپس جا رہا تھا۔

عمران کھڑکی سے کودنے پر تیار کھڑا تھا ائیر ہوسٹس اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔ لیکن جولیا نے اسے ریوالور دکھا کر چُپ رہنے پر مجبور کر دیا۔ جہاز آہستہ آہستہ فضاؤں میں بلند پیراشوٹ کے نزدیک ہوتا ہوا جا رہا تھا جیسے وہ اس پیراشوٹ کے پاس سے گزرا تو عمران نے کھڑکی سے چھلانگ لگا دی اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ عمران کا پیراشوٹ کھل چکا تھا اور اب وہ بھی فضاؤں میں جھول رہا تھا اس کا پیراشوٹ پہلے پیراشوٹ کے کافی نزدیک تھا یہ عمران کا اندازہ تھا کہ اس نے ایسے وقت چھلانگ لگائی جب جہاز پیراشوٹ کے بالکل پاس سے گزرا اب جہاز ایک لمبا چکر لگا کر دوبارہ واپس اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا۔

عمران نے جیب سے پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اب دونوں پیراشوٹ آہستہ آہستہ زمین کی طرف جا رہے تھے

اور کچھ دیر بعد وہ دونوں زمین کے نزدیک آ گئے تھے۔ عمران زمین پر کودنے کے لیئے تیار ہو گیا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ یہ شخص زمین پر کودتے ہی بھاگ جانے کی کوشش کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے ہی دونوں زمین پر گرے اس شخص نے جلدی جلدی اپنے آپ کو رسیوں سے چھڑانا شروع کر دیا عمران اس سے تقریباً ڈیڑھ سو گز دور گرا تھا یہ جگہ ایک خشک پہاڑی تھی عمران نے بھی جلدی سے اپنے آپ کو پیراشوٹ سے آزاد کرایا اور پھر پستول ہاتھ میں لے کر تیزی سے آگے بڑھا وہ بھی بھاگ رہا تھا کیمرہ اس کے ہاتھوں میں تھا چونکہ وہ پستول کی رینج سے دور تھا اس لئے عمران اس پر گولی نہیں چلا سکتا تھا اس لئے وہ بھاگنے پر ہی اکتفا کر رہا تھا ناہموار پتھروں کی وجہ سے اسے بھاگنے میں دشواری ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی رفتار کافی تیز تھی اس لئے وہ آہستہ آہستہ اس کے نزدیک ہوتا جا رہا تھا۔ وہ شخص پہاڑی کی دوسری طرف بھاگ رہا تھا عمران کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کون سی جگہ ہے اور اس پہاڑی کی دوسری طرف کیا ہے ؟ اس لیئے وہ پہاڑی کی طرف پہنچنے سے پہلے ہی اس شخص کو پکڑنا چاہتا تھا اس نے اپنی رفتار اور تیز کر دی اب وہ شخص عمران کے پستول کی رینج میں تھا لیکن اب عمران پستول نہیں چلا سکتا تھا کیوں کہ اسے خدشہ تھا کہ اب اگر اس نے اسے گولی مار دی تو وہ کیمرہ سمیت پہاڑ سے نیچے جا گرے گا اور پھر جو اس شخص کا توحشر ہوتا تو ہوتا کیمرہ عمران کو صحیح سلامت نہ مل سکتا تھا۔

اس لئے عمران چاہتا تھا کہ اسے زندہ پکڑے اتنے میں وہ شخص پہاڑی کی دوسری طرف پہنچ کر عمران کی نظروں سے اوجھل ہو گیا عمران بھی ایک لمحے کے بعد چوٹی پر پہنچ گیا لیکن اس نے نیچے پہاڑی کے دیکھا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور وہ شخص کیمرہ ہاتھ میں ڈالے سمندر کی طرف گولی کی طرح اڑا جا رہا تھا اتنی بلندی سے سمندر میں چھلانگ لگانا یقیناً اس شخص کی انتہائی دلیری اور جرات کی دلیل تھی پہاڑی تقریباً سمندر سے سو فٹ اونچی تھی۔

اسی وقت ایک زور کا جھپاکا ہوا اور وہ شخص سمندر کے پانی میں کیمرے سمیت گم ہو گیا۔ عمران نے پستول جیب میں ڈال لیا پنجے جوڑے اور پھر سمندر میں چھلانگ لگادی وہ تیر کی طرح اڑتا ہوا سمندر کی طرف جارہا تھا اور سمندر لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتا جارہا تھا اور چند ہی لمحوں بعد وہ سمندر کی پہنائیوں میں تھا یہ غنیمت تھا کہ سمندر اس جگہ انتہائی گہرہ تھا وگرنہ اتنی بلندی سے کودنے کے بعد وہ یقیناً سمندر کے نیچے کی زمین سے ٹکرا جاتا اور پھر اس کے گوشت کا قیمہ مچھلیوں کی خوراک بن جاتا عمران کافی گہرائی تک تیر کی طرح گیا اور اس کی رفتار جب تیز ہوئی تو سمندر نے اسے تیزی سے اوپر کی طرف اچھالنا شروع کیا تیرنے میں انتہائی مشاق ہونے کی وجہ سے لمحہ بہ لمحہ اس شخص کے نزدیک ہوتا جارہا تھا۔ لیکن اچانک اس کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ کیوں کہ ایک لانچ تیزی سے اس شخص کی طرف بڑھ رہی تھی جتنی تیزی سے وہ لانچ اس شخص کی طرف بڑھ رہی تھی عمران کا خیال تھا کہ وہ شخص گرفتار ہونے سے پہلے لانچ میں سوار ہو جائے گا لانچ اس شخص کے پاس پہنچ کر آہستہ ہو گئی اور لانچ پر کھڑے دو آدمیوں نے اسے پکڑ کر لانچ پر چڑھا لیا اتنے میں عمران بھی اس کے نزدیک پہنچ گیا تھا عمران کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک شخص نے پستول نکالنے کی کوشش کی لیکن یہاں عمران نے ایک ایسا جمپ لگایا کہ ایک انسان کی اس سے توقع بھی نہیں رکھی جاسکتی تھی وہ سمندر سے ایسے اچھلا جیسے کوئی شخص زمین سے اچھلا ہو اور وہ جمپ بھی اتنا زوردار تھا کہ وہ دوسرے لمحے لانچ میں پڑا تھا وہ دونوں شخص یہ دیکھ کر اتنے حواس باختہ ہوئے کہ ایک لمحے کے لیئے حیران رہ گئے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی انسان سمندر سے اتنا بڑا جمپ لگا سکتا ہے لیکن یہ عمران تھا جو خطرے میں واقعی مافوق الفطرت بن جایا کرتا تھا عمران جیسے ہی لانچ پر گرا اس نے تیزی سے پلٹا کھایا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہوا چھلانگ لگانے میں اسے جتنا زور لگانا پڑا تھا وہ خود ہی جانتا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے پھیپھڑے پھٹ گئے ہوں اور پھر لانچ کے تختوں پر گرنے سے اس کو چوٹ بھی کافی آئی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ یہی لمحہ فیصلہ کن ہے۔ اگر اس نے ذرا

کمزوری دکھائی تو سارا کیا دھرا بے سود ہو کر رہ جائے گا اس لئے وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اسے اٹھتا دیکھ کر دونوں شخص بھی چونک پڑے جیسے خواب سے جاگے ہوں وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھے لیکن عمران نے پھر ایک ہائی جمپ لگایا اور اس کی دونوں ٹانگیں سامنے والے ایک شخص کے سینے پر پڑی اور وہ چیخ مار کر نیچے الٹ گیا دوسرا شخص عمران سے لپٹنے لگا لیکن ایک ہی گھونسے نے اسے بھی نیچے گرادیا اب عمران تیسرے شخص کی طرف بڑھا جو یہ سیچوئشن دیکھ کر کیمرے کو سمندر میں پھینکنے جارہا تھا عمران نے ایک جھپٹا مارا اور کیمرہ اس کے ہاتھوں سے چھین لیا گھونسہ کھانے والا شخص دوبارہ عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران نے تیزی سے بھاگ کر کیمرے کو ایک کونے میں رکھا اور پھر آنے والے شخص کو پھرتی سے ہاتھوں پر اٹھالیا وہ شخص حالانکہ کافی قوی ہیکل تھا لیکن عمران کے ہاتھوں میں ایک کھلونے کی طرح بے بس ہو چکا تھا عمران نے پھرتی سے اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔

پھر وہ اس شخص کی طرف بڑھا جو کیمرہ لے آیا تھا وہ شخص اب پھر کیمرے کی طرف بڑھ رہا تھا عمران نے ایک زوردار گھونسا اس کے منہ پر مارا اور پھر اسے بھی ہاتھوں پر اٹھالیا ایک جھپاکے سے وہ سمندر میں گر پڑا عمران کے چہرے پر اس وقت ایک درندگی پھیلی ہوئی تھی۔ تیسرا شخص ابھی فرش پر پڑا تھا اس کے سینے پر پڑنے والی لات اسے عدم کا راستہ دکھا چکی تھی عمران نے اس کی طرف سے مطمئن ہو کر لانچ کو سنبھالا جو تیزی سے آؤٹ آف کنٹرول ہو کر سمندر میں چکر لگا رہی تھی عمران نے سٹیرنگ سنبھالا اور لانچ تیز کر کے ایک مخالف سمت کی طرف بڑھا دیا۔ وہ دونوں شخص سمندر میں پڑے ہاتھ پیر مار رہے تھے لیکن عمران ان سے بے پرواہ ہو کر لانچ چلا رہا تھا اب اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلک نمایاں تھی اس کی لانچ تیزی سے پہاڑی کی طرف بھاگی جارہی تھی جہاں سے اس نے چھلانگ لگائی تھی۔

اب اس طرف سے فارغ ہو کر وہ یہ سوچ رہا تھا کہ نجانے وہ کس ملک میں ہے اور کس شہر سے کتنی دور ہے

اسے فوراً نیویارک پہنچنا تھا کیوں کہ اس کے بغیر اس کے ساتھی بے بس تھے انہیں نہیں معلوم تھا کہ میٹنگ کہاں ہو رہی ہے اور اس کے کوڈ الفاظ کیا ہیں اس لیئے اس کا آج نیویارک پہنچ جانا لازمی ہے اب لانچ ساحل کے قریب پہنچ گئی اس نے لانچ کو ساحل کے پاس جا کر روکا پھر کیمرہ اٹھایا اور چھلانگ لگا کر ساحل پر اتر گیا اب وہ تیزی سے دوبارہ پہاڑ کی جانب جا رہا تھا۔-----------------

---

حصہ دوم

جیسے ہی عمران نے چھلانگ لگائی اور طیارہ پھر مڑ کر اپنی منزل کی طرف چلا۔ کیپٹین شکیل، صفدر اور جولیا دوبارہ اپنی سیٹوں کی طرف بڑھے۔ وہ تینوں اپنی اپنی جگہ سخت پریشان تھے کہ نجانے عمران پر کیا گزرے گی طیارے کہ مسافر سارے ان تینوں کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ چند ایک نے تو ان سے سوالات بھی پوچھے لیکن انہوں نے کچھ بتلانے سے انکار کر دیا۔

کیمرے کے متعلق ان تینوں میں کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کیمرہ کیا تھا انہوں نے تو یہ سمجھا تھا کیوں کہ وہ سیاح بن کر نیویارک جا رہے ہیں اس لئے عمران نے ایک کیمرہ بھی ساتھ لے لیا لیکن اب انہیں معلوم ہوا کہ یہ کیمرہ بشر طیکہ یہ کیمرہ ہو کوئی انتہائی اہم چیز تھی کیپٹین شکیل سوچ رہا تھا کہ وہ شخص کون تھا اور اسے اس کیمرے کے متعلق معلومات کہاں سے ملیں؟ صفدر اور جولیا سوچ رہے تھے کہ نیویارک جا کر وہ کیا کریں گے کیوں کہ انہیں بذات خود کوئی معلومات نہ تھیں سب کچھ عمران کو معلوم تھا اور عمران نہ جانے کب

نیویارک پہنچے لیکن وہ سب بے بس تھے ان تو آئندہ کا لائحہ عمل نیویارک جا کر ہی بنایا جا سکتا ہے اس لئے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہے۔

ایک گھنٹے کے بعد طیارہ نیویارک ائر پورٹ پر لینڈ کر رہا تھا لیکن صفدر وغیرہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ ائیر پورٹ پر ہر طرف پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی صفدر سمجھ گیا کہ پائلٹ نے اس واقعے کی اطلاع ائیر پورٹ پر دے دی ہے اب سوالات اور تفتیش کا ایسا چکر چلتا نظر آتا تھا کہ جان چھڑانی مشکل ہو جاتی۔ اس لئے صفدر نے شکیل کے کان میں سرگوشی اور شکیل نے جولیا سے کہا طیارہ ابھی تک ائیر پورٹ کے چکر لگا رہا تھا۔

جیسے ہی طیارہ چکر لگاتا ہوا شہر کی ایک طرف سے گزرا ان تینوں نے اس لمحے اپنے پستول نکال کر کھڑکیوں سے نیچے پھینک دیئے ان کی اس حرکت کو کسی نے محسوس نہ کیا کیونکہ تمام لوگ اترنے کی تیاریوں میں مشغول تھے اب ان تینوں نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ کم از کم وہ اس کہانی سے ہی منکر ہو جاتے تو پستول کی عدم موجودگی اس بات میں وزن پیدا کر دیتی آہستہ آہستہ طیارہ ائیر پورٹ پر اتر گیا جیسے ہی طیارہ پولیس نے طیارے کو گھیرے میں لے لیا مسافر باری باری اترنے لگے صفدر اور جولیا بھی نیچے اترے پولیس کے پاس کھڑی ائیر ہوسٹس نے ان کی طرف اشارہ کیا اور پولیس نے انہیں ایک طرف آنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے چہرے پر حیرت کے تاثرات پیدا کئے اتنے میں کیپٹین شکیل بھی نیچے اتر آیا ائیر ہوسٹس کے اشارے پر اسے بھی ایک طرف بلا لیا، انہوں نے ایک آفیسر سے اس بارے میں احتجاج کیا کہ انہیں کیوں روکا جا رہا ہے لیکن وہ انہیں لے کر ائیر پورٹ کی ایک عمارت کی طرف چلے گئے۔ وی آئی پی روم میں لے جا کر ان پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی لیکن وہ تینوں صاف مکر گئے کہ انہیں اس واقعہ کا کوئی علم نہیں، اور نہ ہی ان کا کوئی چوتھا ساتھی

تھالیکن پولیس آفیسر مطمئن نہ تھے ان کی تلاشی لی گئی لیکن ان کے پاس سے پستول قسم کی کوئی چیز برآمد نہ ہوئی پولیس آفیسر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ بہر حال وہ انہیں مزید تفتیش کے لیے ہیڈ کوارٹر کی طرف لے چلے راستے میں صفدر نے کیپٹین شکیل اور جولیا کی طرف مخصوص لہجے میں اشارہ کیا ان دونوں نے سر ہلا دیا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے اب وہ فرار کی سوچ رہے تھے، کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا جیسے ہی کسٹم حد سے باہر نکلے تو صفدر تیزی سے اور ایک دس منزلہ عمارت کے صدر دروازے میں گھس گیا پولیس آفیسر زپریشان ہوگئے وہ صفدر کو پکڑنے کے لئے دوڑے اب کیپٹین شکیل کی باری تھی۔اس نے انتہائی جرات کا مظاہرہ کیا اور پاس سے گزرنے والی ایک موٹر سائیکل کی پچھلی سیٹ پر جمپ لگا دیا موٹر سائیکل تیزی سے گزر رہی تھی، یہ ایک اندھی چھلانگ تھی کہ وہ ٹھیک موٹر سائیکل کی پچھلی سیٹ پر جا بیٹھا پھر تو وہ موٹر سائیکل سے چمٹ گیا دھکا لگنے سے موٹر سائیکل کا توازن بگڑنے لگا لیکن موٹر سائیکل سوار بھی کوئی تھا جس نے کنٹرول کر لیا پہلے تو ساتھ جانے والے سپاہی گھبرا گئے مگر فوراً انہوں نے ریوالور چلا دیئے مگر اتنی دیر میں کیپٹین شکیل ان کی رینج سے باہر ہو گیا تھا اب انہوں نے جولیا کی طرف توجہ دی تو وہ غائب تھی۔جولیا دراصل انتہائی پھرتی سے ایک کھڑی ہوئی کار کے پیچھے رینگ گئی تھی اب تو سب پولیس والے گھبرا گئے، سیٹوں پہ سیٹیاں بجنے لگیں صفدر اس عمارت کے صدر دروازے سے ہوتا ہوا پچھلے دروازے سے گزر گیا چلتے چلتے اس نے مونچھیں اتار دیں اپنا کوٹ الٹ کر پہن لیا۔اس کا کوٹ ڈبل تھا، ایسے کوٹ مخصوص طور پر سیکرٹ سروس والوں کے لئے بنائے گئے تھے۔اب صفدر کافی حد تک بدل چکا تھا اس نے راہ جاتی ایک ٹیکسی روکی اور پھر اس میں سوار ہو کر اسے رائل پارک جانے کو کہا چاروں طرف پولیس پھیل چکی تھی مگر صفدر

اطمینان سے ٹیکسی میں بیٹھا ہوا تھا وہ بیٹھا ہوا ان حالات پر غور کر رہا تھا جن سے ناگہانی طور پر انہیں نپٹنا پڑ گیا اس نے ٹیکسی ایک مچھیروں کی بستی جا کر رکوا دی یہاں اسے معلوم تھا کہ اس کی مملکت کا ایک جاسوس رہتا ہے جو نیویارک میں اس کے ملک کی طرف سے کام کرتا تھا ایسے جاسوس ہر ملک میں پھیلے ہوئے تھے اور پچھلی بار عمران کے ساتھ نیویارک آنے پر اس کا پتہ معلوم ہوا تھا پولیس سے بچنے کے لئے اس سے بہتر فی الحال اسے کوئی اور جگہ نظر نہیں آ رہی تھی وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتا جھونپڑیوں سے گزرتا گیا ایک پرانی سی جھونپڑی کے دروازے پر تین دفعہ مخصوص انداز سے دستک دی چند لمحوں بعد دروازہ کھولنے والا ادھیڑ عمر کا مچھیرا تھا اس نے حیرانی سے صفدر کو دیکھا صفدر نے آہستہ سے ایکسٹو کا لفظ کہا اور مچھیرے کے چہرے پر پھیلی حیرت یک لخت دور ہوگئی وہ ایک طرف ہو گیا۔اور صفدر سر جھکا کر جھونپڑی میں داخل ہو گیا تھوڑی ہی دیر بعد اسے ایک دوسری کہانی سنا رہا تھا اھر کیپٹین شکیل کی موٹر سائیکل کافی دور تک چلی گئی لیکن توازن سنبھلتے ہی اس نے موٹر سائیکل روک دی لیکن کیپٹین شکیل نے اپنا فاؤنٹن پن نکال کر اس کی کمر سے لگا دیا اور اسے پستول کی دھمکی دے کر موٹر سائیکل چلانے پر مجبور کر دیا۔موٹر سائیکل سوار نے موٹر سائیکل دوبارہ بھگانا شروع کر دیا کیپٹن شکیل اسے ایک گلی میں لے گیا اور پھر ایک ہی مکے سے موٹر سائیکل سوار کو بے ہوش ہونے پر مجبور کر دیا اب موٹر سائیکل کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے گلیوں میں بھگا رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ کہاں جائے کیوں کہ اس میک اپ میں کسی ہوٹل میں جانا پولیس کے ہاتھوں میں جانے کے مترادف تھا اور دوسری جگہ اس کے علم میں نہیں تھی آخر کار موٹر سائیکل اس نے ایک سڑک پر چھوڑ دی اور خود پیدل

گلیوں میں چلنے لگا چلتے چلتے جب وہ تھک گیا تو اس نے ایک گلی میں ایک مکان کے دروازے پر دستک دی دروازہ فوراً کھل گیا۔ کھولنے والا صورت سے کوئی بد معاش نظر آرہا تھا۔

کیا بات ہے ؟ وہ آدمی غرایا۔

میرے پیچھے پولیس لگی ہوئی ہے مجھے پناہ دو کیپٹن شکیل نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

پولیس۔ اچھا اندر آجاو۔ اس آدمی نے راستہ چھوڑ دیا۔

صدر دروازے کے آگے ایک تنگ سی گلی تھی کیپٹن شکیل اس آدمی کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ گلی سے گزر کر وہ ایک بہت بڑے ہال میں آگئے یہاں میزیں بچھی ہوئی تھیں جن پر جوا کھیلا جا رہا تھا کیپٹن شکیل اس اتفاق پر حیران تھا کہ کس طرح وہ خود بخود ایک خفیہ جوئے خانے میں آنکلا گروہ اس کے سردار کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر فی الحال وہ پولیس کے پھندے سے بچ جائے گا وہ شخص ہال میں سے گزر کر پھر ایک راہداری میں گھس گیا کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھا۔ راہداری سے چلتے چلتے وہ شخص ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس کے دروازے پر دستک دی۔

آجاؤ۔ ایک غراہٹ آمیز آواز آئی۔

دروازہ کھل کر کیپٹن شکیل اور وہ شخص اندر گیا۔

اندر ایک لمبی چوڑی میز کے پیچھے ایک ☆☆☆☆بھاری بھرکم شخص بیٹھا تھا میز پر شراب کی بوتل کھلی پڑی تھی۔ اس شخص کی آنکھیں سرخ تھیں۔ کیا بات ہے بوٹو یہ کون ہے ؟ اس بھاری بھرکم آواز نے پوچھا کیپٹن شکیل نے اس سردار کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا کیوں کہ وہ پہچان گیا تھا کہ یہ نیویارک کا مشہور غنڈہ "جیگر"

ہے جسے نیویارک کی پولیس کانپتی ہے اور جیگر اس کا دوست تھا چند سال پہلے جب وہ ایک ملٹری آپریشن کے لئے یہاں موجود تھا تو ایک موقع پر اتفاقی طور پر اس نے جیگر کی جان بچائی تھی۔ چنانچہ جیگر اس کا ممنون تھا وہ کافی دن جیگر کے ساتھ ایک ہوٹل میں بھی رہا جیگر اس ہوٹل کا مالک تھا لیکن اس کے اس خفیہ اڈہ کا پتہ کیپٹن شکیل نہیں تھا یہ تو اتفاق کہ وہ یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

جناب یہ شخص غیر ملکی ہے اور پولیس سے بچنے کے لئے یہاں آیا ہے۔ بوٹو نے مؤدب ہو کر جواب دیا۔

تمہارا دماغ خراب ہے جو ہر شخص کو اس جگہ لے آتے ہو، ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی سی آئی ڈی کارندہ ہو جیگر غرایا۔

نہیں جناب بوٹو سے سی آئی ڈی کا کوئی کارندہ چھپا ہوا نہیں۔

میں سی آئی ڈی کا کارندہ نہیں ہوں جیگر کیپٹن شکیل نے اطمینان سے کہا جیگر نے جیسے ہی اپنا نام سنا بری طرح چونکا اور جیگر کے ساتھ ساتھ بونو بھی بری طرح چونک اٹھا۔

تم میرا نام کیسے جانتے ہو ؟ جیگر کی آنکھیں کیپٹن شکیل پر جمی ہوئی تھیں اس کی آنکھوں کی سرخی بڑھتی جا رہی تھی کیپٹن شکیل نے جواب دینے کی بجائے بونو سے ایمونیا کی بوتل لے آنے کو کہا۔

جیگر میں میک اپ میں ہوں، اس لئے تم مجھے نہیں پہچان سکے ایمونیا کی ایک بوتل منگواؤ پھر مجھے پہچان جاؤ گے میں تمہارا دوست ہوں۔

کیا نام ہے تمہارا۔ جیگر نے کاٹ کھانے والے انداز میں پوچھا۔

شکیل جس نے آج سے پانچ سال پہلے پیرا ڈائز ہل پر تمہاری جان بچائی تھی۔

اوہ شکیل ہو۔۔ ٹھیک ہے تمہارا جسم اس سے ملتا ہے لیکن چہرہ خیر تم ہی کہہ رہے ہو کہ تم میک اپ میں ہو پھر اس نے بونو کو ایمونیا کی بوتل لانے کو کہا بونو نے اسی کمرے کی ایک الماری سے ایمونیا کی بوتل سے منہ دھویا اور پھر رومال سے پونچھ ڈالا اب وہ اپنی اصلی شکل میں تھا جیگر نے اسے دیکھتے ہی خوشی کا نعرہ لگایا اور کرسی سے اٹھ کر کیپٹن شکیل کو گلے سے لگالیا تم یہاں کیسے پہنچے ہو اس نے حیرت سے پوچھا اور کیپٹن نے من گھڑت کہانی سنا کر جیگر کو مطمئن کر دیا۔

ادھر جولیا کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا فوری طور پر تو وہ ایک کار کے پیچھے رینگ گئی تھی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کدھر جائے کیوں کہ پولیس کی سیٹیاں اور پٹرول کاروں کے سائرن سے پورا علاقہ گونج اٹھا تھا۔اب چیکنگ کا دائرہ ہر لمحہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا تھا جولیا تیزی سے ایک کار سے دوسری کار کے پیچھے رینگ رہی تھی یہ بھی غنیمت تھا کہ وہ جگہ اس پورے علاقے کی پارکنگ پلیس تھی اس لئے سینکڑوں کی تعداد میں کاریں کھڑی تھیں جولیا نے جیسے ہی ایک کار کی سائیڈ سے سر نکالا اسے سامنے ہی دو سپاہی اپنی طرف آتے نظر آئے وہ فوراً کار کی دوسری طرف مڑ گئی اس نے ایک لمحہ کے لئے سوچا اور پھر کار کے دروازے کے ہینڈل پر زور دیا اتفاق سے کار لاک نہیں تھی اس لئے فوراً دروازہ کھل گیا۔جولیا تیزی سے پچھلی سیٹوں کے درمیان دبک گئی اور دروازہ آہستہ سے بند کر دیا وہ سپاہی تو گزر گئے لیکن اب ہر طرف سپاہیوں کے بھاری بوٹوں کی آوازیں آس پاس ہر چہار طرف سے آنی شروع ہو گئیں اب جولیا حیران تھی کہ وہ کیا کرے کیوں کہ کب تک یہاں پڑی رہتی اگر کار کے مالک آئے تو وہ فوراً گرفتار ہو جائے گی لیکن اب باہر نکلنے کا بھی موقع باقی نہیں رہا تھا کیوں کہ اب تو پولیس کے قدموں کی آوازیں اسے مستقل کار کے ارد گرد آنی

شروع ہو گئی تھیں۔اس لئے وہ تن بہ تقدیر وہیں دبکی پڑی رہی اچانک اس کار کا دروازہ کھلا اور ایک شخص ڈرائیور کی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا اور پھر کار آہستہ آہستہ رینگنے لگی جولیا نے دل ہی دل میں خدا کا شکریہ ادا کیا کہ کار والا اکیلا تھا اگر اس کے ہاتھ دوسرے لوگ ہوتے تو وہ فوراً پکڑے جاتے اب کار کھلی سڑکوں پر آگئی تھی اس کی رفتار بھی کافی تیز تھی جولیا نے آہستہ سے سیٹوں سے باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔اس نے دیکھا کہ کار چلانے والا ایک خوش پوش نوجوان تھا جو بڑے اطمینان سے کار چلا رہا تھا۔

اسے شائد معلوم نہیں تھا کہ وہ پولیس کی مطلوبہ مجرمہ کو اپنے ساتھ لئے جارہا ہے جولیا اب آئندہ کے متعلق سوچنے لگی کیوں کہ اس باران کے ساتھ عجیب وغریب واقعہ پیش آیا تھا،

نہ جانے کیپٹن شکیل اور صفدر کہاں ہوں گے اچانک کار ایک کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی جولیا دوبارہ سیٹوں میں دبک گئی کار آہستہ آہستہ پورچ میں جا کر رک گئی نوجوان نے کار کا دروازہ کھولا اور سیٹی بجاتا ہوا کوٹھی میں داخل ہو گیا،جولیا آہستہ سے باہر نکلی اور کوٹھی کے صدر دروازے سے باہر نکل گئی اب وہ سوچ رہی تھی کہ کہاں جائیں اور پولیس سے کس طرف بچے ایک لمحہ کے لئے اس نے سوچا کہ رات کسی غیر معروف ہوٹل میں گزار دے لیکن اسے معلوم تھا کہ پولیس سب سے پہلے ہوٹلوں کو چھانے گی آخر اس نے یہ سوچا کہ کسی کوٹھی میں paying guests بطور کے رہ پڑے گی نیویارک میں paying guests کا رواج عام تھا اس لئے جولیا نے نزدیک ہی ایک کوٹھی کا رخ کیا تین چار کوٹھیاں پھرنے کے بعد آخر کار اسے ایک معقول جگہ مل گئی اب کوٹھی میں وہ ہر طرح محفوظ ہو گئی۔عمران کیمرہ کاندھے پر لٹکائے دوبارہ پہاڑی پر چڑھنے لگا اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔وہ جلد از جلد پہاڑی پر پہنچنا چاہتا تھا تقریباً ایک گھنٹے کی لگاتار چڑھائی

کے بعد وہ پہاڑی کی دوسری طرف ایک بہت بڑا میدانی علاقہ تھا جس میں جابجا بڑے بڑے ٹیلے تھے درمیاں میں بل کھاتی ہوئی ایک سڑک موجود تھی عمران سڑک پر چلنے لگا اچانک اسے خیال آیا کہ یہاں کے لوگوں نے پیراشوٹ اترتے ضرور دیکھے ہوں گے اس لئے اگر انہوں نے یہاں کی پولیس کو اطلاع دے دی تو پولیس یہ تمام علاقہ چھان مارے گی اور عمران ان حالات میں کسی طور پولیس کے ہاتھوں میں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن کافی دیر چلنے کے باوجود اسے کوئی پولیس مین نظر نہیں آیا اب اسے اطمینان ہو گیا کہ یا تو شائد کسی نے پیراشوٹ اترتے نہیں دیکھا اگر دیکھا ہے تو اطلاع نہیں دی یا یہاں عموماً پیراشوٹ اترتے رہتے ہوں گے اس لئے کسی نے توجہ نہیں دی بہر حال جو کچھ بھی ہوا اس کے لئے صورت حال فائدہ مند تھی وہ تیزی سے سڑک پر چلتا گیا اب وہ میدان ختم ہو گیا تھا اور دور تک کھیتوں کا سلسلہ نظر آتا تھا عمران کے کپڑے بھی اسی اثناء میں سوکھ گئے تھے اس لئے اب وہ چلنے میں زیادہ تیزی پیدا کر سکتا تھا وہ سوچ رہا تھا نہ جانے کیپٹن شکیل، صفدر اور جولیا پر کیا گزری ہو گی چلتے چلتے وہ ایک گاؤں میں پہنچ گیا یہاں آکر اسے معلوم ہوا کہ یہ امریکہ کا ایک دور افتادہ گاؤں ہے اور نیویارک یہاں سے تقریباً دو سو میل ہے یہاں سے نزدیک ترین شہر 40 میل تھا اب وہ جلد از جلد اس شہر میں پہنچنا چاہتا تھا آخر اسے ایک شخص ایسا مل گیا جو اپنی ویگن پر سبزی لے کر شہر جا رہا تھا۔ عمران بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد وہ لوگ شہر پہنچ گئے عمران سیدھا ایک ہوٹل میں گیا وہاں جا کر اس نے کھانے کا آرڈر دیا اور کھانے کا انتظار کا وقت کاٹنے کے لئے اس نے اخبار اٹھا لی لیکن پہلے صفحے پر نظر پڑتے ہی وہ چونک اٹھا کیوں کہ اس میں دو مردوں اور ایک عورت کا ائیر پورٹ سے پر اسرار افراد کا حال دیا ہوا تھا کہ کس طرح وہ پولیس کو جل دے کر غائب ہو گئے اور انتہائی کوششوں کے باوجود اب

تک ان کا پتہ نہیں چل سکا اس میں ان کے کسی چوتھے ساتھ کے متعلق بھی لکھا ہوا تھا اخبار میں ان تینوں کے حلئے بھی درج تھے۔ جس سے عمران سمجھ گیا کہ یہ شکیل، صفدر اور جولیا ہیں وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تینوں نیویارک میں کہاں چھپے ہوں گے حالانکہ اخبار میں تو درج نہیں تھا لیکن وہ سمجھ گیا کہ طیارہ کے پائلٹ نے پولیس کو اطلاع دی ہو گی اور وہ تینوں مقامی پولیس سے بچنے کے لئے فرار ہو گئے ہوں گے۔ ان حالات میں اب اس کے لئے اور بھی ضروری ہو گیا تھا کہ وہ جلد از جلد نیویارک پہنچے اور حالات کو سنبھالے کیونکہ کل سے میٹنگ شروع ہو رہی تھی۔ ویٹر کھانا لے آیا تو اس نے بھی جلدی جلدی کھانا کھایا اور بل ادا کر کے باہر نکل آیا ہوٹل کے باہر ایک پبلک بوتھ تھا عمران اس میں گھس گیا اور ڈائر کٹری سے ائیر پورٹ انکوائری نمبر دیکھ کر اس نے ائیر پورٹ انکوائری کو رنگ کیا یہ اس کی انتہائی خوش قسمتی تھی یا محض ایک اتفاق کہ دس منٹ کے بعد ایک فلائٹ نیویارک جا رہی تھی وہ فوراً ٹیکسی پکڑ کر ائیر پورٹ روانہ ہو گیا اور تقریباً 45 منٹ بعد وہ نیویارک کے ہوائی اڈے پر اتر رہا تھا یہ چونکہ ایک مقامی سروس تھی اس لئے کسی نے بھی اس سے پاسپورٹ چیک نہ کیا اور وہ اطمینان سے چلتا ہوا ائیر پورٹ کی بلڈنگ سے باہر آگیا۔ اب وہ فوراً C-I-B کے سربراہ سے ملنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ کل کی میٹنگ کی سربراہی بھی C-I-B ہی کر رہی تھی چنانچہ اپنی آمد کی اطلاع بھی انہیں دینی تھی۔ اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو بھی ڈھونڈنا تھا اس لئے اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو منکن روڈ پر چلنے کو کہا منکن روڈ پر ایک بہت بڑی عمارت میں C-I-B کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

عمران یونہی کمرے میں داخل ہوا تو اسے ایک چوکیدار نے دروازے پر ہی روک لیا۔

اے مسٹر تم اندر کہاں جا رہے ہو،

چوکیدار کی آواز میں تلخی نمایاں تھی۔

اپنی خالہ کے گھر جارہاہوں تمہاری کوئی دھونس ہے عمران اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔

تمہارادماغ خراب ہے۔ چلوبھاگو یہاں سے چوکیدار حیرت سے اس خوش پوش شخص کودیکھ رہاتھا۔

کیوں کیامیرے خالو مسٹر کاپل اس گھر میں نہیں رہتے، عمران نے جسم کولچکاتے ہوئے کہا۔

مسٹر کاپل۔

ہاں ہاں مسٹر کاپل وہی موٹے سے بند گلے کی جیکٹ پہنے اور نیلے رنگ کا مفلر پہنتے ہیں منہ میں ہر وقت پائپ رکھتے ہیں وہی تو ہیں میرے خالو، عمران تیزی سے بولتا چلا گیا۔

مسٹر کاپل ہیں تو سہی مگر یہ دفتر ہے گھر نہیں،

چوکیداراب نرم پڑ گیا۔

چلو گھر نہ سہی دفتر ہی سہی تم کاپل صاحب کو جاکر کہو کہ آپ کا بھتیجا عمران آیاہے دیکھو کیسے بلاتے ہیں ہمیں۔

اگر نہ بلایااور مجھے ڈانٹ پڑ گئی تو۔

چوکیدار شش وپنج میں بولا۔

اگر نہ بلایاتو سوروپے دوں گااور اگر بلایاتوروپیہ تم مجھے دینا۔

چوکیداراب بھی شش وپنج میں تھاعمران کی خوش پوشاکی کو دیکھ کر وہ جاناچاہتا تھالیکن اس کی باتیں اسے کوئی مخبوط الحواس ثابت کرتی تھیں بہرحال چند لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد وہ اندر چلا گیاعمران گیٹ سے گزرنے والی لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹیاں بجارہاتھااور ایک لڑکی کو تواس نے باقاعدہ آنکھ ماردی لڑکی مسکرائی اور رک

گئی۔ مگر عمران اس دوران دوسروں کو آنکھ مارنے میں مشغول ہو گیالڑکی کے چہرے پر حیرت کے آثار ظاہر ہوئے اور وہ سر کو جھٹکتے ہوئے اندر چلی گئی چند لمحے بعد چوکیدار واپس آگیااور عمران کو اندر چلنے کو کہا۔

میرے سوروپے تو دوشرط لگی ہوئی ہے کوئی مذاق ہے عمران اڑ گیاچوکیدار نے دانت نکال دیئے اور عمران ایک چھوٹانوٹ اس کے ہاتھ میں رکھتا اندر چلا گیا۔ چوکیدار ایسے دیکھ رہاتھا جیسے ساتویں عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔ اندر عمران آرام سے مسٹر کاپل سے باتیں کررہاتھامسٹر کاپل بڑی مشکل سے آپ تک پہنچاہوں عمران نے اسے تمام واقعہ بتاتے مسٹر کاپل کو کہا۔

میں نے ابھی اپنے ساتھیوں کوڈھونڈناہے معلوم نہیں کہ وہ کہاں پریشانی کے عالم میں ہوں گے۔ آپ براہ مہربانی مسٹر کاپل پولیس کوان کے بارے میں خاص ہدایات جاری کردیں۔

وہ تو ہو جائے گا مگر عمران صاحب وہ کیمرہ کیساتھا جس کے لئے اتنابڑاہنگامہ ہوا،

مسٹر کاپل نے پائپ کو منہ سے لگاتے ہوئے سوالیہ انداز سے کہا،

یہ میں میٹنگ میں ہی بتاسکوں گا،

اچھااجازت عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

مسٹر کاپل احتراماًاٹھ کھڑے ہوئے اور اپناہاتھ آگے بڑھایامگر عمران انتہائی لوفرانہ انداز سے سیٹی بجاتاہوااان کے اٹھتے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز کرتے ہوئے باہر چلا گیااور مسٹر کاپل چند لمحے تک حیران کھڑے رہے۔

یہ ایک سجا سجایا اور خاصہ وسیع وعریض میٹنگ ہال تھا تمام حفاظتی انتظامات کیئے گئے تھے چودہ ملکوں کے چار
نمائندگان موجود تھے ایک کاؤنٹر پر عمران کے ساتھ جو لیا، صفدر اور شکیل بیٹھے ہوئے تھے عمران کے چہرے
پر حماقت کی تہیں انتہائی گہری تھیں امریکہ کے مسٹر کاپل اس میٹنگ کے صدر تھے۔

چنانچہ افتتاحی تقریر بھی انہوں نے کی۔

حضرات یہاں ان چودہ ملکوں کے نمائندگان موجود ہیں جن کے ملکوں میں "ماکازونگا" کی تنظیم نے جو حشر
برپا کر دیا ہے یہ دہشت انگیز اور تخریب پسند تنظیم ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہی لیکن ہم نے
تہیہ کیا ہوا ہے کہ اس نام نہاد تنظیم سے جو یقیناً غنڈوں اور قاتلوں پر مشتمل ہے کسی حالات میں بھی شکست
نہیں مانیں گے ہم چاہتے ہیں کہ مشترکہ طور پر کوشش کر کے اس کالی اور بھیانک تنظیم کی جڑیں اکھاڑ دی گئی
ہیں اس سلسلہ میں آپ سب حضرات کو یہاں مل بیٹھنے کی تکلیف دی گئی ہے تاکہ آپ سب مل کر اس بارے
میں کوئی فیصلہ کریں۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے،

اس کے بعد برطانیہ کا کوئی نمائندہ ہولی گریپ کھڑا ہوا۔

معزز حضرات۔

جیسے مسٹر کاپل نے آپ کے سامنے وضاحت کی ہے "ماکازونگا" ایک انتہائی بھیانک تنظیم ہے اس سلسلے میں
کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں 'میرے ملک میں بھی ماکازونگا نے تباہی مچائی تھی ہم نے پوری کوششوں کے بعد
قدرے قابو پالیا ہے ہم دراصل اس کے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں تھے ہمارے جاسوسوں نے ہمیں اطلاع دی
ہے کہ ان کا ہیڈ کوارٹر ایشیا کے کسی ملک میں ہے اور یہ تنظیم ایشیائی غنڈوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے میرے

خیال میں ہمیں دائرہ تحقیق میں شامل کرنا چاہیئے ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ جاپان کا نمائندہ اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

صاحب صدر مسٹر ہولی گریپ نے آپ کے سامنے ابھی ابھی جو کچھ کہا ہے میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں
انہوں نے ایشیا پر الزام ہے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ تنظیم ایشیا کی نہیں یورپ کی ہے یورپ کے
سفید فارم ہی اس قسم کے ذہنی مریض ہوتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا اس آپس کی لڑائی کی وجہ سے سارے ہال میں افراتفری مچ گئی میٹگ ایشیا اور یورپ
دو گروہوں میں بٹ گئی ہر شخص اپنے بری الذمہ قرار دے رہا تھا کہ صاحب صدر نے میز بجائی۔ جب لوگ
ذرا خاموش ہوئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ مسٹر ہولی گریپ نے ہمارے ایشیا کے معزز
نمائندے پر بغیر کسی ثبوت کے الزام لگا کر ☆☆ رجحان کی نشاندہی نہیں کی ہم سب یہاں برابر میں ہمیں
بجائے آپس میں لڑنے کے ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے اس بٹوراے سے (ماکازونگا) کو براہ راست فائدہ
ملے گا اس لئے آپ حضرات اس علاقائی تعصب کی سطح سے بلند ہو کر کوئی ٹھوس پروگرام بنائیں میں ایشیا کے
معزز ملک کے معزز نمائندے مسٹر عمران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے می ں ایوان کو کوئی
معلومات بہم پہنچائیں گے سب کی نظریں عمران کی طرف اٹھیں لیکن عمران اس طرح سر جھکائے میز کو دیکھ
رہا تھا اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ اب سب لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہونے لگی جو لیا کا
چہرہ ندامت سے سرخ پڑتا گیا لیکن عمران کی حالت میں کوئی فرق نہ آیا آخر تنگ آکر صفدر نے اس کے پہلو

میں چٹکی بھری اور عمران یکدم سے ایسے اچھل پڑا جیسے کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔اب تو ہال میں دبے دبے قہقہے بلند ہونے لگے۔

کیا بات ہے یہ سب لوگ ہنس کیوں رہے ہیں۔ عمران نے عجیب نظروں سے سب کو دیکھتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جولیا نے جھنجلا کر کہا۔

چچ چچ، برا ہوا یہ کہہ کر عمران نے اپنا سر پھر میز پر جھکا لیا۔

عمران صاحب میں نے آپ سے کچھ عرض کیا ہے۔

آخر مسٹر کاپل کو دوبارہ بولنا پڑا۔

عمران نے یکدم چونکتے ہوئے کہا عرض کرو۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس تنظیم کے متعلق اپنے خیالات پیش کرو۔

معاف کیجیئے میں کسی ہوٹل کا ویٹر نہیں کہ لوگوں کو چیزیں پیش کرتا پھروں۔

عمران نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

اور مسٹر کاپل اور دوسرے مندوبین ایک دوسرے کی طرف سے اس طرح دیکھنے لگے جیسے یا تو ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے یا عمران کا۔

مسٹر عمران یہ ہمارے ملک کے وقار کا سوال ہے۔آپ مذاق چھوڑ دیں یہ انتہائی سنجیدہ میٹنگ ہے آخر کیپٹن شکیل نے اسے سمجھایا۔

اچھا اگر تم کہتے ہو تو میں سنجیدہ ہو جاتا ہوں عمران نے آخر کار ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

بری بات ہے انتظار کرنا۔انتظار صرف صنف نازک کا کیا جاتا ہے۔ مسٹر کاپل۔

عمران ایکسٹو سے تمہاری شکایت کروں گی۔

جولیا نے انتہائی غصے کے عالم میں کہا۔

ارے تو کیا میں اس سے دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر عمران نے یکدم جیب سے پستول نکال لیا۔اور نالی کا رخ صاحب صدر مسٹر کاپل کی طرف کر دیا۔

ہینڈز اپ مسٹر کاپل خبردار اگر حرکت کی تو۔

سارا ہال یکدم ہکا بکا رہ گیا، سب سراسیمہ ہو کر اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے جولیا اور صفدر بھی ایک لمحہ کے لئے گھبرا گئے لیکن کیپٹن شکیل کے پستول کا رخ بھی مسٹر کاپل کی طرف ہو گیا۔

مسٹر عمران کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ میری توہین ہے۔

میں اسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔

آپ برداشت کریں یا نہ کریں آپ غلط حرکت نہ کریں۔

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

کیپٹن شکیل تم مسٹر کاپل کی تلاشی لو اور دیکھئے جس صاحب نے بھی مداخلت کی میں بے دریغ گولی مار دوں گا۔

کیپٹن شکیل مسٹر کاپل کی پشت پر پہنچ گیا اس نے مسٹر کاپل کی جیب سے ایک چھوٹا سا سیاہ بکس اور ایک ریوالور نکال لیا سیاہ بکس کو دیکھتے ہی مسٹر کاپل نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن شکیل کے ریوالور سے ایک شعلہ لپکا اور مسٹر کاپل کے عین دل پر رنگین سا سوراخ کرتا گیا مسٹر کاپل فرش پر گر پڑے۔

اب عمران نے تمام مندوبین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ سب حضرات اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں میں ابھی اس معاملہ کی وضاحت کر دیتا ہوں لیکن ایک بار پھر میں آپ سب لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کوئی صاحب مداخلت کرنے کی کوشش نہ کریں۔

پھر عمران نے جولیا اور صفدر کو حکم دیا کہ وہ ریوالور لے کر مختلف کونوں میں جائیں اور سب پر نظر رکھیں جو بھی مشتبہ حرکت کرے فوراً اسے گولی مار دیں تمام مندوبین گم سم اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے ان سب کے چہرے زرد تھے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

حضرات آپ سب کی حیرت بجا ہے لیکن یہ مسٹر کاپل اصلی مسٹر کاپل نہیں ہیں۔

عمران کے اس انکشاف نے سب کو اور بھی بوکھلا دیا وہاں ہال میں ہلکی ہلکی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔

سنیئے حضرت آپ کو ثبوت چاہیئے میں ابھی آپ کو دکھا دیتا ہوں اس نے ایک سیکورٹی گارڈ کی طرف اشارہ کر کے کہا،

ایمونیا کی بوتل لاؤ۔

گارڈ چند لمحے بعد ایمونیا کی بوتل لے آیا۔

کیپٹن شکیل ایمونیا کی بوتل سے مسٹر کاپل کا منہ دھو ڈالو۔

کیپٹن شکیل نے ایمونیا سے مردہ مسٹر کاپل کا منہ دھونا شروع کر دیا۔

میک اپ اترنا شروع ہو گیا اب مسٹر کاپل کے بجائے ایک اور شخص کا چہرہ سامنے آگیا۔

دیکھئے حضرات آپ سب نے ملاحظہ فرما لیا کہ یہ مسٹر کاپل نہیں ہیں۔

آپ کو ان پر شک کیسے ہوا۔

انڈونیشی مندوب نے عمران سے سوال کیا۔

صبر کریں میں سب کچھ آپ کو تفصیل سے بتا رہا ہوں۔

اس کے بعد ممبران نے سفر کے دوران پیش آنے والا واقعہ ممبران کو تفصیل سے بتایا۔

تو حضرات جب میں مسٹر کاپل کے پاس ملنے کے لئے گیا تو میں نے نوٹ کیا مسٹر کاپل مجھے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے چونکے اس کے بعد میرے کاندھے پر لٹکے ہوئے کیمرے کو دیکھ کر ان کے چہرے تشویش کے آثار نمایاں ہوئے اس سے میں کچھ کھٹک گیا کیوں کہ اگر وہ اصل مسٹر کاپل ہوتے تو انہیں میرے اس واقعہ کا کیسے علم ہو گیا، اس کے علاوہ آج میٹنگ کے دوران ان کا ہاتھ بار بار جیب میں جا رہا تھا۔ اور مسٹر کاپل کو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ بات کرتے وقت ہمیشہ اپنے بائیں کان کو مروڑتے رہتے ہیں، یہ ان کی عادت بن چکی ہے اس مسٹر کاپل نے ان کی نقل کرنے کی کوشش کی، لیکن بدقسمتی سے اسے یہ یاد نہیں رہا کہ مسٹر کاپل بائیں کان مروڑتے تھے یہ بھول کر دائیں کان کی لو بار بار مروڑ رہا تھا چنانچہ میں کافی دیر سے ان کی حرکات چیک کر رہا تھا۔ آخر مجھے یقین ہو یا اور اس کا نتیجہ آپ سب حضرات کے سامنے ہے آپ سمجھ چکے ہوں گے، کہ یہ ماکازونگا کا کوئی ایجنٹ ہے اصلی مسٹر کاپل کہاں گئے اس کا پتہ چلانا امریکی حکومت بہر حال میں آپ

سب سے استدعا کروں گا کہ آپ سب مل کر کسی اور کو صدر چن لیں تا کہ میٹنگ کی کاروائی چلتی رہے۔

ہمارے پاس وقت تھوڑا ہے اور ہم نے کام زیادی کرنا ہے یہ کہہ کر عمران اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگوں کے چہروں پر عمران کے لئے تحسین آثار تھے اور جولیا اور صفدر بے چارے اپنے رویہ پر شرمندہ تھے۔ عمران بہرحال عمران تھا۔

سب ممبروں نے متفقہ طور پر روسی مندوب ابلین براڈرے کو صدر چن لیا اور میٹنگ کی کاروائی دوبارہ شروع ہوئی،

ابلین براڈرے نے صدر بنتے ہی عمران کو مخاطب کیا۔

عمران صاحب اب سب کی نظریں آپ پر ہو لگی ہوئی ہیں آپ براہ مہربانی ہمیں اس کیمرے کے متعلق کچھ بتائیں کہ یہ کیا ہے اور کیوں اس کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے ؟

عمران نے کھڑے ہو کر وہ کمرہ کاندھے سے اتارا اس کے کے کور کو کھولا اس میں ایک عجیب ساخت کی مشین نکل آئی جو بظاہر تو کیمرہ معلوم ہو رہا تھا

لیکن اس کی ساخت انتہائی پیچیدہ تھی عمران نے ممبران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

حضرات یہ مشین جو بظاہر کیمرہ نظر آ رہی ہے، ایک انتہائی خطرناک مشین ہے جسے مجرموں نے بارہا استعمال کیا ہے۔

جب میں نے اپنے ملک میں ماکازونگا کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا تو میں اس مشین کو اڑانے مین کامیاب ہو گیا اس کو آپ ہائی پاور ٹرانسمیٹر سمجھ لیجئے اسے صحیح طریقے سے آپریٹ کر کے آپ دنیا کے ہر ریڈیو پر گڑبڑ مچا سکتے ہیں اور اگر

چاہیں تو آپ کی آواز اس ٹرانسمیٹر سے پوری دنیا میں پھیل سکتی ہے اس قسم کی مشین سے ماکازونگا نے دنیا کی تمام نشریات جام کر دی تھیں یہ سائنس کا ایک نادر شاہکار ہے اس میں ایک انتہائی پیچیدہ نظام کام کر رہا تھا جو کام بڑی بڑی مشین بخوبی انجام نہیں دے سکتی۔ اسے یہ ہلکی پھلکی سی مشین باآسانی انجام دے لیتی ہے، اور پھر اسے جہاں چاہیں جب چاہیں آپریٹ کر سکتے اور اس کا پتہ چلانا انتہائی دشوار ہے کیوں کہ جب تک آپ تحقیق کریں گے یہ مشین اس جگہ سے سینکڑوں میل دور چلی گئی ہو گی۔ اب آپ کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہو چکا ہو گا۔

کیا آپ اسے آپریٹ کر سکتے ہیں۔ جرمنی کے مندوب نے سوال کیا۔ جی ہاں میں نے دس دن تک اس پر تحقیقات کی ہیں اور اب میں بخوبی اسے آپریٹ کر سکتا ہوں۔

جاپانی مندوب نے کھڑے ہو کر عمران سے سوال کیا یہ کہ ٹھیک ہے کہ یہ چیز انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اس کا ہمارے قبضہ میں آجانا نیک فال ہے لیکن ہو سکتا ہے اس قسم کے دیگر سیٹ ابھی تک ماکازونگا کے قبضے میں ہوں گے، چنانچہ اس صورت میں یہ ہمارے لئے بے کار ثابت ہو گی۔

آپ کا کہنا بجا ہے لیکن اس کا ایک اور بھی فائدہ ہے کہ اس میں میری تحقیقات کے مطابق ایسا نظام موجود ہے کہ اگر اس قسم کے دیگر سیٹ سے اگر کوئی کال نشر کی جائے تو ہم اس کا محل وقوع کا بخوبی پتہ چلا سکتے ہیں چنانچہ پچھلے دنوں اس پر جب ایک کال نشر کی گئی تو میں اس وقت اس مشین پر کام کر رہا تھا۔ میں نے اس سے اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا۔

ہیڈ کوارٹر کا پتہ،

سب چونک اٹھے۔

جی ہاں میں نے ماکازونگا کے ہیڈ کورٹر کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔

سب ممبران ہکا بکا رہ گئے۔ وہ سب راشتیاق نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے ان سب کے چہروں پر انتہائی تحسین کے آثار نظر آرہے تھے چند یورپین ممبروں کے چہروں پر خجالت کے اثرات بھی صاف معلوم ہو رہے تھے کیوں کہ وہ لوگ مشرق کو ہمیشہ سے نکما اور کند ذہن سمجھتے آرہے تھے لیکن اب وہ دیکھ رہے تھے کہ مشرق ان سے بازی لے جارہا تھا۔

صفدر اور جولیا کی گردن فخر سے اکرتی چلی جارہی تھی اور جولیا تو عمران کو ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جس مین بے پناہ پیار ظاہر ہوتا تھا لیکن کیپٹن شکیل ویسے سپاٹ کا سپاٹ بیٹھا ہوا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دنیا کی کوئی عجیب سی عجیب خبر یا انکشاف اس کے لئے نیا نہیں ہے اس کے چہرے کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ سب کچھ پہلے سے ہی جانتا ہو۔

عمران صاحب ذرا جلدی بتایئے۔

ماکازونگا کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے کیوں کہ اب ہم اپنے اشتیاق پر قابو نہیں پا سکتے۔

ملائیشیا کے نمائندے نے کہا۔

ماکازونگا کا ہیڈ کوارٹر براعظم افریقہ کے جنگلوں میں کسی جگہ واقع ہے۔

عمران نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

افریقہ میں، تقریباً سب ممبروں کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز نکلی،

لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ ان بھانک تنظیم کا ہیڈ کوارٹر افریقہ میں ہے۔

صدر نے پوچھا۔

اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ مشین آپ کو مہیا کر سکتی ہے دیکھیئے میں آپ کے سامنے اسے آپریٹ کرتا ہوں پھر آپ کو اس کا ثبوت مل جائے گا یہ کہہ کر عمران نے اس مشین کے ایک سوئچ کو دبایا فوراً مشین میں مختلف چھوٹے چھوٹے رنگین بلب جل اٹھے عمران نے ایک بٹن کو پش کیا تو ایک ہلکی ہلکی آواز اس میں سے نکلنے لگی سب لوگ غور سے اس آواز کو سن رہے تھے کوئی شخص دوسرے کو ہدایات دے رہا تھا کہ فراز قبیلے کو فوراً ختم کر دیا جائے کیوں کہ وہ لوگ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ آواز آنی بند ہو گئی اور عمران نے ای ک سوئچ دبا کر مشین بند کر دی۔

لیکن اس مین تو کہیں افریقہ کا ذکر نہیں آیا۔

برطانیہ کے ہولی گریپ نے فوراً اعتراض کیا۔

معاف کیجئے گا مسٹر ہولی گریپ میں۔۔۔۔۔!

میرا نام چولی گریپ نہیں بلکہ میرا نام ہولی گریپ ہے۔

صفدر اور شکیل چولی گریپ کے لفظ پر پوری طرح مسکرا پڑے۔

ایک بار پھر معاف کیجئے گا مسٹر ہولی گریپ،

مجھے نام سے نہیں ہے یہ بتایئے گا آپ کو اس میٹنگ میں بھیجا کس نے ہے۔

کیا مطلب، ہولی گریپ سٹپٹا گیا۔

میں نے گریک میں گفتگو نہیں کی جو آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں امید ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ اپنے کسی قابل و☆☆ کو بھیجے گا۔

آپ میری توہین کر رہے ہیں۔

ہولی گریپ پھٹ پڑا اور اوہو بری بات آپ غصے میں آ رہے ہیں۔

بات یوں ہے کہ آپ نے اس گفتگو کے دوران جو اس ٹرانسمیٹر رہوئی ہے لفظ فرازر قبیلہ سنا ہو گا،

فرازر قبیلہ دراصل افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ایک قبیلہ ہے یہ قبیلہ آدم خور ہے امید ہے کہ آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ ماکازونگا کا ہیڈ کوارٹر افریقہ میں ہے۔

یہ کہہ کر عمران بیٹھ گیا۔

ہال میں اس انکشاف پر تبصرے ہونے لگے اور عمران، جولیا سے مخاطب ہو کر بولا اب تو خوش ہو۔

اور جولیا مسکرانے لگی۔

آخر کار صدر نے سب ممبروں کو مخاطب کر کے کہا۔

حضرات عمران صاحب کے اس انکشاف سے اب آپ لوگوں کو یہ تو یقین ہو گیا ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر یہاں ہے چنانچہ اب میرا خیال ہے کہ ایک پارٹی ترتیب دی جائے جس میں سب ملکوں کے جاسوس ہوں اور عمران صاحب کی قیادت میں جا کر اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دے۔

سب نے تائید میں ہاتھ اٹھائے۔

لیکن عمران نے افریقہ جانے سے یکسر انکار کر دیا۔

میرا کام ختم ہو گیا ہے چند مجبوریوں کی وجہ سے میں افریقہ نہیں جا سکتا۔ اب یہ کام آپ لوگوں کو خود کرنا ہو گا۔

صفدر اور جولیا حیران رہ گئے لیکن کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ اس میں بھی عمران کی غرض پوشیدہ ہو گی کافی اصرار کے باوجود عمران نہیں مانا باقی ملکوں کے چیدہ چیدہ جاسوسوں پر مشتمل ایک پارٹی ترتیب دی گئی، اور میٹنگ ختم ہو گئی۔

جولیا آج بہت عرصے بعد خوش تھی کیوں کہ کافی عرصے بعد وہ آج ایک بار پھر ساحل سمندر پر تفریح کر رہی تھی سیکرٹ سروس میں آنے کے بعد تفریح کے بہت کم مواقع پیش آئے تھے کیوں کہ کام ہی اتنا ہوتا تھا کہ تفریح کے لیے وقت ہی نہیں ملتا تھا۔

آج میٹنگ ختم ہو گئی تھی اور کل سب نے اپنے وطن واپس روانہ ہونا تھا۔ عمران کے منع کرنے کے بعد جولیا ،صفدر کو لے کر ساحل سمندر کی طرف نکل آئی تھی عمران نے اسے کہا تھا کہ وہ محتاط رہیں کیوں کہ ماکازونگا کے ایجنٹ یہاں ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہم میں سے کسی کو نقصان پہنچائیں لیکن جولیا نہ مانی آخر کار عمران کو ہار ماننی پڑی اور جولیا، صفدر کو لے کر چلی گئی۔

عمران، کیپٹن شکیل کے ساتھ اپنے ایک دوست کی ملنے چلا گیا جولیا ساحل سمندر پر ہر فکر سے آزاد خوب اچھل کود کر رہی تھی،

کافی دیر بعد صفدر اور جولیا ٹہلتے ٹہلتے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ کافی دور تک نکل گئے یہاں ہر طرف سکون ہی سکون تھا صفدر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور ارد گرد کا نظارہ کرنے لگا اور جولیا ٹہلتے ٹہلتے اور آگے نکل گئی، صفدر اسے جاتا دیکھ کر ایک چٹان کے پیچھے جولیا اس کی نظروں سے او جھل ہو گئی اور صفدر جولیا کے متعلق سوچنے لگا جو اپنا ملک چھوڑ کر اب اس کے ملک کے ایک اہم عہدے پر فائز تھی صفدر کو اس کی دلیری اور زہانت پر اعتماد تھا حالانکہ وہ سوئیس تھی لیکن اب اس کے ملک کی باشندہ تھی اب صفدر کا وطن ہی اس کا وطن تھا اور اس کو اپنے نئے وطن سے اس طرح محبت تھی جس طرح صفدر کو اس چیز میں نہ پہلے کسی قسم کا شک تھا اور نہ اب ہے، سب اس کی حب الوطنی کے دل دارہ تھے۔ ایکسٹو کے ساتھیوں میں وہ قابل اعتماد ساتھی گنی جاتی تھی ابھی اس کی سوچ ☆☆☆ ہوا اور خیالات کی وادیوں میں سرپٹ دوڑ رہی تھی کہ ایک چیخ نے اسے چونکا دیا ایک لمحے کے لئے تو وہ کچھ نہ سمجھا لیکن اچانک دوسری چیخ بلند ہوئی صفدر سمجھ گیا کہ یہ چیخیں جولیا کی ہیں وہ تیزی سے اس ٹیلے کی طرف بھاگا فاصلہ کافی تھا لیکن صفدر نے انتہائی تیزی سے اسے عبور کر لیا۔ ٹیلے پر چڑھتے ہی اس نے دیکھا کہ ایک عربی لباس پہنے ایک شخص نے جو شکل سے بھی بدو ہی نظر آ رہا تھا جولیا کو پیچھے سے پکڑ رکھا تھا اور وہ اپنے کشاں کشاں ساحل کے پاس کھڑی ایک لانچ کی طرف گھسٹ رہا تھا۔ اور جولیا بھرپور جدوجہد کر رہی تھی لیکن وہ بدو انتہائی طاقتور تھا۔ صفدر کے قریب پہنچتے پہنچتے وہ جولیا کو لانچ میں ڈالنے میں کامیاب ہو گیا صفدر نے ریوالور نکال کر فائر کر دیا لیکن شائد گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ میں نشانہ خطا گیا اور لاونچ تیزی سے مسندر میں دوڑ پڑی تھی صفدر اندھا دھند گولیاں چلا رہا تھا، لیکن جلد ہی لانچ پستول کی رینج سے باہر نکل گئی اب صفدر پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا لیکن آس پاس اور کوئی لانچ نہ تھی کچھ دیر بعد

میں لانچ نظروں سے غائب ہو گئی اور صفدر ہاتھ ملتا رہ گیا اسے اپنی بے بسی پر شدید غصہ آ رہا تھا لیکن اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ماکازونگا کے ایجنٹ اتنی دلیری سے جولیا کو لے اڑیں گے اب صفدر وک سوائے عمران کو رپورٹ

دینے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

صفدر نے جیسے ہی جولیا کے اغوا کی خبر سنائی عمران بوکھلا گیا۔ وہ کیپٹن شکیل اور صفدر کو لئے سیدھا ساحل سمندر پر پہنچا وہاں ادھر ادھر کافی تحقیقات کی گئی ہیں لیکن اس پر پراسرار بدو اور لانچ کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

عمران نے مقامی سی آئی ڈی اور پولیس کو اطلاع دی اور تمام نیویارک کی پولیس میں اس اغوا کی خبر سے تہلکہ مچ گیا کیوں کہ مندوبین کی حفاظت ان کے وقار کا سوال تھا تمام نیویارک کی ناکہ بندی کر لی گئی ریڈیو سے تمام شہریوں کو بھی مطلع کر دیا گیا جولیا کا حلیہ بھی نشر کیا گیا کہ اگر کسی بھی شہری کو اس کا پتہ ہو تو فوراً پولیس کو اطلاع دے لیکن اتنی بھرپور تگ و دو کے باوجود بھی جولیا کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ رات کو جب عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل مایوس اور دل گرفتہ واپس ہوٹل پہنچے تو کاونٹر کلرک نے انہیں لفافہ دیا۔

یہ آپ کے نام ہے۔

کاونٹر کلرک نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا،

عمران نے لفافہ لے کر حیرت سے اسے دیکھا وہ لفافہ دستی بھیجا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

یہ کون دے گیا ہے، عمران نے سوال کیا۔

دوپہر کو ایک نوجوان شخص دے گیا تھا کہ مسٹر عمران جب بھی آئیں انہیں پہنچا دیا جائے۔

عمران نے کمرے میں جاکر لفافہ کھولا اور اس میں موجود رقعہ پڑھنے لگا۔

مسخرے عمران تمہاری ساتھی جولیا ہمارے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی ہے ہم نے اسے بطور یرغمال بنا رکھا ہے تاکہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے خلاف کوئی کام نہ کریں ورنہ مس جولیا کو قتل کرکے اس کی لاش تہارے پاس بھیج دی جائے گی یہ کاروائی صرف حفظ ماتقدم کے طور پر کی گئی ہے۔

ورنہ "ماکازونگا" کا تم جیسے مچھر کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ "ماکازونگا" عظیم قوت ہے عمران نے خط پڑھ کر ایک طویل سانس لی اور پھر خط صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

شام کی فلائٹ سے وہ تیوں واپس وطن جا رہے تھے۔

سر رحمان نے برقی گھنٹی کا بٹن زور سے دبایا باہر برآمدے میں گھنٹی کی آواز سنائی دی اور فوراً ایک باوردی چپڑاسی حاضر ہوا۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض کو سلام کہہ لو۔

تھوڑی دیر بعد سپرنٹنڈنٹ فیاض کیپ ٹھیک کرتا ہوا رحمان صاحب کے دفتر میں پہنچ گیا اور جاکر سلام کیا۔

بیٹھو رحمان صاحب نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

فیاض چپکے سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عمران آج کل کیا کر رہا ہے۔

معلوم نہیں جناب، فیاض نے آہستہ سے کہا تمہیں اس کی رہائش گاہ کا پتہ ہے۔

سر رحمان نے غور سے فیاض کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جی 'اور فیاض کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا کہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ سر رحمان کو فیاض اور عمران کے تعلقات کا بخوبی علم ہے پھر رحمان صاحب فیاض سے عمران کی رہائش گاہ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

سر رحمان فیاض کی حیرت کو بھانپ گئے۔

فوراً کہنے لگے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ آج کل مسٹر عمران کی رہائش گاہ کہاں ہے ؟

وہیں اپنے فلیٹ میں جناب۔

اچھا تو دیکھو میں سپیشل وارنٹ جاری کر رہا ہوں۔

تم ہر حالت میں عمران کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔

"عمران" کو اور فیاض کو حیرت کا ایک اور شدید دھچکا لگا۔

ہاں ہاں عمران کو اور کیا تمہارے باپ کو۔

سر رحمان کو غصہ آگیا۔

اور فیاض حیرت سے ہونٹ کاٹتا رہ گیا کیوں کہ سر رحمان نے آج پہلی بار ایک غیر حاضر بات منہ سے نکالی تھی۔

آج تک ان کے منہ سے اس قسم کا کوئی کلمہ نہیں سنا تھا۔

یہ لو وارنٹ گرفتاری اور مجھے گرفتاری کے متعلق فوراً رپورٹ کرو اس کی گرفتاری ہر حالت میں ضروری ہے" سر رحمان نے وارنٹ دیتے ہوئے کہا۔

اور فیاض وارنٹ لے کر حیران وپریشان کمرے سے باہر نکل آیا چند لمحے تو وہ حیرانی کے عالم میں برآمدے میں کھڑا وارنٹ کو دیکھتا رہا پھر حیرت پر جوش آگیا۔ آج قسمت نے اسے ایک سنہری موقع دیا ہے اس کی مدت سے یہ خواہش تھی کہ وہ عمران کو کسی طرح نیچا دکھائے یہ لمحہ اسے اس کاغذ کے پرزے نے بخش دیا تھا وہ فوراً اپنے کمرے میں آیا۔اس نے وارنٹ کو اچھی طرح پڑھا تھا وارنٹ پر سیکرٹری وزارت دفاع کے دستخط تھے اب عمران کسی طرح بھی نہیں بچ سکتا تھا۔اس نے عمران کو فلیٹ پر ٹیلی فون کیا وہاں سے اسے سلیمان نے بایا کہ صاحب باہر چلے گئے ہیں۔

اس نے سوچا کہ آج کل عمران ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں زیادہ دیکھا جاتا ہے چنانچہ اس نے چند سپاہیوں کو ساتھ لیا اور ٹپ ٹاپ نائٹ کلب روانہ ہو گیا۔

ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے وسیع وعریض ہال میں عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر کے ساتھ ایک میز پر بیٹھا قہقہے لگا رہا تھا اس کی احمقانہ حرکتیں تمام ہال کو ہنسنے پر مجبور کر رہی ہیں اس وقت وہ ہال میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر کے چہرے ندامت سے سرخ پر جاتے تھے اچانک فیاض چار سپاہیوں کو ساتھ لیتے لئے ہال میں داخل ہوا اس نے ایک لمحے کے لئے چاروں طرف دیکھا اسے کونے میں عمران میز پر اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھا نظر آیا عمران کو دیکھ کر فیاض کی آنکھوں میں چمک آگئی اور پھر وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

عمران نے جیسے ہی فیاض کو چار سپاہیوں سمیت ہال میں داخل ہوتے دیکھا وہ کھٹک گیا کہ آج ضرور کوئی خاص بات ہے اور جب وہ عمران کی طرف بڑھنے لگا تو عمران بلند آواز میں جل تو جلال تو کا ورد کرنے لگا سب لوگ

بے تحاشہ ہنس رہے تھے لیکن فیاض کے چہرے پر کرختگی کے آثار ابھر آئے وہ عمران کے پاس آکھڑا ہو گیا۔ عمران باقاعدہ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کہو سوپر مزاج تو اچھے ہیں۔

عمران تم نے آج تک میرا مذاق اڑایا ہے لیکن میں آج تم سے سب بدلے چکالوں گا فیاض نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب آج تو بہت ناراض نظر آتے ہو عمران نے فیاض کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

عمران میں تمہیں گرفتار کرنے آیا ہوں یہ وارنٹ ہے۔

کیوں مزاق کرتے ہو یار میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے میرے دوست۔

لیکن فیاض نے سنی ان سنی کرتے ہوئے ساتھ آئے ہوئے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا اسے گرفتار کر لو۔

سپاہی عمران کی طرف بڑھا۔

اب عمران کے چہرے پر سنجیدگی چھانے لگی اس نے غور سے فیاض کی طرف دیکھا اور کہا۔

اچھا تو تم مجھے گرفتار کرنے آئے ہو تمہیں کس نے میری گرفتاری کا آرڈر دیا ہے عمران نے سپاہی کو ہاتھ سے روکتے ہوئے کہا۔

سر رحمان نے۔فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔

والد صاحب نے آخر کیوں؟

میں کچھ نہیں جانتا، میں تو تمہیں ہر حالت میں گرفتار کروں گا تم نے آج تک مجھے بہت ستایا ہے۔ آج میری باری ہے۔۔

یار سوپر کچھ پرانی دوستی کا ہی لحاظ کرو۔

مجھے معاف کردو۔

عمران نے دفعتاً لجاحت آمیز لہجے میں کہا۔

ان کی اس بات چیت کی بھنک ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے کانوں میں بھی پڑی تھی وہ سب بھی حیران تھے۔

دیکھو عمران میرا وقت نہ ضائع کرو میں تمہیں کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتا فیاض نے اکڑتے ہوئے کہا۔

صفدر اور شکیل صاحب چپ چاپ بیٹھے صورتحال کا اندازہ کر رہے تھے۔

فیاض نے سپاہی کی طرف دیکھتے ہی کہا۔

تم اسے ہتھکڑی کیوں نہیں لگاتے ؟

اور سپاہی آگے برھا۔

رک جاؤ۔۔ دیکھو فیاض میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں تم چلے جاؤ ورنہ بعد میں جو کچھ ہو گا اس کی ذمہ داری بھی تم پر ہو گی۔

میں ہر ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہوں مگر تمہیں آج ضرور گرفتار کروں گا۔

اچھا ایک منٹ رک جاؤ مجھے چائے پینے دو اور میں نے ایک ضروری ٹیلی فون کرنا ہے اتنا تو کم از کم تم رعائت کر سکتے ہو۔

عمران نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

اچھا تمہاری خاطر میں چند منٹ اور بھی رک سکتا ہوں میں دیکھو اگر تم نے میری ذات کے ساتھ کسی قسم کا دھوکہ کیا تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ فیاض نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

وہ بڑے فاخرانہ انداز سے ہال پر نظریں دوڑا رہا تھا۔

عمران نے ویٹر کو چائے لانے کا آرڈر دیا اور خود ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلیفون پر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ہیلو میں عمران بول رہا ہوں۔

جی ہاں میجر رفیقی سے ملا دیں۔

سلام علیکم میجر صاحب سب ٹھیک ہے، کیپٹن شمیم، کیپٹن سرور اور ملٹری پولیس کے چاروں آدمیوں کے نام پر فیاض چونکا۔

کچھ نہیں ایک اور کام ہے یہ کہہ کر وہ چائے پینے میں مشغول ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی اس نے فیاض کے ہاتھ سے وارنٹ لے کر دیکھا اس پر سیکرٹری وزارت دفاع سر سلطان کے دستخط تھے۔ اس نے ایک زور کی ہوں کی اور پھر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔

چند منٹ بعد ہال میں کیپٹن اور چار ملٹری پولیس کے آدمی داخل ہوئے تمام ہال انہیں دیکھ کر چونک گیا لیکن وہ سیدھے عمران کے پاس آتے ہی بڑھے اور پھر عمران کے پاس آتے ہی ان سب کی ایڑیاں بج گئیں اور سلوت کرنے کے بعد وہ اٹینشن پوزیشن میں کھڑے ہو گئے۔

دیکھو کیپٹن شمیم ذرا فیاض صاحب کو بتاؤ کہ میں کون ہوں یہ میری گرفتاری کے ورانٹ لے کر آئے ہیں۔

کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر فیاض کے ہاتھ سے وارنٹ لے لیا۔

اسے پڑھا اور پھر فیاض کو دیتے ہوئے کہا۔

دیکھیئے مسٹر فیاض آپ تشریف لے جائیں آپ صدر مملکت کے جاری کردہ وارنٹ پر بھی مسٹر عمران گرفتار نہیں کر سکتے یہ تو ☆☆☆ کا جاری کردہ ہے بس اسی سے آپ ان کی پوزیشن کا اندازہ کر لیں اور اگر آپ نے اس سلسلے میں کوئی بات کی تو میں آپ کو گرفتار کر لوں گا۔

اور فیاض بے بسی سے ہونٹ کاٹتا ہوا واپس مڑ گیا۔

اور کوئی حکم جناب۔

کیپٹن شمیم نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں بس جاؤ۔

عمران نے شان بے نیازی سے کہا۔

اور کیپٹن شمیم اور اس کے ساتھ عمران کو سلوٹ کرنے کے بعد واپس مڑ گئے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ انتہائی حیران تھے اور وہ لوگ سرگوشیوں میں عمران کی پوزیشن کا اندازہ لگا رہے تھے۔

عمران نے بل ادا کیا اور پھر صفدر اور شکیل سمیت ہال سے باہر نکل گئے۔

عمران صوفے پر بیٹھا اونگھ رہا تھا اسے اونگھنا ہی کہیں گے کیونکہ عمران ٹانگیں صوفے پر رکھے اکڑوں حالت میں بیٹھا تھا۔ دونوں ہاتھ تھوڑی کے نیچے دیئے ہوئے تھے آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور عمران صوفے سے اچھل کر فرش پر آ گرا لیکن پھر فوراً کپڑے جھاڑتا زیر لب کچھ بڑبڑاتا اور ریسیور اٹھا کر بولا۔

ہیلو میں سولا چندر رولا چند شکر قند والا بول رہا ہوں۔

سوری رانگ نمبر آواز آئی اور عمران نے ریسیور کو آنکھ مارتے ہوئے واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

حماقتیں عمران کی فطرت بن چکی تھیں وہ ایسے وقت میں بھی حماقتوں سے باز نہ آتا جبکہ ان کا سرے سے کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

اب بھی ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر وہ جان بوجھ کے نیچے جا گرا۔ اور پھر غلط پتہ بتا کر ٹیلی فون کرنے والے کو تنگ کیا اس کی بلا سے چاہے کال کتنی اہم کیوں نہ ہوتی عمران اپنی فطرت سے مجبور تھا۔

گھنٹی ایک بار پھر زور سے بجی عمران نے ریسیور اٹھایا۔

ہیلو عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی آکسن سے بات کریں۔

بھائی جان میں ثریا بول رہی ہوں، ادھر سے ثریا کی آواز ابھری۔ خدا کرے سدا بولتی رہو، جگ جگ جیو، عمران نے بڑی تیزی سے بوڑھیوں کی طرح آواز کو جھکا کر کہا۔

پلیز بھائی جان تنگ نہ کیجیئے ضروری بات ہے۔

ثریا کیا تمہارا دماغ خراب ہے فون پر کیسے تنگ ہو سکتی ہو۔ فون نہ ہوا شکنجہ ہو گیا۔

بھائی جان پلیز ایک بات تو سنو۔

بولو۔

بھائی جان دو تین روز سے ابو جان عجیب عجیب حرکتیں کر رہے ہیں، سخت الجھن میں ہوں۔

حرکتیں کیا مطلب کیا بندر کی طرح ناچتے ہیں۔

بھائی جان مجھے شک پڑتا ہے کہ ابو جان اصلی بالکل نہیں ہیں۔

کیا مطلب اب والد صاحب بھی بناسپتی ہونے لگے۔

ثریا تمہیں شرم آنی چاہیئے کہ اپنے والد کے متعلق تم ایسا کہہ رہی ہو۔

سنیئے تو سہی آپ کو معلوم ہے کہ ابو جان سوتے وقت ہمیشہ ایک گلاس دودھ بغیر میٹھا ڈالے پیتے ہیں لیکن دو تین دن سے ابو جان ایسا نہیں کر رہے حالانکہ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کل ماموں جان آئے تو ابو جان اسے پہچان نہ سکے۔

پگلی یہ سب تیرا وہم ہے ابو جان آج کل مصروف ہوں گے اس لئے دماغ ذرا پریشان رہتا ہو گا۔ اور پریشانی میں کبھی کبھی انسان کی دعادتوں میں فرق آجاتا ہے عمران نے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

لیکن عمران کے چہرے پر سلوٹیں نمودار ہونے لگیں اس نے سوچا ثریا ٹھیک کہتی ہے مجھے وہاں جا کر چیک کرنا چاہیئے کیوں کہ ابو جان کے دشمن ہزار ہیں۔ اور آج کل ماکازونگا نے ملک میں تہلکہ برپا کیا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی چکر ماکازونگا نے ہی چلایا ہو۔

یہ سوچ کر اس نے جلدی سے کپڑے پہنے اور اپنی کار کوٹھی کی طرف دوڑا دی۔

دروازے پر کھڑے پٹھان چوکیدار نے اسے دیکھا تو بولا۔

خیر چھوٹے صاحب آج ادھر کیسا راستہ بھول پڑے۔

خان بس ویسے ہی دل چاہا سو چا ذرا اماں جی سے بھی ملاقات ہو جائے گی تم سناؤ خوش ہو۔

جی آپ کی دعا سے ہم خریت بخیریت ہیں۔

پٹھان نے نسوار سے لپے ہوئے کالے دانت نکالے۔

اور عمران آنکھیں بند کرتا ہوا کار آگے نکال کر لے گیا، کار کھڑی کر کے جب وہ آگے بڑھا تو ثریا اسے گیلری ہی میں مل گئی۔

ہیلو بھائی جان۔

نہ سلام نہ دعا ملتے ہی ہیلو یہ کیا انگریزیت ہے۔ اماں بی کہاں ہیں۔

شکر ہے آج آپ کو اماں بی کا خیال تو آیا اندر ہیں۔ اور عمران سیدھا اندر چلا گیا۔

اندر اماں بی جائے نماز پر بیٹھیں دعا مانگ رہی تھیں اور یہ تمام دعا عمران ہی کے بارے میں تھی دعا مانگتے مانگتے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ ماں کی محبت دیکھ کر عمران کا دل بھر آیا اور وہ وہیں ماں

کے قدموں کے پاس بیٹھ گیاماں نے عمراں کو دیکھتے ہی، عمران کہہ کر اسے سینے سے لگالیا عمران کو ایسے
محسوس ہوا جیسے وہ صحراؤں میں بھٹکتے بھٹکتے کسی نخلستان میں پہنچ گیا ہو جہاں ٹھنڈی چھاؤں ہے، محبت اور
شفقت کا میٹھا چشمہ بہہ رہا ہے۔ عمران کی والدہ عمران کو سینے سے لگائے رو رہی تھی اور عمران چپ چاپ
آنکھیں بند کر کے ان کے سینے سے لگا ہوا تھا ۔ جیسے چھوٹا سا بچہ ہو جب والدہ کے دل کا بخار اتر گیا تو اب انہیں
عمران پر غصہ آگیا انہوں نے پاس پڑی ہوئی چپل اٹھائی اور پھر عمران کے سر پر چپلیں تڑاتڑ بجنی شروع
ہو گئیں، لیکن عمران ایسے ہی بیٹھا تھا جیسے چپلیں نہ ہوں پھول برس رہے ہوں۔

نامراد تو مجھے مار کر چھوڑے گا مجھ پر کسی کو رحم نہیں آتا نہ تجھے نہ تیرے باپ کو تم دونوں ہی میری جان کے
دشمن ہو جب ان کے ہاتھ تھک گئے تو ایک بار پھر انہوں نے عمران کو لپٹا لیا۔

آخر ثریا بول پڑی۔

اماں جان اب چھوڑیئے بھی بھائی جان سے ہمیں بھی کوئی بات کر لینے دو۔اور اماں بی نے آنسو پونچھتے ہوئے
عمران کو علیحدہ کر دیا۔اور عمران ابو جان سے ملنے کا بہانہ کر کے اٹھ گیا۔ ثریا نے بات کرنے کی کوشش کی
لیکن وہ سیدھا والد صاحب کے کمرے میں گھس گیا سر رحمان ایک آرام دہ کرسی پر آنکھیں بند کئے ہوئے
لیٹے ہوئے تھے، عمران کے اندر آنے سے وہ چونک پڑے عمران سیدھا جا کر ان کے قریب پڑی کرسی پر بیٹھ
گیا اس کے والد چند لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر انہوں نے پوچھا کیسے آئے۔

بس آپ کو سلام کرنے حاضر ہوا تھا۔

آپ نے میری گرفتاری کے وارنٹ کیوں جاری کئے تھے۔اس کی آخر کیا وجہ تھی۔

اوپر سے احکام آئے تھے لیکن فیاض نے تمہیں گرفتار کیوں نہیں کیا۔

اباجان آپ کو معلوم ہے کہ میں فیاض کے بس کا روگ نہیں۔ پھر آپ نے خواہ مخواہ فیاض کو بھیج کر اس کی
بے عزتی کرائی۔ تم نے فیاض کی بے عزتی کی یہ تم نے اچھا نہیں کیا تم نے فیاض کی نہیں بلکہ براہ راست میری
بے عزتی کی ہے۔

سر رحمان کو غصہ آگیا۔

اور آپ نے بھی تو میرے وارنٹ جاری کر کے میری بے عزتی کی۔ عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

شٹ اپ نکل جاؤ میں دیکھ لوں گا تمہیں۔

میں آپ کے سامنے موجود ہوں آپ ابھی دیکھ لیں۔

میں کہتا ہوں نکل جاؤ تم ناخلف اولاد ہو اچھا ہوتا اگر تم پیدا ہی نہ ہوتے۔

اگر میں پیدا نہ ہوتا تو آپ وارنٹ کس کے طرح جاری کرتے۔

اور سر رحمان کو اتنا شدید غصہ آگیا کہ وہ کچھ بول نہ سکے۔

اباجان سر ذوالفقار آپ کو پوچھ رہے تھے۔

اچھا۔۔اچھا۔۔۔ تمہیں کہاں ملے تھے۔

بار میں بیٹھے میرے ساتھ شراب پی رہے تھے۔

اور یہ کہہ کر عمران کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا ثریا باہر دروازے سے لگی ان کی باتیں سن رہی تھی۔

ثریا کی بچی یہ تمہیں کیا بری عادت ہے چھپ چھپ کر باتیں سننا اخلاقی جرم ہے۔

آپ نے اباجان کے متعلق کیا سوچا۔

ثریاان کی بات کاٹ کر بولی۔

اباجان۔۔۔اباجان۔۔۔ہی ہیں۔۔۔سوچنا۔۔۔۔کیا۔۔۔اور یہ کہتے ہوئے عمران پورٹیکو کی طرف چلا گیا۔اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار کوٹھی سے باہر نکل گئی۔

عمران کی کار تیزی سے سر سلطان کی کوٹھی کی طرف بھاگ رہی تھی۔ صبح اسے پتہ چلا کہ سر سلطان کسی اہم مشن پہ ملک سے باہر گئے ہیں۔اب وہ یقیناًواپس آچکے ہوں گے۔ عمران نے ان سے اپنے وارنٹ کے متعلق پوچھنا تھا۔چند لمحوں بعد اس کی کار سر سلطان کے پورٹیکو میں کھڑی تھی۔اپنے آنے کی اطلاع کرا کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا، تھوڑی دیر بعد سر سلطان اندر آگئے۔

کہو عمران کیسے آئے،

آپ سے لڑنے۔

مجھ سے لڑنے تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے۔

جی ہاں کھوپڑی میں ہے آج ہی میں نے آئینے میں دیکھا ہے۔

عمران کم از کم کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔

پہلے تو یہ بتایئے کہ میں نے آپ کا کیا قصور کیا تھا کہ آپ نے میرا اسپیشل وارنٹ نکلوا دیا۔

میں نے کوئی وارنٹ جاری نہیں کیا۔

سر سلطان حیران ہوتے ہوئے بولے۔

کمال ہے وارنٹ پر آپ کے دستخط تھے۔والد صاحب نے فیاض کو دے کر مجھے ہر حالت میں گرفتار کرانا چاہا۔

حیرت ہے مجھے تو علم ہی نہیں میں تو کل شام سے ہی باہر گیا ہوا تھا۔

ابھی آیا ہوں۔

ہوں۔۔۔اچھا چلیں آپ والد صاحب کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیں۔

سر رحمان کے وارنٹ گرفتاری کیوں۔

میں جو کہہ رہا ہوں۔

تمہارا دماغ خراب ہے آخر کوئی وجہ تو ہو۔

کیامیرا کوئی کہنا کوئی وجہ تو ہو۔

کیامیرا کہنا کوئی وجہ نہیں۔

مجھے بتلاؤ تو سہی کیا بات ہے مسٹر عمران آخر وہ تمہارے والد ہیں۔

میں سب کچھ آپ کو بعد میں بتلادوں گا۔اب آپ فوراًان کی گرفتاری کے وارنٹ ایشو کریں۔

اگر تم کچھ نہیں بتاتے تو میں وارنٹ ایشو نہیں کرتا۔ سر سلطان نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

دیکھیئے آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ میں یہ آرڈرز ایشو کرا سکتا ہوں لیکن میں آپ کو ہر معاملے میں عزت دیتا ہوں۔اس لئے آپ مہربانی کر کے میری بات مانیں اور وارنٹ ایشو کر دیں۔

اچھا جیسے تمہاری مرضی لیکن اس کی تمام تر ذمہ داری تمہیں اٹھانی پڑے گی۔

سر سلطان نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

میں ہر قسم کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار ہوں آپ یہ وارنٹ جاری کر کے میرے فلیٹ میں پہنچادیں۔ ٹاٹا

اور عمران بغیر ہاتھ ملائے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا اور سر سلطان ششدرہ کے بیٹھے رہے۔

آج ماکازونگا کے سلسلے کی ایک اہم میٹنگ تھی جس میں زیر داخلہ سر سلطان، سر رحمان پولیس کے اعلی آفیسران کے ساتھ ایکسٹو بھی منہ پر نقاب ڈالے موجود تھا میٹنگ ہال کی نگرانی اور حفاظت کے خاص انتظامات کئے گئے تھے۔ چاروں طرف ملٹری پولیس کا پہرہ تھا اور ہال میں بھی چاروں طرف ملٹری پولیس کے سپاہی ریوالور ہاتھ میں لئے چوکنے تھے کھڑے تھے سر سلطان نے ماکازونگا کی کارروئیوں پر مشتمل رپورٹ پڑھی، اب ایکسٹو سے کہا گیا کہ وہ نیویارک میں بین الاقوامی میٹنگ کی کارروائی سنائے۔

ایکسٹو نے غرائی ہوئی آواز میں کہا کہ میں کارروائی پیش کرنے سے پہلے ایک اور بات کا تصیفہ کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر ایکسٹو نے اشارہ کیا اور ملٹری پولیس کے سپاہیون نے سر رحمان کو ریوالوروں کے گھیرے میں لے لیا، سر رحمان گھبرا گئے۔ وزیر داخلہ اور دیگر اعلی افسران انتہائی حیران ہو گئے وزیر داخلہ نے ایکسٹو سے کہا،

یہ کیا حرکت ہے آپ نے سر رحمان کی توہین کی ہے آپ جواب دہ ہوں گے۔

ایکسٹو نے اسی لہجہ میں جواب دیا۔

کہ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا یہ سر رحمان نہیں بلکہ ماکازونگا کے خاص ایجنٹ ہیں۔

ماکازونگا کے ایجنٹ۔

تمام ممبران کے منہ سے اکٹھا نکلا۔

مسٹر ایکسٹو تم مجھ پر غلط الزام لگا رہے ہو مجھ 35 سال ہو گئے اس حکومت کی خدمت کرتے ہوئے اور میری وفاداری پر آج تک کوئی حرف نہیں آیا اور آج آپنے سنگین الزام مجھ پر لگایا ہے۔

میں اس توہین کا بدلہ عدالت میں لوں گا،

سر رحمان بوکھلائے بول رہے تھے۔

ایکسٹو نے کوئی جواب نہ دیا اس نے ایک سپاہی کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ ایمونیا کی بوتل لے آیا سر رحمان کا زبردستی منہ دھلوایا گیا تو پلاسٹک میک اپ کی تہہ کے نیچے ایک اجنبی چہرہ برآمد ہو گیا اب تو وزیر داخلہ بھی چونک پڑے۔ پھر فوراً بولے۔

اصلی سر رحمان کہاں ہین۔

میں نے ان کی برآمدگی کے لئے اپنے ایجنٹ بھیجے ہیں امید ہے ابھی کہیں نہ کہیں سے اطلاع آجائے گی اور ایکسٹو کے اشارے سے سپاہی نقلی سر رحمان کو پوچھ گچھ کے لئے باہر لے گئے۔

آپ کو ان کے نقلی ہونے کیا پتہ کیسے چلا۔

آئی جی پولیس نے سوال کیا۔

میرے خاص ایجنٹ علی عمران نے جو سر رحمان کے صاحبزادے بھی ہیں مجھے اطلاع بھیجی ہے جس پر مزید تحقیقات کرنے سے ان کا نقلی ہونا پایہ ثبوت تک پہنچ گیا ہے اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

ایکسٹو نے جواب دیا۔

اتنے میں ملٹری پولیس کا ایک آدمی ایکسٹو کے قریب آیا اور اس نے ایک پرچہ اس کے حوالے کر دیا۔

ایکسٹو نے پرچہ کھول کر پڑھا اور اسے پڑھ کر جیب میں ڈال دیا۔

حضرات اصلی سر رحمان کا پتہ چل گیا ہے وہ قدرے زخمی ہیں اس لئے انہیں ملٹری پولیس کے سپیشل وارڈ میں پہنچا دیا گیا ہے۔

اب میں آپ کو بین الاقوامی میٹنگ کی کارروائی سے آگاہ کرتا ہوں ایکسٹو نے تفصیل سے بتایا۔

سب ممبران نے ماکازونگا کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل جانے پر خوشی کا اظہار کیا ایکسٹو نے انہیں بتایا کہ وہ علی عمران کی سرکردگی میں ماکازونگا کی سرکوبی کے لئے اپنے ایجنٹوں کی ایک ٹیم روانہ کر رہے ہیں اس تجویز سے سب نے متفقہ طور پر اتفاق کیا اور میٹنگ برخاست ہو گئی۔

سب نے جیپوں سے اتر کر سامنے حد تک پھیلے ہوئے بھیانک جنگل کو دیکھا اور ان سب کو پھریری سی آگئی خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ آئندہ ہونے والے واقعات کا تصور کر کے یہاں سے ان کی زندگی کا بھیانک باب شروع ہونا تھا نہ جانے پراسرار اور خوفناک جنگل میں کس طرح کے واقعات پیش آتے اور آیا وہ صحیح سلامت واپس اس جنگل سے نکل بھی سکیں گے یا نہیں، ایک عمران تھا جو ہر خطرے سے بے نیاز سامان اتروا رہا تھا اور جوزف اس کی تو حالت ہی عجیب تھی اس کے چہرے پر خوشیاں پھوٹ پڑ رہی تھیں جیسے کئی سالوں بعد کوئی شخص اپنے وطن واپس آیا ہو۔ صحیح معنوں میں جوزف شہر کی زندگی سے اکتا گیا تھا اس کا کبھی کبھی دل چاہتا تھا کہ وہ واپس جنگل کی آزاد فضاؤں میں چلا جائے جہاں نئی تہذیب کی بے غیرتی اور تکلف و تصنع سے پاک ایک آزاد ماحول ہوتا ہے لیکن وہ ایسا عمران کی وجہ سے نہ کر سکتا تھا کیوں کہ عمران سے اس کا لگاؤ اس کی ہر خواہش پر قابو پا لیتا تھا۔

عمران سے اسے ایک طرح کا عشق تھا اور یہ تھی بھی ایک حقیقت عمران اس کی زندگی کا جزو بن چکا تھا گریٹ باس عمران کی منفرد خصوصیات کا گرویدہ کر دیا تھا۔

اب قسمت نے اسے چند دن کے لئے دوبارہ موقع دیا تھا کہ وہ جنگل میں سانس لے سکے اس کے لئے اس کے چہرے پر خوشیاں پھوٹی پڑ رہی تھیں۔

بلیک زیرو ان سے تقریباً 4 میل آگے گھنے جنگل میں موجود تھا وہ کمپاس کے ذریعے سمت کا اندازہ کر رہا تھا تاکہ ٹیم کی مناسب رہنمائی کر سکے۔ بلیک زیرو کا کام دراصل سب سے کٹھن تھا کیوں کہ اسے جنگل میں اکیلے ہی سب آفتوں کا مقابلہ کرنا تھا لیکن عمران نے اس کی اس طرح ٹریننگ کی تھی وہ اب عمران کی طرح تقریباً ناقابل تسخیر بن چکا تھا اس میں اس کی اعلی صلاحیتوں اور حاضر دماغی کا بھی بہت دخل تھا۔

ساری ٹیم شکاریوں کے بھیس میں تھی ٹیم میں عمران، شکیل، صفدر، تنویر، ناشاد اور جوزف شامل تھے جولیا اغوا ہو جانے کی وجہ سے انہیں جولیا یاد آتی وہ سب افسردہ ہو جاتے سب کو موہوم سی امید تھی کہ جولیا واپسی میں ان کے ساتھ ہو گی بہر حال جولیا کی کمی انہیں بری طرح کھل رہی تھی۔

ان سب نے اپنے اپنے حصے کا سامان اٹھایا ہوا تھا۔ فالتو سامان جوزف کے کاندھوں پر تھا جسے وہ آسانی سے اٹھائے ہوئے تھا۔ ان سب کے پاس اعلی قسم کی مشین گنیں تھیں ایک جدید قسم کے ریوالور جن سے گولی کی بجائے چھوٹے چھوٹے راکٹ نکلتے تھے اور ایک راکٹ ایک چھوٹی توپ کے گولوں جتنی تباہی مچاتا تھا۔ دو مارر ائفلیں ان کے کاندھوں پر لٹکی ہوئی تھیں۔ ہینڈ گرنیڈ بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ جوزف کے پاس کافی مقدار میں ڈائنا سیٹ بھی موجود تھا چنانچہ وہ جدید اسلحہ سے پوری طرح لیس تھے۔

وہ سب عمران کی سرکردگی میں گھنے جنگل میں ایک چھوٹی سی پگڈنڈی پر چلے جارہے تھے تنویر بے چارہ انتہائی افسردہ تھااور عمران اسے بار بار چھیڑ دیتا،

تنویر نجانے جولیا کس حال میں ہو گی نہ جانے بے چاری زندہ بھی ہے یا نہیں۔

اور یہ کہتے کہتے عمران کے چہرے پر غم کی لہریں چھا گئیں۔

تنویر اب تک تو خاموشی سے سنتا چلا آرہا تھا لیکن آخر کب تک اس بات پر پھٹ پڑا۔

مریں اس کے دشمن وہ کیوں مرے مجھے پتہ ہے تم نے جان بوجھ کر اسے صفدر کے ساتھ بھیجا تھا، تم اس سے پیچھا چھڑانا چاہتے تھے،اور تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے لیکن یاد رکھنا اگر ہیڈ کوارٹر میں جولیا نہ ملی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

ہائے۔۔۔ہائے۔۔ پوری دادی اماں کی طرح بول رہے ہو جولیا کے عشق نے تمہیں بھی عورت بنا دیا یعنی من تو شدم تو من شدی والا چکر ہے۔

صفدر اور ناشاد عمران کی اس بات پر ہنس پڑے لیکن تنویر کا چہرہ بگڑتے دیکھ کر وہ چپ ہو گئے۔

تنویر کو از حد غصہ آگیا۔اس نے سامان پھینک دیا اور خود عمران پر جھپٹ پڑا۔ لیکن اس پیشتر کہ وہ عمران تک پہنچتا جوزف نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

مسٹر ماسٹر پر جھپٹنے سے پہلے مجھ سے دو دو ہاتھ کر لو۔ آؤ جلدی آؤ۔

اور تنویر نے غصے میں ایک مکا جوزف کو مار دیا اب تو جوزف کو بھی غصہ آگیا اور جھٹ سامان پھینک کر ایک زوردار لفٹ ہک تنویر کے منہ پر مارا اور تنویر دو فٹ اچھل کر زمین پر جا گرا اس کا چہرہ ضرب کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

عمران ہائے ہائے کرتا رہ گیا لیکن تنویر کو مکا پڑ چکا تھا۔اب عمران نے جوزف کو منع کیا اور تنویر کو بڑی مشکل سے صفدر اور کیپٹن شکیل نے سنبھالا اور وہ ایک بار پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

دوپہر کو جنگل کے ایک صاف قطعے میں انہوں نے کیمپ لگایا تاکہ کچھ تازہ دم ہو کر وہ آگے جائیں صفدر بندوق لے کر شکار پر نکل گیا جوزف اور تنویر اب تک ایک دوسرے کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر ایک ہرن مار کر لے آیا اور وہ لوگ کھانا پکانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ کیپٹن شکیل بندوق ہاتھ میں لئے ٹہلتا ہوا جنگل میں کافی دور نکل گیا۔

یہ پراسرار جنگل اپنے اندر کافی رنگینیاں لئے ہوئے تھا اونچے اونچے درخت اور پھر پرندوں اور جانوروں کا مسلسل شور اس کے کانوں کو بھلا محسوس ہو رہا تھا۔ کافی دور ٹہلنے کے بعد وہ واپس کیمپ کی طرف مڑ گیا ابھی وہ کیمپ سے دو سو گز دور تھا کہ اسے اپنی پشت پر زوردار دھماکوں اور درخت ٹوٹنے کی آوازیں آئیں اور زمین ہلنے لگی وہ فوراً پیچھے پلٹا تو اسے محسوس ہوا کہ بھاری بھر کم جانوروں کا ایک گروہ بھاگا چلا آرہا تھا، وہ سمجھ گیا کہ یہ دیو پیکر ہاتھیوں کا غول ہو گا خیمے میں بیٹھے ہوئے باقی ساتھی بھی ہڑ بڑا کر باہر نکل آئے تھے کیپٹن شکیل نے انہیں فوراً خیموں سے ضروری سامان نکال کر دور دور درختوں پر چڑھ جانے کا حکم دیا۔ لیکن گھبراہٹ میں وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکے جب بات ان کی سمجھ میں آگئی تو اتنی دیر میں ہاتھیوں کا ایک گروہ تیزی سے ان کے طرف

بھاگتا ہوا نظر آیا ان دیوؤں کے سامنے جو چیز بھی آتی خس و خاشاک کی طرح بکھرتی چلی گئی اب بھاگنے کا وقت نہ تھا لیکن کیپٹن شکیل اپنے ساتھیوں سے دو گز دور تھا۔ اس لئے پہلے زد میں وہی آتا لیکن وہ سنبھل کر کھڑا ہو گیا اس نے اپنی رائفل اٹھائی نشانہ لیا اور۔۔۔۔۔۔ سب سے آگے آنے والے ہاتھی کے ماتھے پر گولی چلادی اور بھاگتے بھاگتے لڑکھڑا کر گرا لیکن وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اب ہاتھیوں کی رفتار آہستہ ہو گئی انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ سامنے ان کے دشمن ہیں اور وہ فطری چالاکی سے ایک دائرہ بنا کر بھاگنے لگے ان سب کے آگے وہی ہاتھی تھا جس کے ماتھے پر گولی لگی تھی اس کے بھاگنے کی طرز سے پتہ چلتا تھا کہ گولی کارگر نہیں لگی۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو زبردست خطرے میں دیکھا تو اس نے اسے فوراً پیچھے بھاگ آنے کو کہا اس کے دوسرے ساتھی اتنی دیر میں نزدیک کے درختوں پر چڑھ چکے تھے لیکن کیپٹن شکیل نے ایک قدم بھی پیچھے نہیں اٹھایا وہ تن کر کھڑا ہو گیا اسے معلوم تھا کہ اگر ہاتھیوں کے سردار کو کسی طرح ختم کر دیا جائے تو یہ گروہ واپس بھاگ جائے گا چنانچہ اس نے رائفل اٹھا کر ایک اور فائر کیا لیکن رائفل پھس ہو کر رہ گئی شائد اس میں کوئی خرابی ہو گئی تھی اتنے میں ہاتھی بالکل نزدیک آ گئے تھے۔ اب موت کیپٹن شکیل کے بالکل سامنے تھی وہ ایک لمحے کے لئے جھجکا اور پھر اس نے رائفل کو نال سے پکڑ کر سامنے کر لیا اب وہ ہاتھیوں سے دست بدست جنگ کرنے کے لئے تیار تھا۔

عمران اتنی دیر میں بھاگتا کیپٹن شکیل کے پاس آ رہا تھا لیکن عمران کے پاس پہنچنے سے پہلے ہاتھیوں کے سردار نے کیپٹن شکیل پر حملہ کر دیا۔

عمران نے سردار کے پیچھے آنے والے ہاتھیوں پر ہینڈ گرنیڈ پھینک دیا۔ زبردست دھماکہ ہوا اور ہاتھیوں نے بوکھلا کر اپنا رخ پھیر دیا لیکن سردار ہاتھی اس دھماکہ سے نہ گھبرایا شاید وہ جوش انتقام سے پاگل ہو رہا تھا اس نے جیسے ہی شکیل پر حملہ کیا شکیل نے رائفل کا ہٹ گھما کر اس کی سونڈ پر مار دیا۔ اور خود اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا ہاتھی اپنے زور میں آگے چلا گیا۔ رائفل کا بٹ تو ضرور ٹوٹ گیا لیکن ہاتھی کی سونڈ بھی بری طرح زخمی ہو گئی۔

اب کیپٹن شکیل بالکل تنہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں صرف رائفل کی نال تھی۔ اور ہاتھی زخمی ہو کر اور بھی غضب ناک ہو گیا تھا، اب وہ پھر پلٹ کر حملہ کر رہا تھا عمران نے اسے پلٹتا دیکھ کر اس کی رائفل سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی لیکن وہ لڑکھڑاتے بھی شکیل کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اگر اب بھی کیپٹن شکیل اس کی زد میں آ جاتا تو کیپٹن شکیل کا ہاتھی کے پاؤں مین پس جانا یقینی تھا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے اچھل کر رائفل کی نال اسی کی آنکھ میں گھسیڑ دی اور ہاتھی چیختا ہوا ایک طرف بھاگا لیکن وہ چند گز کے فاصلے پر لڑکھڑا کر گرا دو تین بار تڑپا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا لیکن کیپٹن شکیل کی بہادری دیکھ کر عمران کے چہرے پر بھی تحسین کے تاثرات چھا گئے۔

کیپٹن شکیل کی بے مثل جرات اور بہادری سے ساری ٹیم کی جانیں بچ گئیں تھیں جوزف بھی کیپٹن شکیل کی بہادری کا پوری طرح مدح تھا۔ عمران کے بعد یہ دوسرا آدمی تھا جس سے جوزف متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا ساری ٹیم اپنا اپنا سامان اٹھائے ایک بار پھر اپنے سفر پر روانہ ہو چکی تھی، عمران رات کو ہی بلیک زیرو سے آئندہ راستے کی تمام پوزیشن لے چکا تھا۔ چنانچہ اب وہ آسانی سے اس راستہ پر جا رہے تھے۔ دو دن تک سفر کے دوران انہیں کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا لیکن دو دن کے سفر کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ وہ راستہ بھول چکے

ہیں۔کیوں کہ رات ہی بلیک زیرو نے عمران کو بتایا تھا کہ کمپاس کی ایک ڈگری غلطی سے اب وہ اپنی منزل مقصود سے کافی دور ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو کی یہ غلطی ایک بھیانک غلطی ایک بھیانک غلطی تھی۔ کیوں کہ اس پراسرار جنگل میں راستہ بھول جانے کا مطلب سوائے تباہی کے اور نہ تھا لیکن بلیک زیرو بھی آخر انسان تھا۔اب غلطی ہو چکی تھی عمران نے بلیک زیرو کو دوبارہ سمت ماپنے کو کہا اور اس کی ترمیم شدہ سمت بتانے پر وہ پوری ٹیم کو لے کر اس طرف چل پڑا۔ عمران سب سے پیچھے پیچھے صفدر سے باتیں کرتا ہوا آرہا تھا اچانک اسے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور پیشاپ کرنے کے بہانے ایک طرف جھاڑی میں چلا گیا۔

بلیک زیرو نے اسے بتایا کہ وہ بومی قبیلے کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں۔ عمران بومی کا لفظ سنتے ہی تشویش میں پڑ گیا کیوں کہ افریقہ کے جنگلوں میں بومی سب سے زیادہ وحشی اور آدم خور قبیلہ تھا۔

آج تک اس قبیلے سے بہت کم افراد ہی اپنی جانیں بچا سکے تھے۔ عمران نے بلیک زیرو کو کہا کہ وہ کنی کاٹ کر ان کے قافلے کے پیچھے چلا جائے تا کہ اگر ان کو کچھ ہو جائے تو بلیک زیرو بروقت ان کی مدد کر سکے اور خود اس نے ٹیم کو سارے واقعات بتا کر ہوشیار رہنے کو کہا کیونکہ اس قبیلے سے نپٹنا بڑا ہی مشکل تھا بہر حال تن بہ تقدیر اب وہ آگے بڑھے جا رہے تھے عمران نے انہیں سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر ہر گز فائر نہ کریں کیوں کہ اس سے حالات اور بگڑ سکتے ہیں اور عمران نے کچھ سوچ کر اپنے کپڑے اتارے اور ایک نیکر پہنی اور جسم پر مختلف رنگ مل لئے سر پر ایک جھاڑی باندھی اب وہ کسی وحشی قبیلے کا ایک جادوگر نظر آرہا تھا سب لوگ اس کی اس ہیت کو دیکھ کر ہنس رہے تھے اور عمران طرح طرح کے منہ بنا کر ان کو اور بھی ہنسا رہا تھا۔

اچانک دور سے ڈھول بجنے کی آواز آئی اور عمران سمجھ گیا کہ کسی قبیلے کے پہرے داروں نے انہیں دیکھ لیا ہے اور اب وہ اپنے ساتھیوں کو اطلاع دے رہے تھے اور پھر جنگل میں دور دور تک ڈھول بجنے کی لگاتار آوازیں آنے لگیں۔ لیکن ٹیم چلتی رہی اچانک ہی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور جنگلیوں کا ایک گروہ جو بالکل ننگا تھا ہاتھ میں تیر کمان اور نیزے لئے سامنے کھڑا تھا ان کے نیزے یقیناً زہر آلود تھے اور پھر ان کو دیکھتے دیکھتے چاروں طرف سے وحشیوں کے سر ابھرنے لگے۔

اب انہوں نے دیکھا کہ وہ چاروں طرف سے وحشیوں کے نرغے میں ہیں۔ عمران سب سے آگے تھا اچانک وحشیوں کی صفوں میں حرکت ہوئی اور ایک وحشی لمبا سا نیزہ لے کر آگے بڑھا اس نے جنگلی زبان میں کچھ چیخ کر کہا۔اس کے جواب میں عمران نے بھی اسی زبان میں بات کی، عمران کے منہ سے یہ جنگلی زبان اتنی روانی سے سن کر سب حیران ہو گئے، عمران بذات خود ایک جنگلی لگ رہا تھا تھوڑی دیر تک جنگلی زبان میں بات چیت ہوتی رہی پھر جنگلیوں نے انہیں اپنے نرغے میں لے کر چلنا شروع کر دیا عمران نے ٹیم کو بتایا کہ یہ واقعی بومی قبیلہ ہے میں نے ایک جادوگر کا روپ دھارا ہے میں نے ان کو بتایا ہے کہ میں بہت بڑا جادوگر ہوں۔اور تمہارے متعلق میں نے انہیں بتایا ہے کہ یہ بھی ایک قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جو سارے کا سارا جادوگروں کا قبیلہ ہے ان کے پاس آتشی زبان والے سانپ ہیں جو بہت دور سے ان کے ایک اشارے پر لوگوں کو مار دیتے ہیں وہ ہم سے کافی متاثر معلوم ہوتے ہیں لیکن آگے جا کر ہم پر کیا گزرے گی یہ خدا بہتر جانتا ہے۔

بہر حال اب ہمیں انتہائی احتیاط برتنی پڑے گی۔ کیونکہ ہماری ذرا سی بے احتیاطی ہمیں بڑی مصیبت میں ڈال سکتی ہے جنگلیوں کا غول ڈھول بجاتا ہوا ناچتا کودتا ان کو لئے جا رہا تھا تھوڑی دیر گھنے جنگل کے عین درمیان میں

ایک بہت بڑا قلعہ درختوں سے قطعی پاک نظر آیا اس میں بے ڈھنگی قسم کی جھونپڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔اور کئی عورتیں اور بچے ننگ دھڑنگ پھر رہے تھے۔درمیان میں ایک بہت بڑی جھونپڑی تھی جس کو شیر کی کھال سے ڈھانپا گیا تھاایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ جھونپڑی تمام تر شیر کی کھال کی بنی ہوئی ہو یقیناً یہ جھونپڑی قبیلے کے سردار کی تھی۔اس کے آگے جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھڑا کر دیا گیا۔

ہزاروں جنگلی ان کو دیکھنے کے لئے ارد گرد کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد جنگلیوں کا سردار سر پر پروں کا تاج پہنے جھونپڑی سے باہر نکلا وہ ایک قوی ہیکل اور انتہائی طاقتور آدمی تھا۔اس کے دونوں طرف دو نوجوان عورتیں انسانی کھوپڑی میں شراب لئے چل رہی تھیں۔سردار کے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔جن کو جنگلیوں کی خاص تکنیک سے سکھا کر چھوٹا کر لیا گیا تھا۔عمران کے ساتھ آنے والے چھوٹے سردار نے اسے عمران کی وہ باتیں بتائیں جو اس نے پھر عمران سے براہ راست بات چیت کی گفتگو کے بعد سردار اپنی جھونپڑی میں چلا گیا اور اس کے ساتھیوں کو ایک اور جھونپڑی میں قید کر لیا گیا۔

لیکن ان کے سامان کو بالکل نہیں چھیڑا گیا کیوں کہ جنگلیوں کی سمجھ میں ہی نہ آیا کہ یہ کیسا سامان ہے۔

جھونپڑی میں جاتے ہی سب عمران کے گرد ہو گئے سردار سے اس کی کیا بات ہوئی ہے۔

بات چیت کیا خاص ہونی تھی۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کیوں کیا بات ہوئی، کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

اب انہوں نے شرط رکھی ہے کہ ہم آج رات کو تمہاری جادو گری کی آزمائش کریں گے اگر تم پورے اترے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اور تمہارے باقی ساتھیوں کو بھون کر کھا جائیں گے۔کیونکہ ان کے خیال میں تم جادو گر معلوم نہیں ہوتے اور اگر میں ناکام ہو گیا تو مجھے قتل کر دیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔

ہمیں کیوں چھوڑ دیں گے ؟صفدر نے سوال کیا۔

تمہارا گوشت کڑوا ہے نا، عمران نے ایسے منہ بنایا جیسے کونین چبائی ہو،

اور اس حالت میں ہونے کے باوجود باقی ساتھیوں کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

وہ تمہیں اس لئے چھوڑ دیں گے کہ ان کے خیال میں تم کسی نامعلوم قبیلے کے لوگ ہو۔وہ تمہیں چھوڑ کر تمہارے قبیلے سے دوستی کا آغاز کریں گے۔

وہ آزمائش کیا ہو گی تنویر نے پوچھا۔

جولیا کی کھوپڑی منگوانی پڑے گی۔عمران بولا۔

یہ بات تنویر نہ جانے کس خیال کے تحت ضبط کر گیا بہر حال آپ لوگ کسی قسم کا ذکر نہ کریں۔

کیا ایکسٹو یہاں ہماری کوئی مدد نہیں کرے گا ناشاد نے سنجیدہ ہو کر دریافت کیا۔

ضرور مدد کرے گا، وہ ہر لمحے ہمارے نزدیک رہتا ہے۔عمران نے کہا۔

بہر حال آپ لوگ کسی قسم کا فکر نہ کریں اگر میں کامیاب ہو گیا تو میں تمہیں اکیلا نہیں مرنے دوں گا۔اور اگر ناکام ہو گیا تو پھر وہ معاملہ ٹھیک ہے آپ لوگوں کی جانیں تو بچ جائیں گی۔

نہ جانے یہ بات کہتے ہوئے عمران کے چہرے پر حماقتیں کہاں غائب ہو گئی تھیں۔

گریٹ باس، جوزف نے نعرہ لگایا وہ یہاں بھی بوتل کو منہ لگائے شراب پی رہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ باس ہر موقع پر کامیاب ہو جاتا ہے۔

آدھی رات کے وقت ان سب کو باہر نکالا گیا سامنے کھلے میدان میں ایک دائرہ باندھے سارے جنگلی بیٹھے تھے درمیان میں وسیع

میدان تھا چاروں طرف مشعلیں جل رہی تھیں ایک طرف لکڑی کی ایک بڑی سی اسٹیج پر سردار بیٹھا ہوا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس میدان میں لے جایا گیا باقی ٹیم کو ایک طرف بٹھا دیا گیا اور عمران نے جھونپڑی ہی میں کو ڈورڈز میں بلیک زیرو ہوشیار رہنے کے لئے کہہ دیا تھا اور اس وقت بلیک زیرو اس میدان کے نزدیک ہی ایک گھنے درخت پر بیٹھا ساری کارروائی دیکھ رہا تھا وہ صرف اشارے ہی کا منتظر تھا اس نے سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اس لئے اس کے دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اطمینان سے بیٹھا تھا۔

عمران کو بتایا گیا کہ اسے زمین پر لٹا دیا جائے گا اور ہمارا ایک آدمی اس کی گردن پر کلہاڑی مارے گا۔ اگر اس کلہاڑی کی ضرب سے وہ مر گیا تو وہ جھوٹا جادوگر ثابت ہو گا اگر کلہاڑی کی ضرب نے اسے نقصان نہ پہنچایا تو سچا جادوگر ہو گا اگر وہ مر گیا تو اس کے ساتھیوں کو آزاد کر دیا جائے گا۔

عمران ان ایک لمحے سوچ کر کہا اگر میں اس کلہاڑی مارنے والے کو اپنے علم کے زور سے پہلے ہی مار دوں تو کیا میں سچا ہوں گا کہ نہیں۔

سردار نے ایک لمحے سوچ کر کہا کہ تم کلہاڑی مارنے والے آدمی کو کلہاڑی مارنے سے پہلے بغیر کسی ہتھیار کے مار دو تو اس کے دو آدمی تم پر وار کریں گے، اگر تم انہیں بھی مار دو تو تین آدمی یہاں تک آ کر پانچ آدمی تک تم پر وار کریں گے، پانچ آدمی تم پر وار کرنے سے پہلے مر گئے تو سچے قرار دیئے جاؤ گے و گرنہ نہیں۔

ایک بات ہے اگر دو آدمی تک میں مار دوں دو کے بعد میرے دیگر ساتھی انہیں اپنے جادو کے زور سے مار دیں گے تو کیا میرے ساتھ میرے ساتھیوں کو بھی چھوڑ دیا جائے گا۔

سردار نے ایک لمحہ سوچتے ہوئے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو ہم تمہارے ساتھ ان کو بھی چھوڑ دیں گے، لیکن تم یا تمہارے ساتھی ایسا کر لیں میرے خیال میں ناممکن ہے۔

جادوگروں کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی اور ہاں مجھے زمین پر لٹانے سے پہلے عمل پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

سردار نے اسے اجازت دے دی، اور پھر عمران کے چہرے پر یکدم سرخی چھا گی اُس نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔

اس کے منہ سے عجیب سی زبان کے الفاظ نکل رہے تھے ہر لمحے اس کی اچھل کود میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ دراصل وہ بلیک زیرو کو انگوٹھی کے ٹرانسمیٹر کے زریعہ کوڈ ورڈز میں ہدایات دے رہا تھا جب بلیک زیرو کو ہدایات دے چکا تو اس نے بلیک زیرو کو ہدائت کی کہ وہ بطور ایکسٹو صفدر کو ٹرانسمیٹر پر ہدایات دے دے تا کہ دو آدمیوں کے بعد انہوں نے کس طرح کام کرنا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی حرکات سست ہوتی گئیں اور پھر وہ اطمینان سے زمین پر نیم مدہوشی کی حالت میں لیٹ گیا۔

ساری ٹیم انتہائی حیرت سے عمران کی حرکات کو دیکھ رہی تھی۔

ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عمران کیا کر رہا ہے۔

اچانک صفدر کی گھڑی میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور صفدر حیران رہ گیا کہ کس کی کال ہو گی۔

ہیلو، ہیلو صفدر سپیکنگ، صفدر نے آہستہ سے کہا۔

ایکس ٹو، ایکس ٹو کی مانوس آواز ابھری اور صدر کے چہرے پر یک دم خوشی کے آثار پھیل گئے۔

یس سر،

کیا حالات ہیں؟

سر ہم بڑی مشکل میں پھنس گئے ہیں، پھر صفدر نے اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔

دیکھو میں تمہارے نزدیک ہوں پھر ایکسٹو نے شرط کے متعلق صفدر کو تفصیل سے بتلایا، پھر کہا کہ سب ساتھی چوکنے ہو جائیں، جب دو آدمی ختم ہو جائیں تو اس کے بعد پانچ آدمیوں کو تم نے مشین گنوں سے ختم کرنا ہے لیکن ہوشیار ہو کر مسٹر صفدر تمہاری ذرا سی غلطی سے عمران کی جان چلی جائے گی۔ اوکے اوور اینڈ آل اور صفدر نے تمام ساتھیوں کو ایکسٹو کی کال کے متعلق بتایا سب نے یہ سن کر خوشی کا اظہار کیا۔ اب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اس سچوئشن پر قابو پا جائیں گے صفدر نے مشین گن چیک کر کے سنبھالی اتنی دیر میں ایک جنگلی بڑا سا کلہاڑا لئے عمران کے سر پر پہنچ گیا اس نے کلہاڑا مارنے کے لئے اٹھایا ہر طرف خاموشی چھا گئی سب دم بخود تھی کے نہ جانے آئندہ کیا ہو گا ابھی جنگلی اچھی طرح کلہاڑا سنبھال بھی نہ سکا تھا کہ جنگلی کی کھوپڑی فضا

میں ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی اور وہ کلہاڑے سمیت زمین پر مردہ ہو کر رہ گیا تمام جنگلیوں کے ڈر کے مارے چیخیں نکل گئیں۔ تمام پارٹی حیران تھی کہ یہ فائر کہاں سے ہوا کیونکہ فائر اچانک ہوا تھا۔ یہ تو وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ فائر یقیناً ایکس ٹو کی طرف سے ہوا ہو گا اور سائلنسر لگی رائفل سے کیا گیا ہو گا۔ سرادر کے اشارے سے دو اور جنگلی کلہاڑے سنبھالے آگے بڑھے انہوں نے بڑی تیزی سے عمران پر وار کرنا چاہا لیکن وار کرنے سے پہلے ہی ان کے دل میں رنگیں سوراخ ہو گئے اور وہ زمین پر گر گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں جنگلی مردہ تھے۔

جنگلیوں کی ایک بار پھر چیخیں نکل گئیں اب وہ خوفزدہ تھے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ شخص ضرور کوئی بڑا جادوگر ہے۔

ان کی سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا کہ کلہاڑی مارنے والے کس طرح مر جاتے ہیں۔ اب تو سردار کے چہرے پر بھی خوف کی پرچھائیں نظر آنے لگیں لیکن اس نے تین اور جنگلیوں کو اشارہ کیا وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھے اور اب صفدر تیار ہو گیا۔

عمران نے سردار سے کہا اب میرے ساتھی جادوگری دکھائیں گے چنانچہ سردار کے اشارے سے تین آدمی آگے بڑھے ابھی وہ عمران کے نزدیک بھی نہیں پہنچے تھے یک دم ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز ابھری اور تین کے تین زمین پر تڑپنے لگے۔

سردار نے کھڑے ہو کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جادوگری کو تسلیم کر لیا سردار نے عمران کو خود اٹھا لیا اور پھر ان کے سامنے جنگلی تعظیم سے جھک گئے وہ ان کے نزدیک آنے سے بھی خوفزدہ تھے، اب پوری ٹیم کو

اچھی جھونپڑی میں رکھا گیا،ان کی خوب اچھی طرح مہمان نوازی کی گئی اور پھر دوسرے دن انہیں وحشی اپنی سرحد سے پار چھوڑ گئے۔

بومی قبیلے سے بچ کر نکل آنے پر سب خوش تھے۔عمران نے اپنی صلاحیتوں کالوہاایک بار پھر منوالیا۔ایکسٹو اب ان سے آگے آگے تھا۔کافی چکر لگانے کے بعد اب وہ صحیح سمت پر آگئے تھے،بلیک زیرو کے نقشے کے مطابق ماکازونگاکاہیڈکوارٹر صرف چاردن کی مسافت پر تھاکیوں کہ عمران کے اندازے کے مطابق ماکازونگاکا ہیڈکوارٹر خزاوار قبیلے کے آس پاس ہی تھا۔اور خزاوار قبیلہ یہاں سے تین دن کی مسافت پر تھاانہوں نے خزوار قبیلے سے بھی بچ کر نکلنا تھاکیوں کہ خزوار قبیلے بھی کچھ کم وحشی اور خطرناک نہ تھے۔

چنانچہ تین دن تک وہ چلتے رہے تیسرے دن وہ خزاوار قبیلے کی سرحد سے تقریباًدو میل ☆☆☆ سے آگے نکل گئے اور جب انہوں خزاوار قبیلے کو پیچھے چھوڑ دیااور سب نے اطمینان کاسانس لیا۔

تقریباًدودن اور چلنے کے بعد وہ جنگل میں دوردور تک پھیلے ہوئے ایک وسیع وعریض میدان کے سرے پر پہنچ گئے اس میدان میں درختوں کے بجائے جھاڑیاں تھیں۔بلیک زیرو ان سے ایک دن پہلے یہاں پہنچ چکا تھا۔اس لئے جب ٹرانسمیٹر پراس نے عمران کواس میدان کے متعلق بتایاتوعمران سمجھ گیاکہ یہ ہی ان کی منزل مقصود ہے لیکن اس میدان میں دوردور تک کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔

یہاں توکوئی آدمی بھی نہیں ہے۔تنویر نے میدان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جانور توہیں۔عمران نے چوٹ کی۔

تم خود جانور میرے ساتھ بات کرتے ہوئے زبان قابو میں رکھا کرو۔

لواب زبان بھی سنبھال کر رکھتے ہیں،زبان نہ ہوئی کوہ نور ہیرا ہو گیا۔

میرا خیال ہے کہ ابھی ماکازونگاکاہیڈکوارٹر دور ہو گاکیپٹن شکیل نے دخل اندازی کی۔

میں ثابت کر سکتاہوں کہ یہی میدان ماکازونگاکاہیڈکوارٹر ہے۔

عمران نے چیلنج کرتے ہوئے کہا،

کس طرح۔

صفدر نے پوچھا۔

یہ دیکھو یہاں زمین پر فوجی بوٹ کے نشان ہیں اب بتلاؤ بھلا جنگلی جانوریاوحشی لوگ فوجی بوٹ پہنے پھرتے ہیں۔

اور عمران کی یہ بات سن کر سب لوگ جھک کر غور سے فوجی بوٹ کے ایک مدہم نشان کو دیکھنے لگے اب سب کوعمران کی بات کا قائل ہوناپڑا۔

توپھر یہ ہیڈکوارٹر زمین دوز ہو گا۔

کیپٹن شکیل نے خیال پیش کیا۔

بالکل ٹھیک سمجھے،عمران نے تحسین آمیز جواب دیا۔

لیکن اس کاراستہ کہاں ہو گا۔

تنویر جھنجلا کر رہ گیا۔

لیکن اگریہی ہیڈکوارٹر ہے تویقیناًپہرے کابھی انتظام کیاگیاہو گا۔

صفدر نے کہا۔

بالکل کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

تو اس کا مطلب ہے کہ ہم لوگ دیکھے جا چکے ہیں۔

ناشاد بولا۔

یقیناً۔

لیکن اب تک ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔نہ جانے اس میں کیا مصلحت ہے بہر حال ہمیں ان کے ہیڈ کوارٹر کا راستہ ڈھونڈنا ہے سب لوگ دو دو کی ٹولیوں میں بٹ جاؤ اور پھر ادھر ادھر کے راستہ پر غور کرو، تنویر نے کہا۔

وہ سب دو دو کی ٹولیوں میں بٹ کر ادھر ادھر پھرنے لگے عمران اور جوزف ایک طرف تھے کہیں بھی کوئی رخنہ نظر نہیں آرہا تھا دوپہر تک سب لوگ ڈھونڈتے رہے لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔

دوپہر کو سب لوگ جنگل میں واپس چلے گئے انہوں نے وہاں جا کر کیمپ لگایا اور ستانے لگے اچانک شور سا محسوس ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کے کیمپ مشین گنوں کی زد میں تھے نجانے کہاں سے سپاہی ٹپک پڑے تھے۔ان کے جسموں پر باقاعدہ وردیاں تھیں۔

اور وہ ہاتھوں میں جدید طرز کی مشین گنیں لئے ہوئے تھے۔ان لوگوں کو سنبھلنے کا موقع نہ ملا اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

یقیناً وہ ماکازونگا کی ایجنٹ تھے وہ ان سب کو نرغے میں لے کر میدان کی طرف چلے ایک جگہ جا کر انہوں نے ایک جھاڑی کو توز مین پھٹ گئی۔اس میں راستہ نظر آنے لگا وہاں ہر سپاہی پر ایک سپاہی گن لئے کھڑا تھا ان سب کو ان سیڑھیوں کے زریعہ نیچے لے جایا گیا اندر واقعی ایک علیحدہ دنیا تھی۔ایک جدید ترین شہر سب لوگ یہ انتظامات دیکھ کر حیران رہ گئے۔ان کے تصور میں ہی نہیں آسکتا تھا کہ ماکازونگا کا ہیڈ کوارٹر وسیع وعریض اور اتنا جدید ہو سکتا ہے بہت بڑے بڑے ہال، کمرے، گیلریاں ان میں باقاعدہ الیکٹرک نصب تھی۔اور وہاں گھٹن کا احساس بالکل نہیں ہوتا تھا۔عمران اور اس کی ٹیم کو لے کر یہ لوگ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچے اس ہال کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا۔جیسے وہ لوگ الف لیلیٰ کے ماحول میں آگئے ہوں۔ہر چیز قدیم طرز معاشرت کی اور انتہائی پر تکلف تھی۔انہیں ہال کے درمیان میں کھڑا کر دیا گیا وہ لوگ حیران نظروں سے ہال کو دیکھ رہے تھے،اچانک دیواروں میں سے آواز آئی۔

تم لوگ ماکازونگا کو تباہ کرنے آئے تھے اب دیکھو کیا اسے واقعی تباہ کر سکتے ہو۔

بالکل کر سکتے ہیں۔عمران نے جواب دیا۔

وہ کس طرح۔آواز آئی۔

میرے پاس چراغ اللہ دین والا جن ہے جو ایک منٹ میں ہر چیز تباہ کر سکتا ہے۔

عمران نے حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

ہم تمہارے مذاق کی داد دیتے ہیں نوجوان کہ تم اس حالت میں بھی مذاق کر سکتے ہو۔

تمہارا لیڈر کون ہے۔آواز آئی۔

میں ہوں۔ عمران نے کہا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر دروازہ کھلا اور چند سپاہی مشین گنیں لئے اندر داخل ہوئے انہوں نے عمران کے سوا باقی سب کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔

عمران وہیں کھڑا رہ گیا اور باقی سب لوگ واپس چل پڑے۔

تھوڑی دیر بعد ایک شخص کو عمران لے کر ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ اس کمرے میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ صرف دو آدمیوں کی شبیہہ نظر آ رہی تھیں۔

تمہارا نام کیا ہے۔ آواز ابھری جو یقیناً ان دو میں سے کسی ایک کی ہو گی۔

مولوی فضل دین، عمران نے جواب دیا۔

صحیح نام بتاؤ لہجہ بے حد کرخت ہو گیا۔

صحیح نام کا تو میرے باپ کو بھی پتہ نہیں۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ ہے کہ یہی میرا نام ہے اب چاہے اس کے ہجے غلط ہیں یا ٹھیک جیسا آپ کہہ رہے ہیں تو اس کا صحیح علم تو میرے باپ کو بھی نہیں اگر اسے ہوتا تو وہ یقیناً اس صحیح کر دیتا۔ میرے بھائی اب میں کیا کر سکتا ہوں۔

عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

تم مذاق کر رہے ہو۔

نہیں جی، میں آپ کی باتوں کا جواب دے رہا ہوں۔

ہوں تو تمہارا صحیح نام مولوی فضل دین ہے۔

جی اللہ کے فضل سے۔

تم کس ملک کے ایجنٹ ہو؟

توبہ کرو جی میں اور ایجنٹ میں تو ایک معمولی سا سپاہی ہوں۔

جسے انہوں نے بطور مزدوران لوگوں کے ساتھ بھیج دیا ہے۔

جھوٹ بولتے ہو ہم ابھی سب کچھ پتہ کر لیتے ہیں تم ماکازونگا سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔

آپ میں ماکا کون ہے اور زونگا کون ہے؟

میں ماکا ہوں اور یہ زونگا ہے۔

دائیں طرف والے نے کہا۔

تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ماکا زیادہ عظیم ہے کیوں کہ وہ دائیں طرف بیٹھا ہے۔

نہیں میں اس سے زیادہ عظیم ہوں اس کا نمبر میرے بعد ہے۔

عمران نے زور سے قہقہہ مارا اور پھر کہنے لگا میں نے تو دنیا میں پہلی بار تماشہ دیکھا ہے جو زیادہ عظیم ہے اس کا نام بعد میں اور جو کم عظیم ہو اس کا نام شروع میں ہو۔

تم ہمیں آپس میں لڑانا چاہتے ہو، ماکا بول اٹھا۔

جی مزا تو بہت ہی آئے گا۔

عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔

ہوں۔اور ماکا نے گھنٹی بجائی اور اشخاص مشین گن سنبھالے اندر آئے۔

اسے لے جاؤ اور اسے مشین نمبر 2 میں ٹیسٹ کرو۔

اور وہ دونوں عمران کو لے کر باہر نکل آئے اسے وہ لئیے ہوئے ایک اور کمرے میں آئے یہاں ایک بہت بڑی مشین تھی جس کے درمیان ایک کرسی رکھی ہوئی تھی اور سامنے ایک بڑی سی سکرین تھی ان دونوں نے اسے کرسی پر بٹھادیا۔

کیا میری حجامت بڑھی ہوئی ہے۔ عمران بولا

کیا مطلب؟

کمال ہے یار سب ہی بدھو ہو مطلب کوئی بھی نہیں سمجھتا کیا یہ باربر شاپ ہے، مجھے تو مشین اور کرسی کسی نائی کی معلوم ہوتی ہے دیکھو میری کروکٹ بنانا۔

اور وہ دونوں ہنسنے لگے۔

ان میں ایک بولا۔

فکر نہ کرو ابھی سب کچھ بتادو گے پھر پوچھوں گا آٹے دال کا بھاؤ۔

ابھی پوچھ لو آٹا بڑا مہنگا ہے 40روپے من آٹا اور دال 120 روپے من اور وہ ایک بار پھر ہنسنے لگے اب انہوں نے ایک لوہے کی ٹوپی عمران۔ اب عمران اپنے سر کو ہلا نہیں سکتا تھا ان میں سے ایک نے مشین کو آپریٹ کیا سکرین پر ہلکی ہلکی سی لہریں کودنے لگیں۔

تمہارا نام، عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے دوسرے آواز آئی اور پھر عمران کے دماغ میں کھلبلی سی مچلنے لگی اس کی زبان سے خود بخود الفاظ نکلنے لگے۔ لیکن اس نے اپنی تمام قوت ارادی کو بروئے کار لاتے ہوئے، انہیں روکا اور سکرین پر لہریں زور زور سے کودنے لگیں اور پھر اس نے اپنے دماغ کو بلینک کیا ہر قسم کا خیال اس نے اپنی قوت ارادی سے نکال پھینکا چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکرین بالکل صاف تھی۔ انہوں نے اور بھی بہت سے سوالات پوچھے لیکن عمران کی بے انتہاء طاقتور قوت ارادی کام کر گئی اور سکرین صاف رہا۔ عمران کو اس جدوجہد میں پوری دفاعی طاقتیں کام میں لانی پڑیں چنانچہ آخر کا ان دونوں نے تھک ہار کر اسے کرسی سے اٹھا لیا۔

بڑے سخت جان ہو یار ایک بولا۔

کمال ہے بھئی یہ پہلا شخص ہے جس نے اس مشین کو ناکام بنادیا۔ یہاں تو بڑے بڑے سخت جان بھی موم کی طرح پگھل جاتے ہیں۔ دوسرا بولا۔

اور پھر وہ دونوں عمران کو ایک کمرے کے پاس لے جا کر اسے دھکیل دیا۔ یہاں عمران کے سب ساتھی موجود تھے اس نے سب کو واقعہ بتلایا اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل پر غور کرنے لگے کوئی ایک گھنٹے بعد ایک بار پھر طلبی ہوئی۔

اس بار انہیں ایک وسیع کمرے میں لے جایا گیا۔ کمرے میں لے جانے سے پہلے ان کی مکمل تلاشی لی گئی۔ سگرٹ تک چھین لئے گئے۔

یہاں ایک بہت بڑی میز کے سامنے دو اشخاص جو یقیناً یورپی تھے بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران سمجھ گیا کہ ان میں سے ایک ماکا ہے اور دوسرا زونگا۔ عمران نے نعرہ لگایا ہیلو ماکازونگا۔

اور سب ممبر چونک کر ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

تمیز سے بات کرو نہیں تو ختم کر دیئے جاؤ گے۔

اب تو اپنا صحیح نام بتا دو۔ زونگا نے سوال کیا۔

مولوی فضل دین، عمران نے جواب دیا۔

نہیں جناب اس کا اصلی نام علی عمران ہے۔ عمران کے ساتھیوں میں سے ایک آواز ابھری اور سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔

عمران بھی حیران ہو کر دیکھنے لگا یہ آواز کیپٹن شکیل کی تھی۔

ماکا کے اشارے سے کیپٹن شکیل کو آگے لے جایا گیا سارے ممبر کیپٹن شکیل کی غداری سے کھول اٹھے۔ ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ کیپٹن شکیل کی بوٹیاں اڑا دیں۔

تم کون ہو۔ ماکا نے پوچھا۔

جی میں سیکرٹ ایجنٹ ہوں۔

تمہارا نام؟

میرا نام کیپٹن شکیل ہے۔

کیپٹن شکیل تم ہمیں یہ سب کچھ خود بخود کیوں بتلا رہے ہو حالانکہ سیکرٹ سروس ایجنٹ تو بڑے سخت جان ہوتے ہیں۔

جی ہاں دراصل میں شروع ہی سے ماکازونگا کا ہم خیال ہوں میں ماکازونگا کے مقاصد سے ہم آہنگی رکھتا ہوں۔ میرے ملک کی موجودہ حکومت انتہائی نکمی اور ظالم ہے اور اب صرف ماکازونگا ہی ہمیں اس حکومت سے نجات دلا سکتی ہے۔

لیکن تم نے کبھی ہمارے ساتھ رابطہ قائم نہیں کیا۔

دراصل میں موقع کے انتظار میں تھا کہ میں کسی طرح ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں تو صحیح پوزیشن عرض کروں وگرنہ مجھ پر کوئی اعتبار نہ کرتا۔

اگر اب بھی ہم تم پر اعتبار نہ کریں تو، زونگا بولا۔

تو یہ میری بدقسمتی ہے آپ میرا ہر قسم کا ٹیسٹ لے لیں میں آپ کا وفادار رہوں گا۔

اچھا یہ بتاؤ تمہارا باس کون ہے؟

ایکس ٹو۔

ایکس ٹو، تم ایکس ٹو کے ماتحت ہو۔

جی ہاں۔

ایکس ٹو کون ہے۔

جی مجھے علم نہیں ایکس ٹو کے متعلق کوئی بھی نہیں بتا سکتا یقین جانیئے۔ اچھا یہ تمہارا لیڈر ہے، ماکا نے عمران کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

جی ہاں۔

یہ کیسا آدمی ہے؟

یہ انتہائی خطرناک اور چالاک آدمی ہے اگر آپ نے اس کو قابو میں نہ کیا تو یہ ہیڈ کوارٹر چند دنوں میں ختم ہو جائے گا۔

اس کے بعد انہوں نے کیپٹن شکیل سے باقی ممبروں کے متعلق پوچھا اور کیپٹن شکیل نے سب کچھ ماکازونگا کو سچ سچ بتا دیا۔

ہوں دیکھو۔۔۔نوجوان ہم تمہاری سچائی سے بہت خوش ہوئے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ تم ہمیشہ وفادار رہو گے کیونکہ ہم عمران اور تم سب کے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں ہم تمہیں اپنی خاص کیبنٹ کا مشیر مقرر کرتے ہیں آج سے تم ہمارے بعد پندرہویں نمبر پر ہو گے۔

اور ہاں ان کو کیا سزا دی جائے۔

فوراً قتل کر دیا جائے۔

کیپٹن شکیل نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا۔

صفدر، تنویر، ناشاد اور جوزف کا غصے کے مارے برا حال تھا ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ کیپٹن شکیل کو کس طرح ختم کریں۔

کیپٹن شکیل تمہارا مشورہ درست ہے لیکن ابھی اس پارٹی سے خفیہ سرکاری راز اگلوانے ہیں اس لئے ان کا فیصلہ سوچ سمجھ کر تمام ممبران کی مرضی سے کریں گے۔

سر ایک عرض ہے کیپٹن شکیل نے ان سے کہا۔

کیا بات ہے؟

سر پارٹی کی ایک ایجنٹ مس جولیا فٹز واٹر آپ کے پاس ہے آپ نے اسے نیویارک سے اغواء کرایا تھا۔ وہ آپ کے پاس ہے۔

ہاں، ہاں وہ لڑکی ہمارے پاس ہے۔

جناب میں شروع سے ہی اس سے محبت کرتا ہوں کیا میری تمنا پوری کر دی جائے گی۔ آپ اسے مجھے بخش دیں میں اس سے شادی کروں گا۔

ہوں، اچھا ہم غور کریں گے۔

عمران سمیت ٹیم کے سارے ممبرز یہاں کانوں میں مزدوری کر رہے تھے ان پر سخت نگرانی کی جاتی تھی ذرا سی غفلت سے انہیں سخت سزا دی جاتی جوزف غریب کا تو بہت ہی برا حال تھا کیوں کہ اسے مقدار کے مطابق شراب نہیں مل رہی تھی۔

یہ کانے سونے کی تھیں جن سے سونا نکال کر سائنسی مشینیں منگوائی جاتی تھیں۔ تاکہ دنیا پر ان کی حکومت قائم ہو جائے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں دن رات سینکڑوں سائنسدان کام کرتے رہتے۔ تاکہ نئی نئی مشینیں ایجاد کر لیں۔ اس شہر کی آبادی تمام تر تخریب پسندوں پر مشتمل تھی۔ صرف مزدور ایسے تھے جو پکڑ کر لائے گئے تھے۔

کیپٹن شکیل دو بار یہاں آکر انہیں چیک کر گیا تھا۔

انہیں یہاں کام کرتے ہوئے دو دن گزر چکے تھے رات کو انہیں ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا۔ اور اس کوٹھڑی کے باہر زبردست پہرہ ہوتا۔

آج رات جیسے ہی انہیں کوٹھڑی میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ عمران اٹھ کھڑا ہوا، اس نے صفدر کو اشارہ کیا اور دونوں نے اپنی پنڈلیوں سے بندے اوزار نکالے جو وہ صبح کان سے چھپا کر لے آئے تھے۔ رات ہی انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سرنگ کھود کر کوٹھڑی سے باہر نکل جائیں گے۔

چنانچہ انہوں نے ان اوزاروں سے سرنگ کھودنی شروع کر دی۔ ساری رات کام ہوتا رہا آخر صبح تک وہ ایک سرنگ کھودنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کی اتنی جلدی کامیابی کی وجہ یہ تھی زمین بڑی نرم تھی۔

صبح کو وہ پھر کام پر چلے گئے۔ اچانک عمران کو انگوٹھی والے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران پیشاب کرنے کے بہانے ایک طرف اوٹ میں چلا گیا۔ کال بلیک زیرو کی تھی۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا کہ کیپٹن شکیل نے اسے رات کال کیا تھا کہ اس نے اپنی حکمت عملی سے ان کا اعتبار حاصل کر لیا ہے اس نے جولیا کو بھی آزاد کرا لیا ہے اور اسے سب کچھ بتا کر اپنے ساتھ رکھ لیا ہے۔ اس نے اس جگہ کے متعلق کافی کچھ معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس کے کہنے کے مطابق یہاں کا اہم حصہ پاؤر پلانٹ ہے جس سے یہاں کا تمام نظام چل رہا ہے پاؤر پلانٹ کسی طرح تباہ کر دیں تو یہاں سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس کو تباہ کرنے سے پہلے ہمیں یہاں سے نکل جانے والے راستے پر نگرانی کرنی پڑے گی۔

عمران نے اسے بتایا کہ اسے پہلے ہی علم تھا کہ کیپٹن شکیل جان بوجھ کر انہیں سب کچھ بتلا رہا ہے تاکہ ان کا اعتبار حاصل کرے اور وہ واقعی اس میں کامیاب بھی رہا۔ عمران نے اسے سرنگ کے متعلق بھی بتایا اور اسے

کہا کہ وہ کیپٹن شکیل کو ہدایت کرے کہ وہ رات کو ہماری کوٹھڑی کے شمالی ویران حصے میں کوٹھڑی سے تقریباً 200 گز دور آجائے۔ ہم اسے وہیں ملیں گے۔

چنانچہ رات کو وہاں عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل کی ملاقات ہوئی۔ کیپٹن شکیل نے اسے سب کچھ بتلایا اس نے کہا کہ میں عنقریب ان کے ایک خاص آدمی کو جو میرے عہدے کے برابر ہے۔ یہاں دھوکے سے لے آؤں گا تم اسے ختم کر کے اس کا میک اپ کر لینا اور اپنا میک اپ اس پر کر لینا میں میک اپ کا سامان مہیا کر دوں گا۔ پھر ہم دونوں مل کر ان کی تباہی کے متعلق کچھ سوچیں اس طرح آہستہ آہستہ ہم سب کو آزاد کرائیں گے۔

کیپٹن شکیل واپس چلا گیا۔ اور صفدر اور عمران دونوں چھپ کر صورتحال کا معائنہ کرنے کے لئے ادھر ادھر پھرنے لگے۔ پھر پھراتے وہ ایک جیسے ہی ایک گیلری میں گھسے انہیں مشینیں چلنے کی آوازیں آنے لگیں یہ آوازیں ایک بہت بڑے ہال سے آرہی تھیں جن کے دروازے پر دو آدمی مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے عمران اور صفدر فوراً ایک دوسری گیلری میں مڑ گئے۔ اس طرح چھپتے چھپاتے انہوں نے تمام ہیڈ کوارٹر کو اچھی طرح دیکھ لیا، اب ان کے لئے کام کرنے کے لئے آسانی ہو گئی، چنانچہ وہ واپس اپنی کوٹھڑی میں چلے گئے۔ تاکہ لائحہ عمل پر غور کر سکیں۔

دو دن بعد عمران کو خفیہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے اطلاع ملی کہ کیپٹن شکیل ایک افسر کو جس کی جگہ عمران نے لینی تھی، لے کر رات کو کوٹھڑی کے پاس آرہا ہے۔ چنانچہ رات کو مقررہ وقت پر عمران اور صفدر وہیں چھپ کر

کھڑے ہو گئے۔ اور اسے انہیں کیپٹن شکیل اور ایک اور آدمی جو قد و قامت میں عمران کے برابر تھا باتیں کرتے ہوئے نظر آئے۔

کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا جیسے وہ عمران کے پاس سے گزرے عمران نے اچھل کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اس نے بڑی جدوجہد کی لیکن عمران کی گرفت میں وہ ہلنے سے بھی معذور ہو گیا تھا عمران اسے اٹھا کر کوٹھڑی میں لے آیا۔ کیپٹن شکیل بھی ساتھ تھا اسے دیکھ کر جوزف اور دیگر افراد غصہ میں آ گئے کیوں کہ انہیں صحیح پوزیشن کا علم نہیں تھا۔ عمران نے انہیں روکا اور صحیح صورتحال سے آگاہ کیا اب اس آدمی کو ختم کرنے کا مسلئہ تھا۔

عمران نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر زمین پر گرا دیا۔

تمہارا نام، عمران نے پوچھا۔

لیکن وہ چپ رہا۔

عمران نے جوزف کو اشارہ کیا اس نے اس کی ناک پکڑ کر اندر سے دبائی اس کی ناک میں سے خون آنے لگ گیا ۔ پھر اس نے آسانی سے اپنا نام بتلا دیا۔

میرا نام پاناکی ہے۔

"ناپاکی"

عمران نے کہا۔۔۔۔ یہ کیا نام ہے؟

ناپاکی نہیں، پاناکی۔

اس شخص نے جھنجلا کر کہا۔

تمہاری بیوی ہے۔ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

اور وہ بھونچکا رہ گیا۔ "کیوں"

ویسے ہی پوچھ لیا تھا۔ عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔

ہاں ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر بولا۔

ٹھیک ہے اب تم اپنے کپڑے اتار کر دو۔

پاناکی پر ایک بار پھر حیرت کا شدید دورہ پڑ گیا۔

لیکن عمران نے زبردستی کپڑے اتروا دیئے اس کے کپڑے خود پہن کر اسے اپنے کپڑے پہنا دیئے۔ اب میک اپ کی باری تھی۔

یہ سب باتیں عمران نے اس لئے کی تھیں تا کہ لب و لہجہ پر پورا قابو پا سکے۔ آدھے گھنٹے کے بعد وہاں صورتحال تبدیل ہو گئی۔

عمران پاناکی بن چکا تھا اور عمران میک اپ کرنے کے بعد عمران نے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا کہ اسے ختم کر دیا جائے۔

کیپٹن شکیل نے اشارتاً عمران سے پوچھا کہ اسے کس طرح ختم کیا جائے۔

بلیڈ سے اس کی کلائی کی رگ کاٹ دی جائے اور اس کے تصور سے ہی سب کے جسم میں سردی کی ایک لہر سی دوڑ گئی کہ یہ خودکشی کا ایک خوفناک ترین حربہ تھا۔ اس لئے کہ جان آہستی آہستہ نکلنی تھی۔ اور انسان سسک

سسک کر مرتا تھا کیپٹن بلیڈ لے کر آگے بڑھا تو پاناکی نے جان بچانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی وہ رحم آلود نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس وقت عمران کا چہرہ چٹان کی طرح سخت تھا۔

کیپٹن شکیل نے سپاٹ چہرے سے اس کی کلائی کی رگ کاٹ دی۔ رگ کے کٹتے ہی خون فوارہ کی طرح ابل کر نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

سب ششدرہ ہو کر اسے دیکھتے رہے خون متواتر نکل رہا تھا اور پاناکی کا چہرہ آہستہ آہستہ ☆☆ کی طرف مائل ہوتا جاتا تھا۔ اب کمزوری سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں، وہ آخری بار تڑپا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور پھر بے ہوشی ہی میں ایک ہلکی سی تڑپ کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اب سامنے کسی کو اس طرح مرتے دیکھنا اور چپ چاپ کھڑے رہنا سیکرٹ سروس کے کئی ممبران کے لئے یہ پہلا اور بھیانک تجربہ تھا۔ ان کے لاشعور نے انہیں جھنجوڑ ڈالا۔ صفدر سوچنے لگا کہ آخر یہ بھی تو ایک انسان تھا۔ اس کے بھی احساسات تھے سینکڑوں ارمان اس کے دل میں بھرے ہوں گے۔ ہزاروں خواہشیں ایسی ہوں گی۔ جو ابھی پوری نہ ہوئی ہو گی ہمیں کیا حق ہے کہ ہم ایک انسان کو سسکا سسکا کر ماریں چاہے وہ دشمن تھا لیکن تھا تو انسان، آج انسانیت کہاں منہ چھپا گئی۔ لیکن اس کے خیال کا دھارا مڑ گیا۔ اسے یاد آگیا کہ وہ ایک عظیم فرض کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ اگر ایک آدمی مرنے سے کروڑوں آدمیوں کی جان بچ جاتی ہے تو یہ قربانی رائیگاں نہیں جائے گی انسانیت کی بحالی کے لئے خون کی اشد ضرورت ہوتی ہے، چاہے وہ خون دشمن کا ہو یا دوست کا انسانیت کی دیوی کی پرورش خون پر ہوتی ہے ایک کا خون سینکڑوں کے لئے امرت بن جاتا ہے۔ تقریباً ایسے ہی خیالات سب کے ذہن میں گردش کر رہے تھے لیکن عمران ان خیالات سے بے پرواہ کیپٹن شکیل کے ساتھ آئندہ کے لائحہ عمل پر بات

چیت کر رہا تھا آخر یہ طے ہوا کہ عمران اور شکیل واپس جائیں گے اور ان کے جانے کے ایک گھنٹے بعد ٹیم ممبر شور مچادیں گے اور اپنی باتوں سے چوکیداروں کو مطمئن کر دیں گے کہ یہاں ظلم اور پابندی کو برداشت نہ کرتے ہوئے ان کے ساتھی نے خودکشی کر لی ہے اور واقعی ان سب نے چوکیداروں سے لے کر افسروں تک کو یقین دلایا کہ مرنے والا عمران ہی تھا اور اب معاملہ دب گیا۔

مشین ایک بار پھر ساری چیکنگ کرتی اگر اب وہ ریکارڈ مل جائے تو ٹھیک اگر نہ گیلری کی چھت میں لگے ہوئے بے شمار رنگین بلبوں میں سے کسی ایک میں سے ایک لہر نکلتی اور انسان بخارات بن کر ہوا میں مل جاتا۔ اس گیلری سے صحیح سلامت نکل جانے کے بعد کوئی شخص اس ہال میں پہنچ سکتا ہے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل نے سوچا کہ ان انتظامات سے بچ نکلنا ان کے بس کی بات نہیں، لیکن عمران نے انہیں تسلی دی کہ وہ سب کچھ کرے گا اور عمران کی تسلی بذات خود بہت اطمینان بخش تھی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل جب تم دروازے سے گزرو تو اپنے ذہن کو بالکل صاف کر لینا اور کوئی ایسی حرکت کرنا جس سے تمہارا چہرہ بالکل نیچے ہوتا کہ بلب تمہاری تصویر نہ اتار سکے۔ اس کے بعد گیلری میں جیسا ہو گا دیکھا جائے گا۔

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور اب وہ تینوں پاور پلانٹ کے پاس پہنچ چکے تھے۔ آنے والے لمحات کا خیال آتے ہی صفدر کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا کیونکہ ان کی ذراسی غلطی سب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا دیتی بہر حال پوری دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے وہ تینوں آگے بڑھتے

چلے گئے۔

سب سے آگے آگے عمران تھا۔اس کے بعد صفدر اور آخر میں کیپٹن۔ شکیل ان تینوں کی جیبوں میں کوئی بم یا
پستول نہیں تھا۔ کیونکہ عمران کے خیال میں اگر ان کی جیب میں ایسی کوئی چیز ہوتی تو وہ ایک لمحے میں پکڑے
جاتے۔اب دروازہ بالکل سامنے آگیا ہے چھوٹا سادروازہ تھا جس پر کی گئی حسین گلکاری اسے بڑا جاذب نظر بنا
رہی تھی۔ لیکن جاذبیت غلط آدمی کے لیے موت کا پیغام بن جاتی۔ عمران نے اپنا پہلا قدم قالین پر رکھ دیا اور
پھر دوسرا قدم اور پھر وہ صحیح سلامت قالین کو پار کر گیا اب صفدر کی باری تھی۔ صفدر نے بھی قالین پر قدم
رکھتے ہی پوری قوت ارادی سے اپنے ذہن کو خالی کر دیا اور پھر وہ بھی صحیح سلامت باہر نکل آئے اسی طرح
کیپٹن شکیل بھی پار ہو گیا ان تینوں نے اپنے منہ نیچے کیے ہوئے تھے۔اس لیے ان کی تصویر بھی نہ کھنچ سکی اب
سامنے موت کی گیلری تھی۔اس گیلری میں جیسے ہی ان تینوں نے قدم رکھے اچانک چھت پر لگا ہوا ایک
بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور عمران نے خطرے کا نعرہ لگایا اچانک ایک بلب سے ایک لہر تیزی سے نکلی لیکن
عمران اس لہر سے پہلے ہی چھلانگ لگا چکا تھا۔ لہر ایک قالین پر پڑی اور وہاں پڑا ہوا قالین بخارات بن چکا تھا۔

"دوڑو"عمران چیخا۔

اور وہ تینوں اندھا دھند بھاگنے لگے۔ اچانک چھت پر بلبوں کی لہریں کودنے لگیں لیکن وہ انتہائی پھرتی اور تیری
سے بچ رہے تھے آدھا راستہ انہوں نے طے کر لیا تھا اچانک کیپٹن شکیل نے صفدر کو دھکا دیا اور صفدر منہ کے
بل آگے جا گرا۔ جہاں سے صفدر کا جسم آگے ہوا تھا۔ وہیں لہر پڑی اور صفدر بال بال بچ گیا اب۔۔۔ عمران
پچھتا رہا تھا کہ وہ پستول کیوں نہیں لائے اگر پستول ساتھ ہوتے تو کم از کم یہ بلب تو توڑ دیتے۔ان کے چاروں

طرف بجلیاں سی کوندرہی تھیں۔ کسی بھی لمحے ان تینوں میں سے کوئی ایک یا تینوں ختم ہو سکتے تھے۔ لیکن
قدرت ابھی تک توانہیں بچا رہی تھی۔ اچانک عمران نے نیچے پڑے ہوئے قالین کو دیکھا راستے ہی میں
بخارات بن چکا تھا لیکن وہ تینوں ایک اور بلب کی زد میں آچکے تھے۔

اب تینوں نے قالینوں کو اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیا تھا یہ بھی ایک انتہائی مشکل کام تھا بھاگتے ہوئے قالین اٹھا
کر اوپر پھینکنا بھی انہی لوگوں کا کام تھا۔ خدا خدا کر کے عمران تو گیلری کو پار کر گیا دوسرے ہی لمحے صفدر بھی،
اب کیپٹن شکیل تھا تیسرے لمحے ایک لمبی چھلانگ نے اسے بھی صحیح سلامت گیلری سے پار کر دیا۔اب وہ
ایک چھوٹے کمرے

میں تھے۔اس بھیانک گیلری میں سے صحیح سلامت نکل آنا انہیں عجیب محسوس ہو رہا تھا۔ شاید قدرت کو
ابھی ان کی زندگی مقصود تھی جو وہ صحیح سلامت اس گیلری سے نکل آئے تھے عمران بھی محسوس کر رہا تھا کہ
اس سے زیادہ بھیانک راستہ اس نے کبھی طے نہیں کیا تھا۔ان کا جسم پسینے سے تر بتر تھا۔ چند منٹ اس کمرے
میں لگا کر دروازہ کھول کر ہال میں گھس گئے تھے ہال میں گھستے ہی ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کیونکہ
وہ زندگی میں پہلی بار اتنا وسیع وعریض ہال دیکھ رہے تھے۔ ہال میں سینکڑوں کی تعداد میں عجیب وغریب
مشینیں لگی ہوئی تھیں اور ہزاروں آدمی وہاں کام کر رہے تھے سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف
تھے۔ کسی نے بھی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ کوئی غلط
شخص بھی دروازے اور گیلری کو پار کر کے ہال میں داخل ہو سکتا ہے۔اس لیے وہ مطمئن تھے۔ یہ تینوں ان
مشینوں کے پاس سے گزرتے چلے گئے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو مخصوص اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل نے کونے

میں لگی ہوئی ایک مشین کا رخ کیا۔ دوسرے ہی لمحے صفدر بھی ایک دوسری مشین کی طرف مڑ گیا۔ عمران کا رخ درمیان میں لگی ہوئی ایک بہت بڑی مشین کی طرف تھا۔ کیپٹن شکیل نے جس مشین کا رخ کیا

تھا وہ ایک چھوٹی سی مشین تھی جس پر ایک آدمی کام کر رہا تھا۔ وہ مشین کے ہینڈل کو پکڑے سامنے لگے ہوئے ڈائل کو بغور دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر ڈائل کو دیکھنے کے بعد اس نے ہینڈل چھوڑ دیا اور اطمینان سے پیچھے کی طرف مڑا لیکن کیپٹن شکیل نے انتہائی پھرتی سے اسے مشین کی طرف کھینچ لیا۔ کیپٹن شکیل کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر تھا ایک لمحے میں وہ بے ہوش ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے اس کا مخصوص لباس اتارا اور خود پہن لیا اور پھر اس کا گلا گھونٹ دیا۔

اب کیپٹن شکیل اس مشین کو آپریٹ کر رہا تھا وہ ہینڈل کو پکڑے اس طرح غور سے مشین کے ڈائل کو دیکھ رہا تھا۔ مشین کے ڈائل پر سینکڑوں سرخ اور سبز ہندسے بنے ہوئے تھے جن پر مختلف رنگ کی سوئیاں گھوم رہی تھیں ادھر صفدر جس مشین کی طرف گیا تھا وہ آٹو میٹک تھی۔ اس پر کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران نے جس مشین کا رخ کیا وہ ایک بہت بڑی مشین تھی اس پر دس آدمی کام کر رہے تھے۔ عمران نے ایک کے کندھے پر ہاتھ مارا اور وہ جیسے ہی پیچھے مڑا عمران نے ایک زوردار مکّہ اس کے منہ پر مارا وہ چکراتا ہوا نیچے جا گرا باقی ساتھی ششدر کھڑے دیکھتے رہے۔

عمران اسی لمحے ایک زوردار سیٹی بجائی اور خود اچھل کر ایک زوردار ٹھوکر مشین کے بنے ہوئے ڈائل پر ماردی ڈائل چکنا چور ہو گیا کیونکہ عمران نے خاص طور پر اس بوٹ کے آگے لوہے کی پتی چڑھائی ہوئی تھی۔ چنانچہ جیسے ہی وہ ڈائل ٹوٹا ایک زوردار گونج پیدا ہوئی اور اس مشین کے تمام بلب بجھ گئے ادھر صفدر نے آٹو میٹک

مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے اور مشین رک گئی صفدر اسے رکا ہوا دیکھ کر دوسری مشین کی طرف بڑھا ابھی وہ چند قدم ہی چلا ہو گا کہ پہلی مشین ایک زوردار دھماکہ سے پھٹ گئی۔ صفدر اس بار بھی بال بال بچ گیا۔

ادھر کیپٹن شکیل نے ہینڈل کو الٹا گھما دیا ایک زوردار گونج پیدا ہوئی کیپٹن شکیل بھاگ کر اس مشین سے پرے ہٹ گیا وہ مشین بھی غلط استعمال کی وجہ سے پھٹ گئی اس مشین کا پھٹنا تھا کہ سارے ہال میں زوردار دھماکے ہونے لگے اور مختلف مشینیں زوردار دھماکوں سے پھٹنے لگیں دراصل کیپٹن شکیل والی مشین گن مشین تھی اس مشین سے مخصوص گیس ساری مشینوں کو جاتی تھی ہینڈل الٹا گھمانے سے گیس کا دباؤ ہر مشین میں بڑھ گیا اور دباؤ کی وجہ سے مشینیں پھٹنے لگیں۔ سارے ہال میں بھگدڑ مچ گئی کام کرنے والے تمام لوگ گیلری کی طرف بھاگے۔ عمران صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ان میں شامل ہو گئے۔ جیسے

یہ تینوں گیلری میں پہنچے بلبوں سے لہریں کودنے لگیں لیکن ہر بار ان کی پھرتی انہیں بچا جاتی اور ان کی جگہ کوئی اور شخص اس کی زد میں آجاتا۔

ابھی انہوں نے آدھی گیلری پار کی تھی ایک زوردار دھماکہ ہوا ایسے محسوس ہوا جیسے زلزلہ آگیا ہو ہر چیز زیر زمین ہو کر رہ گئی تمام لوگ اوندھے منہ فرش پر گر پڑے۔ عمران کو شدید جھٹکا لگا لیکن اس نے اپنے اوسان قابو رکھنے اور وہ تیزی سے گیلری پار گیا چند ہی لمحوں بعد کیپٹن شکیل اور صفدر بھی گیلری کو پار کر گئے اور تیزی سے ایک طرف بھاگنے لگے ابھی وہ تینوں دس بارہ قدم ہی دور گئے تھے کہ ایک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اتنا زوردار دھماکہ ہوا کہ پاور پلانٹ کے پرخچے اڑ گئے اور عمران کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں تیزی سے اس کوٹھری کی طرف بھاگے جا رہے تھے جہاں تنویر پاشا اور جوزف ڈائنامٹ لگانے کے لیے بالکل تیار کھڑے

تھے اور انہیں صرف عمران کیپٹن شکیل اور صفدر کا انتظار تھا اسی لمحہ چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر بھاگ رہے تھے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔

جولیا کو نیویارک کے ساحل سے ہیڈ کوارٹر لے کر گیا تھا۔ یہاں اس پر کافی سختیاں کرنے کے باوجود اس کا منہ بند رہا۔ پھر کیپٹن شکیل نے اسے رہا کر کے اپنے ساتھ ملا لیا پہلے تو کیپٹن شکیل کو غدار سمجھ کر اسے غصہ آگیا لیکن جب کیپٹن شکیل نے اسے تمام قصہ سنایا تو اس کا غصہ جاتا رہا۔ جس دن پاور پلانٹ کی تباہی کا منصوبہ تھا اس دن جولیا کے ذمے ہیڈ کوارٹر

سے باہر کے انتظامات تھے۔

جولیا نے ان کے رن وے کا پتہ چلا لیا چنانچہ وہ سیدھی رن وے گئی اس نے چار پانچ ہیلی کاپٹر کھڑے دیکھے یہ تمام رن وے انڈر گراؤنڈ تھا کنٹرول روم میں بٹن دبانے سے اوپر کی چھت ایک طرف ہو جاتی اور طیارے اور ہیلی کاپٹر آسانی سے باہر پرواز کر جاتے۔ اب مسئلہ تھا ایسے انتظامات کرنے کا کہ فوراً ایک ہیلی کاپٹر اور کنٹرول روم پر قبضہ کر لیا جاتا چنانچہ وہ سیدھی کنٹرول روم میں چلی گئی۔

ہیلو جولیا، ادھر کیسے بھول گئی۔

کنٹرول روم آفیسر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا کہ کیوں کہ کیپٹن شکیل کے ساتھ رہنے سے سب لوگ اسے اچھی طرح جان گئے تھے۔

ویسے ہی سیر کرنے نکل آئی تھی۔

جولیا نے جواب دیا۔

آیئے تشریف رکھیں۔

آفیسر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

شکریہ، جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

آپ لوگوں کا آسمان دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

ہم تو روزانہ آسمان دیکھتے رہتے ہیں۔

آفیسر نے لگاوٹ سے کہا۔

وہ کیسے۔

جولیا نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔

یہ دیکھیے، آفیسر نے ساتھ لگے ہوئے بورڈ میں سے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور ایک ہلی سی گڑگڑاہٹ سے پورے رن وے کی چھت ایک طرف سرک گئی اور اوپر آسمان صاف نظر آنے لگا۔

جولیا آسمان کو دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگی۔

بہت خوب۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ یہ تو بہت ہی اچھا سسٹم ہے اور واقعی یہ عجوبہ ہے۔

جی ہاں آپ کی دعا ہے۔

آپ کی بڑی مہربانی آپ کی وجہ سے میں نے کافی مدت کے بعد آسمان دیکھ لیا۔ جولیا نے سرخ رنگ کا بٹن ذہن میں رکھتے ہوئے کہا۔

آپ سوئیس ہیں، آفیسر نے پوچھا۔

جی ہاں میں سوئیس ہوں، جولیا نے آہ بھر کر کہا۔

تو آپ ان کالے لوگوں کے ساتھ کیسے مل گئیں۔

بس مقدر کی خرابی سمجھیئے۔

کیپٹن شکیل نے اچھا کیا جو ماکازونگا کی اطاعت میں آگئے۔ ہم لوگ جلد ہی تمام دنیا کو فتح کرلیں گے اور پھر کیپٹن شکیل کو کوی اچھی پوسٹ مل جائے گی۔

جی ہاں دیکھیے کب ملتی ہے میں تو اب یہاں کے ماحول سے اکتا گئی ہوں۔

کیوں؟آفیسر نے حیرت سے پوچھا۔

دراصل میں کہتی ہوں یہاں سے نکلوں تو کسی انگریز سے شادی کروں، جولیا نے معصومانہ لہجے میں کہا۔

وہ آفیسر بھی انگریز تھا یہ سن کر وہ پوری طرح سنبھل کر بیٹھ گیا۔

انگریز سے وہ کیوں؟

دراصل مجھے انگریز اچھے لگتے ہیں بااصول، قناعت پسند اور رومانی طبیعت کے مالک جو ہوتے ہیں جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور مسکرادی۔

لیکن کیا کیپٹن شکیل اس کو گوارا کریں گے۔

ارے شکیل کی پرواہ کون کرتا ہے، یہ تو مجبوری تھی جو میں نے ہاں کردی ورنہ ایسے لوگوں کی طرف تو میں آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔

آپ فکر نہ کریں بندہ ہر طرح کی خدمت کے لیے حاضر ہے آفیسر نے بالکل لٹو ہوتے ہوئے کہا اب وہ جولیا کے جسم کو بھوکی نظروں سے دیکھ

رہا تھا اس کے دیکھنے کا انداز کچھ ایسا تھا۔

جیسے وہ اسے کچا ہی کھا جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

شکریہ میں آپ کے بارے میں بھی غور کروں گی آپ بھی تو انگریز ہیں، جولیا نے کہا۔

جی ہاں آپ فکر نہ کریں میں ہر طرح سے آپ کی خدمت کروں گا۔

نہیں فکر نہ کریں آپ تو ویسے بھی مجھے اچھے لگ رہے ہیں۔ جولیا نے آخری پھندہ کستے ہوئے کہا۔

اب آفیسر پوری طرح پھندے میں آچکا تھا۔

میں نے آج تک ہیلی کاپٹر اندر سے نہیں دیکھا آپ مجھے ہیلی کاپٹر دکھا کر میری یہ حسرت پوری کریں گے؟

ضرور ضرور آیئے یہ کون سی بڑی بات ہے۔

آفیسر نے اٹھتے ہوئے کہا وہ اور جولیا نکل کر رن وے پر کھڑے ہوئے ایک ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے یہ ہیلی کاپٹر رن وے کے ایک کونے میں کھڑا تھا۔ اس آفیسر نے جولیا کا ہاتھ تھام لیا اور اسے آہستہ آہستہ دبانا شروع ک دیا۔ جولیا نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ آہستہ آہستہ مسکراتی رہی وہ دونوں ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گئے۔ آفیسر نے جولیا کو ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور

جولیا اچھل کر اندر بیٹھ گئی۔ آفیسر نے اسے اچھی طرح سمجھایا کہ کس طرح ہیلی کاپٹر چلتا ہے اور کس طرح پرواز کرتا ہے کافی دیر تک وہ اسے سمجھاتا رہا پھر وہ جولیا کا بوسہ لینے کے لیے جھکا لیکن جولیا نے اسے ہاتھ سے ہٹا

دیااور خود دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ آفیسر بھی دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ جولیانے ہیلی کاپٹر کی پوزیشن کو اچھی طرح سمجھ لیا، چلاناتو اسے پہلے ہی اچھی طرح جانتی تھی۔

دراصل وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ہیلی کاپٹر کی ٹینکی میں پٹرول کتنا ہے اور اس نے دیکھ لیا کہ ہیلی کاپٹر کی ٹینکی بھری ہوئی تھی اسے اطمینان ہو گیا کہ اب وہ اور آفیسر دوبارہ کنٹرول روم کی طرف جارہے ہیں۔

کنٹرول روم میں جاکر وہ کافی دیر بیٹھی رہی اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوااور سب لوگ اچھل پڑے۔

سارے لوگ سراسیمہ ہو کر کنٹرول روم سے باہر نکل آئے۔ جولیا سمجھ گئی کہ وہ پاور پلانٹ تباہ ہو چکا ہے سب لوگ حیرانی سے ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ دھماکہ کیسا ہوا چند ہی منٹوں بعد اور زوردار دھماکہ ہوااور پاور پلانٹ کی طرف آگ کے شعلے بلند ہوتے نظر آئے تھوڑی دیر بعد سب لوگ ادھر اُدھر بھاگتے نظر آئے کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا اب جولیا آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کی طرف کھسک رہی تھی۔

جوزف، تنویر اور ناشاد ڈائنامیٹ کے بنڈل اٹھائے کان کی طرف چلے گئے وہ عام لوگوں کی نظروں سے چھپ کر جارہے تھے عام راستے سے ہٹ کر وہ ایک چھوٹی سی گیلری سے گزرے ان کی حالت ایسی تھی جیسے مزدور ہوں۔ وہ سر جھکائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے کانوں کے پاس پہنچ کر انہوں نے ایک اکیلی جگہ پر بھاری بھاری مقدار میں ڈائنامیٹ لگادیااور اس پر ایک چھوٹی سی مشین فٹ کر دی یہ مشین وائرلیس سسٹم پر کام کرتی تھی وائرلیس پر جب مخصوص فریکونسی ملائی جاتی تو اس مشین کا بٹن دب جاتااور ڈائنامیٹ پھٹ پڑتا۔ کانوں کے

قریب ڈائنامیٹ دفن کرنے کے بعد وہ ماکازونگا کے خاص رہائش گاہ اور دفاتر کی طرف چلے راستے میں انہیں ایک آفیسر نے روک لیا۔

کون ہو تم اور یہ کیا لیے جارہے ہو؟

ہم مزدور ہیں اور یہ سامان دفتر پہنچانا ہے۔

تنویر نے کہا۔

دکھاؤ مجھے یہ کیا ہے؟

آفیسر کوئی فرض شناس معلوم ہو رہا تھا۔ تنویر نے ڈائنامیٹ کا بنڈل نیچے رکھا اور پھر اچانک اچھل کر آفیسر کو زور سے ٹکر ماری۔ آفیسر کو ٹکر چونکہ غفلت میں لگی تھی اس لیے وہ زمین پر جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی تنویر نے اس کا گلا دبوچ لیا۔ آفیسر نے کافی جدوجہد کی۔ لیکن تنویر نے اسے اس وقت چھوڑا جب اس کی روح قفس عنصری کو پرواز کر چکی تھی۔ تنویر نے اس کی لاش اٹھا کر ایک طرف کونے میں ڈالی اور خود بنڈل اٹھا کر آگے چلے گئے۔ دفاتر کے قریب پہنچ کر انہوں نے ایک اکیلی جگہ پر ڈائنامیٹ کا پورا بنڈل زمین پر دفن کر دیا اور اس پر بھی وہی مشین فٹ کر دی یہ مشین چھوٹی سی تھی اور سرسری طور پر بھی دیکھنے سے بالکل محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اب ان کی آخری نشانہ ان کی رہائش گاہیں تھیں۔ وہ تینوں تیسرا بنڈل اٹھاتے رہائش گاہوں کی طرف چل پڑے یہ بنڈل جوزف نے اٹھایا ہوا تھا۔ وہ تینوں آہستہ آہستہ رہائش گاہوں کے قریب ہوتے جاتے تھے۔ رہائشگاہوں پر پہرہ تھا۔ اچانک ایک پہرے دار نے انہیں روک لیا اس کے ہاتھ میں ایک میشن گن تھی۔

کون ہواور ادھر کیوں جارہے ہو؟

ہم اپنی خالہ کے گھر جارہے ہیں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔

ناشاد نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

چوکیدار بھی جوزف کی طرح ہٹا کٹا نظر آرہا تھا۔اس لیے جوزف کے ہاتھوں میں کھجلی ہونے لگی۔اس نے چپکے سے وہ بنڈل تنویر کے ہاتھ میں دے دیااور فوراآگے بڑھ کر چوکیدار کے قریب چلا گیا۔

ذراایک منٹ میری بات سنو۔

جوزف نے اسے کہا۔

کیابات ہے اس نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

تم سنوتوسہی۔دراصل جوزف اسے ایک طرف آڑ میں لے جاناچاہتا تھا۔

چوکیدار جوزف کے ساتھ چل پڑا۔

ایک طرف لے جاکر جوزف نے اسے کہا۔

ذراسنبھل کر مسٹر

اور پھر چوکیدار کی ناک پر زوردار مکاپڑااور چوکیدار لڑکھڑایا۔

خوب تم میں توکافی جان معلوم ہوتی ہے۔

مشین گن تومکے کے دھکے سے گرپڑی تھی۔جوزف نے ٹھوکر مار کراسے دور پھینک دیا۔

اب جوزف باکسنگ کے لیے پوری طرح تیار تھا۔چوکیدار بھی مقابلے میں ڈٹ گیا۔اس نے جوزف کو مکامارنا چاہالیکن جوزف نے اسے ایک ہاتھ سے روک کر دوسرے ہاتھ سے زوردار پنچ مارااور چوکیدار لڑکھڑاکر زمین پر جاگرااس کے ناک اور منہ سے خون ابل پڑاتنویراور ناشاد نے موقع غنیمت سمجھ کر وہیں قریب ہی تیسرا بنڈل بھی دبادیااتنی دیر میں جوزف نے چوکیدار کوادھ مواکردیااور پھر جوزف نے اس کاگلادبادیا۔

اس کی لاش ایک طرف ڈال کراب وہ تینوں تیزی سے دوبارہ اپنی

کوٹھڑی کی طرف چل پڑے۔چلتے چلتے جوزف نے مشین گن بھی اٹھالی جواس نے تنویر کودے دی کیپٹن تنویر کی جیب میں وائرلیس پر فریکونسی سیٹ کرنے والاآلہ پڑاتھا۔اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا۔دھماکہ بھی کہیں قریب ہی ہواتھاوہ سمجھ گئے کہ عمران کامنصوبہ کامیاب ہوچکاہے ابھی کوٹھڑی سے وہ کافی دور تھے۔اچانک ایک طرف سے گولی چلنے کی آواز آئی اور گولی جوزف کے بازو میں گھستی چلی گئی۔جوزف نے ایک ہلکی سی چیخ ماری اور پیچھے مڑ کر دیکھاتودور دفاتر کے قریب ایک چوکیدار ہاتھ میں رائفل لیے کھڑاہے غالباًان کو بھاگتے دیکھ کراس نے گولی چلادی۔کیپٹن تنویر نے جوزف کو زخمی دیکھاتوناشاد کواشارہ کیاکہ جوزف کوتھام لے اور خود مڑ کراس چوکیدار کی طرف مشین گن چلادی۔ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز گونجی اور چوکیدار کاجسم گولیوں کی بوچھاڑ میں قلابازیاں کھانے لگا۔مشین گن کی آواز سن کر کافی چوکیدار ادھر سے اُدھر نکل آئے۔

لیکن یہ تینوں اتنی دیر میں آڑ میں ہو چکے تھے اچانک ایک بار پھر کان پھاڑ دھماکہ ہوا پھر افراتفری مچ گئی۔ چاروں طرف لوگ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے۔ یہ تینوں بھی ان میں شامل ہو گئے۔ان کا رخ کوٹھڑی کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ کوٹھڑی کے قریب پہنچ

گئے۔ جوزف نے ایک ہاتھ سے زخمی بازو کو سنبھالا ہوا تھا جس سے لگاتار خون نکل رہا تھا ابھی انہیں کوٹھڑی کے پاس پہنچے چند لمحے ہوئے تھے کہ عمران صفدر اور شکیل بھاگتے ہوئے ان کے قریب پہنچ گئے۔

اب چاروں طرف خطرے کے الارم بج رہے تھے۔

عمران نے آتے ہی تنویر سے پوچھا۔

منصوبہ تیار ہے؟

ہاں، کان، دفاتر اور رہائش گاہ میں۔

ہیلو ٹھیک ہے۔ وائرلیس سیٹ نکالو۔

اور تنویر نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن وہ چونک پڑا کہ وہ وائرلیس سیٹ بھاگتے ہوئے کہیں گر پڑا تھا۔

کیا ہوا؟ عمران نے تنویر کا رنگ بدلتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

وائرلیس سیٹ گم ہے۔

کیا یہ کیسے ہوا اور صفدر کو سارے منصوبہ اور محنت پر پانی پھیرتا نظر آیا۔

معلوم نہیں کہیں گر پڑا۔ تنویر نے اداس ہو کر کہا۔

گر پڑا۔ ارے یہ بھی کوئی شاعر کا دل ہے جو کہیں گر پڑتا۔

میرا دل آپ کے پاؤں میں گر پڑا ہے۔

عمران نے مصرعے کے جوڑ توڑ ہلا دیئے۔

چلو کوئی بات نہیں پیارے اب جولیا کے عشق میں ٹھنڈی آہیں بھرو۔

اب کیا کریں؟ صفدر نے عمران کی بکواس پر دھیان نہ دیتے ہوئے کہا۔

آؤ مل کر پیار کی باتیں کریں

زلف کی، رخسار کی باتیں کریں

عمران نے ایک ہاتھ کان میں رکھتے ہوئے ایک مصرعہ پڑھا۔ سب کے سب اس لیے وقت راگنی پر منہ بن گئے اتنی دیر میں چاروں طرف سپاہی پھیل گئے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ انہوں نے ناکہ بندی کر لی تھی اور اب وہ مشتبہ افراد کو ڈھونڈ رہے تھے۔

جاؤ تنویر اسی راستے واپس جاؤ اور وائرلیس سیٹ ڈھونڈ کر رن وے کی طرف ہمیں آملنا۔

اور تنویر ابھی مڑا ہی تھا کہ ایک شخص تیز تیز قدم اٹھاتا پاس سے گزرا۔

اس نے جاتے جاتے وائرلیس سیٹ عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

اور بولا رن وے ایکسٹو۔

یہ یقینا ایکس ٹو کی آواز تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ ایک گیلری میں مڑ گیا تھا۔ ایکس ٹو کو یوں آزادی سے ماکازونگا کے ہیڈ کوارٹر میں چلتے پھرتے دیکھ کر صفدر، ناشاد اور تنویر حیران رہ گئے۔ لیکن جلدی ہی وہ سنبھل گئے کیوں کہ اب ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ وہ فوراً رن وے کی طرف چلے۔ لیکن اب رن وے تک پہنچنا بہت مشکل تھا۔

چاروں طرف ناکہ بندی کر دی گئی تھی اور ہر آدمی کو روک کر اس کی تلاشی لی جا رہی تھی۔ چاہے وہ افسر ہو یا عام مزدور، عمران نے تنویر سے مشین گن لی اور انہیں اشارہ کیا کہ وہ اس سے علیحدہ ہو کر چلیں اور سیدھے رن وے پہنچیں وہاں جولیا نے کوئی نہ کوئی انتظام کیا ہو گا۔

وہ سب آگے بڑھے تو چوکیداروں نے انہیں روکنا چاہا لیکن ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز گونجی اور چوکیدار سینے پر ہاتھ رکھے زمین پر تڑپنے لگے۔ بھاگتے بھاگتے انہوں نے بھی چوکیداروں کے ہاتھوں سے مشین گنیں لے لیں اب باقی چوکیداروں نے مورچے سنبھال لیے یہاں بھی صفدر مشین گن لے کر ایک طرف کھڑا ہو گیا اس نے چوکیداروں کے جواب میں فائرنگ کر دی۔ اب چوکیداروں پر دو طرف سے فائرنگ

ہو رہی تھی اور باقی لوگ دوسری گیلری سے چھپ کر رن وے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اچانک عمران کی طرف سے ایک زوردار چیخ بلند ہوئی اور فائرنگ بند ہو گئی۔

صفدر سمجھ گیا کہ عمران نے دراصل چال چلی ہے اس نے اور بھی زیادہ شدت سے فائرنگ شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں اس کے پاس راؤنڈ ختم ہو گئے اب اس نے مشین گن پھینکی اور ایک طرف بھاگا۔ لیکن موڑ مڑتے ہی تین آدمیوں نے اسے اپنے شکنجہ میں کس لیا لیکن صفدر تین آدمیوں کے بس کا نہیں تھا چنانچہ اپنی کہنی ایک کی پسلیوں میں اتنے زور سے ماری کہ وہ چیخ مار کر زمین پر بیٹھ گیا دوسرے پر لات چلی، تیسرے کو ٹکر اور پھر وہ تینوں زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے اور صفدر آگے بھاگ رہا تھا اندھا دھند مختلف موڑ مڑتا گیا۔

آگے اچانک اسے محسوس ہوا آگے راستہ بند ہے وہ سائیڈ میں مڑ گیا اسے وہی اسلحہ خانہ نظر آیا۔ جہاں سے انہوں نے ڈائنامیٹ وائرلیس سیٹ اور ڈائنامیٹ پر لگانے والی مشین اٹھائی تھی اس بار ساتھ ہی پاور پلانٹ

پھٹنے سے اس کی دیواریں ٹوٹ گئی تھیں اور اسلحہ ہر طرف بکھرا پڑا تھا صفدر جلدی سے ایک بڑے سوراخ سے اندر چلا گیا اس نے ڈائنامیٹ کے تین بنڈل اٹھائے انہیں خالی پیٹیوں

کے ڈھیر کے پیچھے رکھ دیئے اور ان پر مشین فٹ کر دی۔

باقی اسلحہ میں سے ایک مشین گن اٹھا کر اس نے ہاتھ میں لے لی۔ دس دستی بم اس نے اپنی جیب میں ڈال لیے اور پھر رن وے کی طرف چل پڑا اب اسلحہ خانہ سے اسے راستہ آتا تھا چنانچہ وہ چھپتا چھپاتا رن وے کے قریب پہنچ گیا۔ رن وے پر تمام پہرہ لگا ہوا تھا۔ ٹیم کے باقی ممبر اور عمران اسے کہیں بھی نظر نہ آئے۔

اچانک اسے جولیا نظر آ گئی ایک ہیلی کاپٹر کے پاس کھڑی وہ حیران نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی افراتفری میں کسی کی نظر اس پر نہ پڑی۔ صفدر نے تیزی سے رن عے کی سڑک پار کی اور چھپتا چھپاتا اس ہیلی کاپٹر کی طرف کھسکنے لگا۔ جس کے قریب جولیا کھڑی تھی جیسے ہی وہ جولیا کے قریب پہنچا جولیا نے اسے دیکھ لیا۔ اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی کیوں کہ اس وقت حالات انتہائی نازک تھے۔ صفدر نے اس کے ہاتھ میں چپکے سے ایک دستی بم دے دیا اور خود ساتھ ہی ایک ٹرک نما گاڑی کے پیچھے گیا تھوڑی دیر میں کیپٹن شکیل، تنویر، ناشاد اور جوزف بھی پہنچ گئے۔ جوزف کا خون بہنا خود بخود بند ہو گیا۔

صفدر تم کنٹرول روم میں جاؤ اور سامنے لگے ہوئے بورڈ میں سرخ

رنگ کا بٹن کو دبا دینا اوپر کی جانب رن وے کی چھت ہٹ جائے گی۔ جولیا نے صفدر سے کہا۔

اور صفدر آہستہ آہستہ چلتا ہوا کنٹرول روم میں چلا گیا چوکیدار نے اسے روکنا چاہا لیکن چوکیدار کو پرے ہٹا کر وہ سیدھا آفیسر کے پاس پہنچ گیا۔

ادھر جولیانے سب کو ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئے۔ ابھی وہ اچھی طرح بیٹھے بھی نہ تھے کہ چوکیداروں کی نظر پڑ گئی۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔

جولیا بڑی گھبرائی صفدر آفیسر کے نزدیک جا کر سیدھا بورڈ کی طرف بڑھ گیا اور ایک سینکڈ بعد اس نے سب کے درمیان لگے ہوئے سرخ رنگ کے بٹن کو دبادیا ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور رن وے پر لگی ہوئی چھت ایک طرف ہٹ گئی۔ صفدر نے یہ سب کچھ اتنی تیزی سے کیا تھا کہ سب حیران بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ صفدر فوراواپسی کے لیے مڑا جب وہ دروازے کے قریب پہنچا تو سب کو ہوش آیا وہ اسے پکڑنے کے لیے دوڑے لیکن صفدر نے دستی بم عین کھینچ کر کنٹرول روم میں پھینک دیا اور خود باہر نکل گیا۔

ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کنٹرول روم کے پرخچے اڑ گئے۔ ادھر جیسے ہی چھت ہٹی جولیانے ہیلی کاپٹر کا پڑا اڑا دیا کیونکہ دشمن چاروں طرف سے ہیلی کاپٹر کو گھیرا دے رہا تھا اب ٹیم میں صفدر اور عمران باقی رہ گئے تھے ایک ایک منٹ قیمتی تھا۔ جولیانے ہیلی کاپٹر کو آہستہ سے اونچا کیا اتنی دیر میں صفدر قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے دوڑ کر اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو پکڑ لیا اب وہ ہیلی کاپٹر کے نیچے لٹک رہا تھا۔ ابھی اس کے پر زمین سے دو تین فٹ ہی اونچے اٹھے تھے کہ ہیلی کاپٹر کو زوردار جھٹکا لگا اور صفدر کے ہاتھ چھوٹ گئے وہ دھڑام سے زمین پہ آ گرا۔ دراصل جولیا جلدی سے ہیلی کاپٹر کو کنٹرول نہ کر سکی تھی اس لیے جھٹکا لگا۔

صفدر زمین پر گرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا لیکن چاروں طرف سے دشمن نے۔۔۔ اسے گھیر لیا۔ لیکن صفدر نے دستی بم نکال کر چاروں طرف پھینک دیئے زوردردھماکے ہوئے اور دشمن کے سپاہیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ ہیلی کاپٹر اب کافی اونچا اٹھ چکا تھا۔ عمران کا ابھی تک کوئی پتہ نہ تھا اچانک ایک طرف سے عمران ایک آدمی کو

اٹھائے ہوئے آتا نظر آیا۔ عمران کا جسم زخمی تھا چہرے پر خراشیں تھیں جس آدمی کو اس نے اپنی کمر پر لادر کھا تھا وہ بے ہوش معلوم ہوتا تھا۔ صفدر نے عمران کے پیچھے ایک اور قدآور بھرے ہوئے جسم والا شخص بھی دوڑتا

ہوا نظر آیا۔ اس نے بھی ایک بھاری بھرکم شخص کو کمر پر لادا ہوا تھا۔ جولیا کا ہیلی کاپٹر کافی اونچا اٹھ گیا تھا۔ چنانچہ اب وہ ایک اور ہیلی کاپٹر کی طرف لپکے لیکن دشمن کے سپاہیوں نے ایک بار پھر چاروں طرف سے ان پر حملہ کر دیا۔ عمران اور اس دوسرے شخص کو جیسے صفدر کی پہچان گیا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے انہیں وائرلیس سیٹ دیا تھا اور جو یقیناً ایکس ٹو ہے انہوں نے اپنی کمر پر لادے ہوئے آدمیوں کو زور سے زمین پر پٹخا اور دشمن سے دست بدست لڑنے لگے عمران کے جوہر دیکھنے کے قابل تھے زخمی ہونے کے باوجود بھی وہ بے انتہا پھرتی سے لڑ رہا تھا کہ ادھر ایکس ٹو کے زوردار مکوں نے حشر برپا کر دیا۔ صفدر بھی حتی المقدور لڑ رہا تھا کہ اوپر سے جولیانے انہیں دیکھ لیا اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارا اور کیپٹن شکیل نے مشین گن سے دشمن پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔

حالانکہ صفدر عمران اور ایکس ٹو بھی لڑائی میں شامل تھے لیکن کیپٹن شکیل کا نشانہ اتنا صحیح تھا کہ مجال کہ کوئی گولی ان کو لگتی فائرنگ سے آنے والے گھبرا کر ادھر اُدھر بھاگے۔

جولیانے ہیلی کاپٹر واپس اتارا اور صفدر، ایکس ٹو اور عمران نے دو آدمیوں کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں پھینکا اور خود بھی سوار ہو گئے۔ اب

ہیلی کاپٹر دوبارہ اٹھنے لگا۔

ابھی تک ہم پر بڑے پیمانے پر حملہ نہیں ہوا اور نہ ہی ہمیں قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

دراصل وہ لوگ ماکازونگا کے احکامات کے منتظر ہیں اور ماکازونگا اس وقت بے بس ہوئے ہمارے سامنے پڑے ہیں۔ ماکازونگا کیا یہی ماکازونگا ہیں سب نے حیرت سے کہا۔ جی یہی ہیں جو دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

ایکس ٹو ایک طرف چپکے سے بیٹھا تھا سب اس کی طرف چور نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن صاف معلوم ہوتا تھا کہ ایکس ٹو میک اپ میں ہے۔ میک اپ بھی بے ڈھنگا تھا۔ اس کے بے ڈھنگے ہونے کا مقصد ہی یہی تھا کہ سب اچھی طرح پہچان جائیں کہ یہ میک اپ ہے۔

جب ہیلی کاپٹر کافی اونچا نکل گیا تو عمران نے جیب سے وائرلیس سیٹ نکال کر اس پر مخصوص فریکونسی ڈائل کردی۔ ایک لمحے بعد زوردار دھماکے ہوئے اور پھر نیچے آگ کے شعلے اور پتھر ہوا میں اڑتے نظر آئے۔ ماکازونگا ہیڈ کوارٹر تباہ ہوچکا تھا اور ماکازونگا دونوں عمران کی حراست میں تھے۔ سب نے اطمینان کا سانس لیا اور ہیلی کاپٹر عمران کے ملک کی طرف اڑا چلا جارہا تھا۔